واعظ اہلسنت
2018ء
تحسینِ خطابت
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی
مفتی محمد احتشام قادری
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

تحسینِ خطابت

(۲۰۱۸ء)

تالیف و ترتیب

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالی

https: //www.facebook. com/darahlesunnat

جملہ حقوق محفوظ ہیں

موضوع: وعظ و نصیحت

نام کتاب: واعظ الجمعہ (تحسینِ خطابت، ۲۰۱۸ء)

تالیف و ترتیب: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

مُعاونین: مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری، مفتی محمد کاشف محمود ہاشمی، مفتی محمد احتشام قادری حفظہم اللہ تعالیٰ

مجموعی تعداد صفحات: ۳۲۰

سائز: 23×36

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

www.facebook.com
/darahlesunnat

آن لائن/ نشرِ اوّل

۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۴ء

ISBN #
9 789697 833207

شرَفِ اِنتساب

میں اپنی اس کوشش کو اپنی کہنہ مشق ٹیم کے ایک اہم رکن اور فرد حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق ہنگورو قادری حفظہ اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتا ہوں۔

جو ادارۂ اہلِ سنّت کے قیام سے لے کر تا حال وابستہ ہیں، اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو حتّی المقدور برُوئے کار لاتے ہوئے تحقیقی کام میں مصروفِ عمل ہیں۔

اللہ ربّ العالمین حضرت کی عمر، صحت، علم وعرفان اور اَولاد میں مزید برکتیں وسعتیں عطا فرمائے، اور حضرت کی تمام علمی وتحقیقی خدمات کو آپ اور آپ کے آباء واَجداد کے لیے بخشش ومغفرت کا سامان بنائے، آمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم!

وصلّى الله تعالى على خيرِ خَلقه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ومولانا محمدٍ وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعاگو ودعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۸ شوّال المکرّم ۱۴۴۵ھ / ۱۷ اپریل ۲۰۲۴ء

فہرستِ مضامین

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أمّا بعد:

نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے کے لیے، اللہ ربّ العالمین نے حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا، اور آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس سلسلۂ نبوّت کو ختم فرمایا، اس کے بعد اس منصبِ عالی کی بجاآوری کی ذمّہ داری اُمّتِ محمدیّہ کے سپرد کر دی اور فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾[1] "تم اُن سب اُمتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں؛ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے (جسے) جو مسئلہ معلوم ہو دوسرے کو بتائے، اور خود اس کی اپنے عمل سے تبلیغ کرے"[2]۔ لہذا رہتی دنیا تک حسبِ استطاعت ولیاقت اب ہر مسلمان مبلّغ ہے، اور دعوت وتبلیغِ دین کی ذمّہ داری اُس پر لازم ہے۔

فائدۂ عامّہ کے پیشِ نظر "خطباتِ جمعہ" کی تحریر کا یہ سلسلہ بھی "اَمر بالمعروف ونہی عن المنکَر" کی ہی ایک کڑی ہے، جو گزشتہ تقریبًا تیرہ ۱۳ سال سے جاری

---

(۱) پ ٤، آل عمران: ١١٠.

(۲) "تفسیر نور العرفان" پ ۴، آلِ عمران، زیرِ آیت: ۱۱۰، ص۱۰۰۔

وساری ہے، ابتداءً تحریری طور پر مستند خطبۂ جمعہ کی تیاری کے اس سلسلے کا آغاز، محکمۂ اوقاف متحدہ عرب امارات کے سرکاری فتوی سینٹر سے ہوا، جہاں ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۸ء تک یہ سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد سے اس اہم ذمّہ داری کو اہلِ سنّت کے ایک تحقیقی واِشاعتی مرکز "ادارۂ اہلِ سنّت" کراچی انجام دے رہا ہے۔

عموماً یہ خطبات انتہائی مفید اور مستند موادّ پر مشتمل ہوتے ہیں، ان خطبات کی تیاری میں خوب تحقیق سے کام لیتے ہوئے کمال شائستگی کا لحاظ رکھا جاتا ہے، اندازِ تحریر انتہائی سہل اور عام فہم ہوتا ہے؛ تاکہ کم پڑھے لکھے افراد بھی اس سے بخوبی استفادہ کرسکیں!۔

الحمد للہ! "ادارۂ اہلِ سنّت" اس سلسلہ میں ایک اہم پیش رفت کرتے ہوئے، گزشتہ خطباتِ جمعہ کو بااعتبار ماہ وسال یکجا کرکے، کتابی شکل میں بھی اِشاعت کا اہتمام کر رہا ہے، زیرِ نظر مجموعہ "تحسینِ خطابت ۲۰۱۸ء" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس سے قبل "تحسینِ خطابت ۲۰۲۰ء"، "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" اور "تحسینِ خطابت ۲۰۲۲ء" کے ڈیجیٹل ایڈیشن (Digital Edition) مفت ڈاؤنلوڈنگ (Free Downloading) کی سہولت کے ساتھ، انٹرنیٹ پر اَپلوڈ (Upload) کیے جاچکے ہیں، نیز کتابی صورت میں بھی (مکتبہ الغنی پبلیشر کراچی اور المکتبہ النظامیہ پشاور) سے طبع ہوکر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ اسی طرح ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۹ء کے خطباتِ جمعہ کی ترتیب بھی، ترجیحی فہرست میں شامل کی جاچکی ہے، عنقریب انہیں بھی مطبوعہ کتابی شکل کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل ایڈیشن کے طَور پر، آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جائے گا، ان شاء اللہ!۔

خطباتِ جمعہ کی تیاری اور ادارۂ اہلِ سنّت

ادارۂ اہلِ سنّت سال بھر کے مختلف مذہبی تہواروں، بزرگانِ دِین کے ایام، اَقوامِ متحدہ کے عالَمی ایام، دَورِ حاضر کے تقاضوں اور مختلف مُناسبتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، سب سے پہلے ایک سالانہ جَدوَل (Annual Schedule) ترتیب دیتا ہے، اس کی تیاری کے لیے مُلک بھر میں علماء، خطباء اور بزرگوں سے بذریعہ واٹس اپ (WhatsApp) مُشاوَرت کی جاتی ہے، نیز خطباتِ جمعہ کے موضوعات کے سلسلہ میں ان حضرات سے مختلف عنوانات پیش کرنے کی گزارش کی جاتی ہے، اس کے بعد ادارۂ اہلِ سنّت کے علماء ومحققین پر مشتمل ایک ٹیم (Team) ملک بھر سے آئے تمام مشوروں اور موضوعات کا جائزہ لیتی ہے، اور عصرِ حاضر کے تقاضوں اور ضرورتِ عامّہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، ان میں سے اہم عناوین کا انتخاب کرکے ایک سالانہ جَدول مرتَّب کیا جاتا ہے۔

مزید یہ کہ ہر ہفتے خطبۂ جمعہ کی تیاری کے لیے ادارۂ اہلِ سنّت کے محققین، شب وروز انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام لیتے ہیں، خوب تحقیق اور چھان بین کے بعد مستند موادّ، مکمل ذمّہ داری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور علمائے امّت کے اَقوال کو مکمل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ پیش کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی غیر مستند یا سنی سنائی بات یا واقعہ ذکر نہ کیا جائے۔ اندازِ تحریر انتہائی آسان، معتدِل، شائستہ وشُستہ رکھنے کی کوشش ہوتی ہے، تعصب، غیر اَخلاقی اور غیر مستند موادّ سے قصداً گریز کیا جاتا ہے!۔

اسلام مخالف سازشوں کی بیخ کنی میں ادارۂ اہلِ سنّت کا کردار

ادارۂ اہلِ سنّت ملکی اور عالَمی سطح پر، یہود ونصاری کی اسلام مخالف سازشوں اور ہتھکنڈوں پر بھی نگاہ رکھتا ہے، اور ان کی بَروقت بیخ کنی کے لیے امّتِ مسلمہ کو بروقت شُعور وآگاہی دینے کی بھی کوشش کرتا ہے، اس سلسلے میں ادارہ موقع ومحل کی مُناسبت، ضرورت اور حالات کے مطابق ہنگامی صورتحال میں، سالانہ جدوَل سے ہٹ کر خصوصی مضامین بھی جاری کرتا ہے۔

تعلیماتِ رضا کے فروغ میں "ادارۂ اہلِ سنّت" کی چند خدمات

ادارۂ اہلِ سنّت فکر وتعلیماتِ رضا کے فروغ کے سلسلے میں بھی اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش رہا ہے، اَب تک امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پچاسیوں چھوٹی بڑی، اردو عربی تصنیفات، مکمل تحقیق وتنقیح کے ساتھ شائع کرکے دنیا بھر میں عام کرچکے ہیں، جسے ان کتب کی تفصیل جاننی ہو وہ زیرِ نظر کتاب کے اخیر میں موجود ہماری فہرستِ کتب ملاحظہ فرمائیں!۔

دنیائے عرب میں امامِ اہل سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دینی خدمات کو متعارف کرانے میں ادارۂ اہلِ سنّت کا کردار کسی سے مخفی نہیں، "فتاوی شامی" پر امامِ اہلِ سنّت کا بہترین عربی حاشیہ "جدّ الممتار علیٰ رد المحتار" کی "ادارۂ اہلِ سنّت" اور "دار الفقیہ" (ابوظبی) کے باہمی تعاوُن سے اِشاعت (۲۰۱۳ء) اس کی ایک بہترین مثال ہے!۔

اسی طرح اردو زبان میں دنیا کے بہترین فقہی شاہکار "فتاوی رضویہ" کی مکمل تحقیق، تنقیح اور خوبصورت طباعت واِشاعت بھی، ہمارے ادارے کی ایک چھوٹی سی کاوِش ہے۔

علاوہ ازیں ادارۂ اہل سنّت سے دیگر علماء کی اہم تصنیفات بھی وقتاً فوقتاً شائع کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، مجموعی طور پر اِدارۂ اہلِ سنّت ۱۶سال کے قلیل عرصہ میں ۴۰ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل تحقیقی کتب ورسائل شائع کر چکا ہے، اور یہ تمام کتب وہ ہیں جن کی مکمل تحقیق، تخریج اور کمپوزنگ واِشاعت کے تمام مراحل، ادارۂ اہلِ سنّت کے ماہر علماء ومحققین کی زیرِ نگرانی انجام پائے ہیں، کسی تیار کتاب کا فوٹو لے کر کام نہیں چلایا گیا!۔

ادارۂ اہلِ سنّت کا مشن

ادارۂ اہلِ سنّت کی ان تمام ترکاوِشوں کے پیچھے سوچ یہ کار فرما ہے، کہ کسی طرح امّتِ مسلمہ کی اصلاح ہو جائے، ہم اچھے، سچے، پکے اور باعمل مسلمان بن جائیں، اَخلاقی اور مُعاشرتی برائیوں سے ہمیں نَجات مل جائے، ہمیں عقائدِ اہلِ سنّت اور صحیح مسائلِ شریعت سے آگاہی حاصل ہو، اَفکار ونظریاتِ رضا عام ہوں، ناصبیوں، رافضیوں، بدعتیوں اور جعلی پیروں فقیروں کا خاتمہ ہو، نیز عوامِ اہلِ سنّت میں حق وباطل کی پہچان اور باہمی فرق کا شُعور بیدار ہو!۔

احباب سے امید ہے کہ ہماری یہ کاوِش آپ حضرات کو پسند آئے گی، اور باصرہ نوازی سے شرف یاب ہوگی! اس کتاب کی طباعت میں ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ غلطِی سے محفوظ رہے، لیکن اگر قاری کسی علمی یا فنی غلطِی پر مطلع ہو تو ادارے کو ضرور آگاہ فرمائیں، ہم تہہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے !۔

بار گاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو قبولیت کی خلعت سے نوازے، اور اسے ہماری نَجات کا ذریعہ بنائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم !۔

وصلّى اللهُ تعالى على خيرِ خَلقه ونورِ عرشِه سيِّدنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعاگو ودعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۸ شوّال المکرّم ۱۴۴۵ھ / ۱۷ اپریل ۲۰۲۴ء

خُطباء وواعظین کے لیے چند ضروری آداب

الحمدُ لله وحدَه، والصّلاةُ والسّلامُ على مَن لَا نبيَّ بعدَه، وعلى آله وصحبه المكرَّمِينَ عندَه، أمّا بعد:

دینِ اسلام میں نمازِ جمعہ اور اس کا خطبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ نمازِ جمعہ ادا کرنے اور اس کا خطبہ سننے کے لیے تمام کام کاج چھوڑنے، اور تجارت کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کی اذان ہو جائے، تو اللہ کے ذِکر کی طرف دَوڑو! اور خرید وفروخت چھوڑ دو! یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو!"۔

مفسِّرِ قرآن حضرت علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "(یہاں) دَوڑنے سے مراد بھاگنا نہیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کر دو، اور ﴿ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ سے جُمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے"[2]۔

خطبۂ جمعہ اَمر بالمعروف ونہی عن المنکَر (نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے بچنے کی تلقین کرنے) کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اس کے ذریعے لوگوں کی دینی تربیت کر کے

---

(۱) پ۲۸، الجمعة: ۹.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۲۸، الجمعہ، زیرِ آیت: ۹، ص۹۹۳۔

اصلاحِ مُعاشرہ میں اہم کردار ادا کیا جاسکتا ہے، جو لوگ ہفتہ بھر مسجد کے قریب نہیں پھٹکتے، نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے عموماً وہ بھی خاص اہتمام کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، لہٰذا ہمارے ائمہ وخُطباء حضرات کو چاہیے، کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں، اور اپنی جمعہ کی تقریروں کو ایسا مؤثر بنائیں، جس سے مُعاشرے کی دِین سے دُوری کا خاتمہ کیا جاسکے!۔

تقریرِ جمعہ اور وعظ ونصیحت کو مؤثر بنانے کے لیے خُطباء اور واعظین کو چاہیے، کہ حسبِ ذَیل ضروری آداب کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں، اور ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں، اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ سے امیدِ واثق ہے کہ ان آداب کو اپنانے سے مثبت فوائد وثمرات دیکھنے میں آئیں گے:

(۱) خطیب حضرات کو چاہیے کہ وعظ ونصیحت کرنے سے قبل نہا دھو کر اچھی طرح طہارت حاصل کریں، اپنے آپ کو سنواریں، بہترین اور صاف ستھرا لباس پہنیں اور خوشبو لگائیں۔

(۲) مسجد میں داخل ہوتے وقت جلدی نہ کریں، بلکہ اللہ کی یاد کرتے ہوئے نہایت سُکون، اطمینان اور وقار کے ساتھ داخل ہوں، اور عاجزی وانکساری کے ساتھ سنجیدہ حالت میں منبر کی طرف قدم بڑھائیں۔

(۳) ایک عالمِ دین اور مُبلّغ یا خطیب ہونے کے سبب، ہرگز اپنے دل میں اس چیز کی خواہش نہ رکھیں، کہ لوگ آپ کی آمد پر اَدب واحترام سے کھڑے ہو جائیں یا زندہ باد کے نعرے لگائیں[1]۔

---

(۱) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" جنوری، مبلّغ کا حقیقی کردار اور ذِمّہ داری، ۱/۹۶-۹۸۔

(۴) جن لوگوں کو باتوں میں مشغول دیکھیں، اپنا وَعظ شروع کرنے سے پہلے انہیں نرمی اور شفقت کے ساتھ منع کریں، اور انہیں اپنی طرف متوجّہ کریں۔

(۵) تقریر اور بیان کرتے وقت بے دلی کا مُظاہرہ نہ کریں، اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ سے اس بات کی قوی اُمید واِعتقاد رکھیں، کہ آپ جس موضوع پر بیان کر رہے ہیں اس سے لوگوں کو ضرور فائدہ ہوگا، اور وہ بیان ان کی اِصلاح کا باعث بنے گا۔

(۶) واعظین کو چاہیے کہ وعظ وخطبہ سے قبل بیان کی بھرپور تیاری کریں، قرآن وسنّت سے ہٹ کر بات نہ کریں، ادھر اُدھر کے قصے کہانیاں سنانے میں وقت ضائع نہ کریں، اپنے مُطالعہ میں وُسعت پیدا کریں، عوام الناس کو مستند فقہی مسائل اور مستند واقعات سنائیں؛ تاکہ لوگوں کی معرفت وبصیرت اور دینی معلومات میں اضافہ ہو۔

(۷) اپنے بیان میں ایسی بات ہرگز نہ کریں جس سے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو۔

(۸) خطیب کو چاہیے کہ اپنے بیان میں حکیمانہ اُسلوب اختیار کرے، لوگوں کو اچھی اور نرم باتوں کے ذریعے دِین کے قریب کرنے کی کوشش کرے، اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ پاک میں نرمی اور حکمت کے ساتھ تبلیغ کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾[۱] "اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے، اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو!"[۲]۔

(۹) ہمیشہ سچ کہیں اور حق بات بیان کریں؛ کہ مَرنے کے بعد ہر خطیب کا بیان اس کے عمل پر پیش کیا جائے گا، اگر وہ سچا ہوا تو اس کی تصدیق کی جائے گی،

---

(۱) پ ۱٤، النحل: ۱۲۵.

(۲) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" جنوری، مبلّغ کا حقیقی کردار اور ذِمّہ داری، ۱/۱۰۴۔

اور اگر جھوٹا ہوا تو آگ کی قینچی سے اس کے ہونٹ کاٹے جائیں گے، اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہتا ہے[۱]۔

(۱۰) خُطباء اور واعظین پر لازم ہے کہ جن اَحکام کی تبلیغ کریں، پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوں اس کے بعد لوگوں کو تلقین کریں۔ جو شخص اپنے علم پر خود عمل نہیں کرتا، صرف دوسروں کو اس کی تلقین کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی زبان میں تاثیر پیدا نہیں فرماتا۔ اور اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں پر اس کی دعوت وتبلیغ کا اثر نہیں ہو پاتا، قرآنِ پاک میں اللہ ربّ العزّت نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، اِرشاد فرماتا ہے: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾[۲] "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو؟! حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو! تو کیا تمہیں عقل نہیں؟"۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾[۳] "اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ (بات) جو تم (خود) نہیں کرتے؟! کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ (دوسروں کو) وہ کہو، جو (خود) نہ کرو!"[۴]۔

---

(١) انظر: "ذَمّ الكِذب" لابن أبي الدنيا، ذَمّ الكِذب وأهله، ر: ٣٣، صـ٢٦، ملخّصاً. و"شرح السُنّة" للبَغَوي، كتاب الرقاق، باب وعيد من يأمر بالمعروف ولا يأتيه، ر: ٤١٥٨، ٧/ ٢٥٥، ملخّصاً.

(٢) پ١، البقرة: ٤٤.

(٣) پ٢٨، الصف: ٢، ٣.

(۴) "تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء" جنوری، مبلّغ کا حقیقی کردار اور ذِمّہ داری، ۱/۱۰۱، ۱۰۲۔

(۱۱) خطیب کو چاہیے کہ صرف فضائل یا عذاب کی وعیدیں بیان نہ کرے، بلکہ امّتِ مسلمہ کی علمی وفکری بیداری، حالاتِ حاضرہ، اسلام کو درپیش مسائل (Challenges)، اسلام کی خارجہ پالیسی اور یہود ونصاریٰ سے مُعاملات کی نَوعیت، اور مذہبی سیاست کی اہمیت وضرورت پر بھی لوگوں کی رَہنمائی کریں؛ تاکہ مسلمانوں کے سیاسی شُعور میں پختگی پیدا کی جاسکے!۔

(۱۲) بیان کو غیر ضروری طَور پر طویل کرنا، اور نماز کو بہت مختصر کرنا مناسب اَمر نہیں، حضرت سیّدنا عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «إِنَّ طُولَ صَلَاةِ الرَّجُلِ، وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ، مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ!»[1] "لمبی نماز اور مختصر خطبہ، انسان کی فقاہت ودانائی پر دلیل ہے"۔ البتہ نماز کو زیادہ طول دینا بھی مناسب نہیں؛ کہ مقتدیوں میں بچے، بوڑھے، کمزور اور مصروف لوگ بھی ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی بھی رعایت کی جائے، اور میانہ رَوِی سے کام لیا جائے۔

(۱۳) بعض واعظین خطبہ وتقریرِ جمعہ کی تیاری نہیں کرتے، اور کسی مناسبت کے بغیر تقریر کرتے ہیں، یہ انتہائی نامناسب بات ہے، موضوع کی مناسبت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بیان کی تیاری کیجیے، اور بھرپور انداز سے بیان کیجیے، اپنے چہرے کے تاثرات اور ہاتھ کے اشاروں سے بھی اپنی بات سمجھانے کی کوشش کیجیے؛ تاکہ سامعین کی توجّہ مکمل طَور پر آپ کی طرف رہے۔

(۱۴) واعظین کو یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیے، کہ انتہائی آسان، سہل اور سادہ الفاظ میں بیان کریں، دقیق اور مشکل الفاظ کا استعمال ہرگز نہ کریں؛ کہ اس

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الصلاۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، ر: ۲۰۰۹، صـ۳۴۹.

سے سامعین پر آپ کی علمیت کا رُعب اور دَبدَبہ تو بیٹھ جائے گا، لیکن لوگ آپ کا پیغام سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

(۱۵) بعض خطیب حضرات چیخ چیخ کر، اور گلا پھاڑ کر بہت بلند آواز میں بیان کرتے ہیں، ان کے چیخنے گرجنے کے علاوہ سامعین کچھ بھی نہیں سمجھ پاتے، یہ اندازِ بیان بھی انتہائی نامناسب ہے، شائستہ اور معتدل انداز اختیار کیجیے، البتہ حسبِ ضرورت تھوڑا بہت جلالی وجمالی انداز اپنانے میں بھی حرج نہیں۔

عربی خطبے کے چند آداب

(۱۶) نمازِ جمعہ کی اِمامت وخطابت کا فریضہ اَنجام دینے والے واعظ وخطیب کو، یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے، کہ نمازِ جمعہ میں خطبہ شرط ہے، اگر اس نے خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہیں ہوگا[(۱)]۔

(۱۷) خطبہ پڑھتے وقت خطیب کا چہرہ سامعین کی طرف، اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہونی چاہیے[(۲)]۔

(۱۸) خطبۂ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ (۱) وقت میں ہو (۲) اور نماز سے پہلے ہو (۳) اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے، یعنی کم سے کم خطیب کے علاوہ تین ۳ مرد (موجود ہوں)، (۴) اور اتنی (بلند) آواز سے خطبہ ہو کہ اگر کوئی اَمر مانع نہ ہو تو پاس والے سُن سکیں۔ اگر خطیب نے زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا، یا نماز کے بعد پڑھا، یا تنہا پڑھا، یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا، تو ان سب

---

(۱) "بہارِ شریعت" عیدَین کا بیان، مسائلِ فقہیّہ، حصّہ چہارُم، ۱/۷۷۹۔

(۲) ایضاً، جمعہ کا بیان، خطبہ، حصّہ چہارُم، ۱/۷۶۷۔

صورتوں میں جمعہ نہیں ہوا۔ اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا، یا حاضرین دُور ہیں کہ سنتے نہیں، یا مسافر، یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مَرد ہیں تو ہو جائے گا[(۱)]۔

(۱۹) خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے، اگرچہ خطیب نے صرف ایک بار "الحمد للہ" یا "سبحان اللہ" یا "لا الٰہ الّا اللہ" کہا، اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا، مگر اتنے ہی پر اِکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ اگر خطیب کو چھینک آئی اور اُس نے اِس پر "الحمد للہ" کہا، یا تعجب کے طور پر "سبحان اللہ" یا "لا الٰہ الّا اللہ" کہا، تو فرض ادا نہ ہوا[(۲)]۔

(۲۰) خطیب کے لیے سنّت ہے کہ دو ۲ خطبے پڑھے، جو زیادہ طویل نہ ہوں[(۳)]۔

(۲۱) خطبہ میں آیت نہ پڑھنا، یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا (یعنی تھوڑی دیر نہ بیٹھنا)، یا اَثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا، یا بُری بات سے منع کیا، تو اُسے اس کی ممانعت نہیں[(۴)]۔

(۲۲) کسی خطیب کا غیرِ عربی میں خطبہ پڑھنا، یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط (شامل) کرنا خلافِ سنّتِ متوارِثہ ہے۔ یونہی خطبہ میں اَشعار بھی نہ پڑھنا چاہیے، اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں خطیب دو ۲ ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں[(۵)]۔

---

(۱) ایضًا، ۱/۷۶۶۔

(۲) ایضًا، ۱/۷۶۷۔

(۳) ایضًا، ۱/۷۶۸۔

(۴) ایضًا، ۱/۷۶۹۔

(۵) ایضًا۔

لتحقیق الکتب والطباعة والنشر

(۲۳) جو چیزیں نماز میں حرام ہیں، مثلاً کھانا پینا، سلام وجوابِ سلام وغیرہ، یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں، یہاں تک کہ امر بالمعروف بھی، ہاں خطیب امر بالمعروف (یعنی نیکی کا حکم) کر سکتا ہے[1]۔

(۲۴) خطیب نے (دَورانِ خطبہ) مسلمانوں کے لیے دعا کی، تو سامعین کو ہاتھ اُٹھانا یا زبان سے "آمین" کہنا منع ہے (اگر وہ ایسا) کریں گے گنہگار ہوں گے[2]۔

---

(۱) ایضًا، اذنِ عام، حصّہ چہارُم، ۱/۷۷۴۔

(۲) ایضًا، ۱/۷۷۵۔

تحسینِ خطابت

(۲۰۱۸ء)

شکر نعمتوں میں اِضافہ کا سبب ہے

(جمعۃ المبارک ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ - ۰۵/۰۱/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

نعمتوں کی مختلف صورتیں

برادرانِ اسلام! نیک لوگوں کی صفات میں سے ایک عمدہ صفت شکرِ نعمت بھی ہے، بندے کا نعمتِ الٰہی پر خوش ہونا، نعمت عطا کرنے والے پروَردگار جَلَّ جَلالُہ اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہنا، دل اور اعضاء سے اس کی گواہی دینا، اور اعمالِ صالحہ بجالانا بھی شکر ہے، کہ بندہ اپنے ربِ کریم کے اِنعام کا اعتراف کرے، اس کی نافرمانی سے بچے، اس کے سامنے جھکنا، تواضُع وعاجزی اختیار کرنا، اس سے محبت کرنا، اور حرام سے پرہیز بھی شکرِ نعمت ہے، شکر کا تعلق دل، دماغ، اَعضاء اور زبان سے بھی ہے، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کیں، جن کا شکر بجالانا ہر ایک پر لازم، ضروری اور واجب ہے۔

عزیزانِ محترم! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کبھی بندے کو نعمت دے کر آزماتا ہے، اور کبھی اس سے نعمت واپس لے کر آزماتا ہے، لیکن اللہ تعالی کے نیک بندے دونوں حالتوں کو اپنے لیے آزمائش وامتحان تصوّر کرتے ہیں، کبھی فخر وغُرور اور شکوہ وشکایت نہیں کرتے۔

ناشکری باعثِ محرومی ہے

میرے محترم بھائیو! جو اللہ تعالی کا شکر ادا کرتا ہے، وہ اپنے لیے مزید نعمتوں کا دروازہ کھولتا ہے، جبکہ ناشکری کی صورت میں مزید عنایات کا سلسلہ منقطع ہونے، بلکہ پہلے سے موجود انعامات سے محرومی کا اندیشہ بھی رہتا ہے، اللہ تعالی غنی وکریم ہے، شاکر بندے کو مزید اِنعام واِکرام سے نوازتا ہے، وہ غنی ہے، اس کے خزانوں کی کوئی حد نہیں، اور وہ کریم ہے، اس کا دستِ جُود وعطا ہر وقت سخاوت میں رہتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ﴾[1] "جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے، اور جو ناشکری کرے تو میرا رب سب خوبیوں والا بے پرواہ ہے"۔ تو معلوم ہوا کہ جو شکر ادا کرتا ہے اس میں اُس کا اپنا ہی فائدہ ہے۔

نعمتوں کی فروانی

حضراتِ گرامی قدر! مصطفی جانِ رحمت ﷺ پر جو ایمان لائے، اپنی زندگی اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے گزارے، اللہ، رسول اور صحابہ کی فرمانبرداری، اِطاعت وپیروی کرے، اور رب تعالی کے انعام واِکرام کا شکر ادا کرے، پروَردگارِ عالَم جَلَّ جَلالُہٗ ایسوں پر محض اپنے فضل وکرم سے نعمتوں کی فروانی فرماتا ہے، ارشادِ ربِّ کریم ہے: ﴿نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ﴾[2] "(لُوط کے گھر والوں کو ہم نے بچالیا) اپنی خاص نعمت فرما کر، ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اُسے جو شکر کرے"، اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عذاب سے نَجات ملنا، اور اِنعام واِکرام کی زیادتی، یہ سب ہمارے ربِ کریم کا فضل ورَحمت ہے، اس میں بندے کا اپنا کوئی کمال نہیں۔

---

(۱) پ۱۹، النمل: ۴۰.

(۲) پ۲۷، القمر: ۳۵.

حضراتِ ذی وقار! شکر وہ عظیم واعلیٰ عبادت ہے، جو گزشتہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بھی جاری تھی، لہٰذا رب تعالی کی جس قدر نعمتیں واِحسانات بندے پر زیادہ ہوں اُسے شکر گزاری میں بھی اُتنا زیادہ سرگرم رہنا چاہیے، جیسے مالداری وغنا اللہ تعالی کی نعمت ہے، تو غنی پر لازم ہے کہ مالداری کی اس نعمت کے شکرانے میں صدَقات وخیرات کرتا رہے۔

میرے محترم بھائیو! ہم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ صالحین وشاکرین بندوں میں سے ہو جائے؛ کہ یہی لوگ اللہ تعالی کے نزدیک بلند مَراتب کے حقدار ہیں، مگر شکر کرنے والے بندے بہت کم ہوتے ہیں، جس کے لیے خود اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾(۱) "میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے کم ہیں" یعنی اللہ تعالی کے لُطف واِحسان کی بارش تو ہر ایک پر ہر لحظہ برس رہی ہے، لیکن بہت کم ایسے بندے ہیں جو ربّ کریم کا شکر ادا کرتے ہیں۔

نعمتوں پر شکر اور اس کے اثرات

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! شکر کی توفیق بھی اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، بندے پر ہر نعمت کا شکر ادا کرنا لازم وضروری ہے، جب نعمتیں مختلف ہیں تو ان پر شکر گزاری بھی مختلف انداز پر ہے، کفّار کا شکر کفر ومعصیت سے تَوبہ کرنا ہے، مؤمن کا شکر عبادت پر استقامت اور گناہوں سے دُوری ونفرت ہے، اَعضاء کا شکر انہیں اللہ تعالی کی ناراضگی والے کاموں سے بچا کر نیک کاموں میں استعمال کرنا ہے، شکر سے نعمتوں میں اِضافہ ہوتا ہے، جبکہ ناشکری سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے، ارشادِ

---

(۱) پ۲۲، سبأ: ۱۳.

خداوندی ہے: ﴿لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾[1] "اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں مزید دُوں گا، اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے"۔ جس طرح شکر مزید اِنعام واِکرام کا باعث ہے، اسی طرح ناشکری اور کُفرانِ نعمت محرومی کا سبب ہے، اللہ تعالی کی دی ہوئی طاقت وقوّت، مال ودَولت، عزّت ومرتبہ اور علم وہُنر وغیرہا کو اس کی نافرمانی میں خرچ کرنا بہت بڑی ناشکری ہے، جس سے بچنا ہم سب پر لازم وضروری ہے۔

اللہ تعالی کے اِنعامات بے حد وبے شمار ہیں، اگر کوئی انہیں گننے کی کوشش کرے تو شمار نہیں کر سکتا، بندے کا فرض تو یہ ہے کہ اپنے منعمِ حقیقی کو پہچانے، اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے، لیکن بندہ شکر کے بجائے اُس کی کرم نوازیوں کا انکار کرتا ہے، سرکشی وگناہ میں مبتلاء رہتا ہے، اس کے باوُجود اللہ ربّ العالمین اُسے ظاہری وباطنی اِنعام واِکرام سے نوازتا رہتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾[2] "اگر تم اللہ کی نعمتیں گِنو تو انہیں شمار نہیں کر سکو گے، یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

زبان سے شکر گزاری

حضراتِ گرامی قدر! شکر کے دیگر طریقوں کے ساتھ ساتھ زبان کے ذریعہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا بھی ہے، کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا اِقرار کرے، منعمِ حقیقی اللہ تعالی اور محسنِ انسانیت تاجدارِ رسالت ﷺ کی تعریف وثنا کرے، اپنی زبان

---

(١) پ ١٣، إبراهيم: ٧.

(٢) پ ١٤، النحل: ١٨.

سے ایسے کلمات ادا کرے جو اللہ تعالی کی رِضا پر راضی ہونے کی دلیل ہوں، اگر کوئی حال پوچھے تو ناشکری اور واویلاپن کے بجائے شکر ورِضامندی کا اِظہار کرے، سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے حضرت سیّدنا عبّاس بن عبد المطّلب رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» "آپ پر سلامتی ہو" انہوں نے جواب دیا: وعليك السّلامُ ورحمةُ الله وبركاتُه، آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا: «كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ؟» "آپ نے صبح کیسے کی؟" انہوں نے عرض کی: ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم نے صبح خیر سے کی، یا رسولَ اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے صبح کیسے کی؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «أَصْبَحْتُ بِخَيْرٍ، أَحْمَدُ اللهَ»[1] "میں اللہ تعالی کی حمد کرتا ہوں کہ میں نے بھی صبح خیر سے کی"۔ لہٰذا جب کوئی خیریت وغیرہ پوچھے تو شکوہ وشکایت اور ناشکری کے بجائے، ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اَعمال اور اَعضاء کے ذریعے شکر گزاری

برادرانِ ملتِ اسلامیہ! زبان سے شکر کے علاوہ دیگر اَعضاء، مثلاً آنکھ، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ سے بھی شکر کا اِظہار کیا جانا چاہیے، انہیں اللہ تعالی کی اِطاعت وفرمانبرداری اور رِضا والے کاموں میں استعمال کرنا چاہیے، آنکھ کی نعمت کا شکرانہ یہ ہے کہ اگر کسی ایسے مسلمان کو گناہ کرتے دیکھا جو گناہ کا عادی نہیں، یا دیگر کوئی عیب دیکھا تو اس پر پردہ ڈالا جائے، اور شرعًا ممنوعہ اشیاء کو دیکھنے سے بچتا رہے، کانوں سے شکر کا اِظہار اس طرح ہے کہ کسی کا عیب نہ سنے، نہ ہی بلا اِجازتِ شرعی کسی کے سامنے بیان

---

(١) "سنن ابن ماجه" كتاب الأدب، باب الرَجل يقال له: كيف أصبحت، ر: ٣٧١١، صـ٦٢٧.

کرے، نیز گناہ کی بات ہرگز نہ سنے، پاؤں کا شکر یہ ہے کہ کسی غلط کام یا گناہ اور ظلم کی طرف نہ جائے، ہاتھ کا شکر یہ ہے کہ اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے، بلکہ ہو سکے تو فائدہ ہی پہنچائے؛ کیونکہ جو کسی کی مصیبت و پریشانی دُور کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی دنیا وآخرت کی مصیبت و پریشانی دُور فرماتا ہے، اور جو کسی کے عیبوں پر پردہ رکھتا ہے، اللہ کریم اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے، حضرت سیّدنا عبداللہ بن عُمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيْهِ، كَانَ اللهُ فِيْ حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[1] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے ظالم کے حوالے کرے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت رَوائی میں رہے گا، اللہ تعالی اس کی حاجت رَوائی فرمائے گا، جو کسی مسلمان سے تکلیف دُور کرے گا، اللہ تعالی اس سے قیامت کی تکلیف دُور فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی سِتر پوشی کی، اللہ تعالی قیامت کے روز اس کی پَردہ پوشی فرمائے گا"۔ لہٰذا ہمیں اَعضاء کو بُرائیوں سے بچاکر، انہیں نیک اعمال میں مشغول رکھ کر اِن نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔

باہمی شکر گزاری

عزیزانِ محترم! دینِ اسلام نے ہمیں باہمی خوشگوار تعلقات کا درس دیا ہے، اور اُلفت ومحبت، ایک دوسرے کی مدد، اور نیکی وبھلائی کا حکم دیا، کینہ، بُغض وحَسد، اختلاف

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب المظالم، باب لا يظلم المسلم ...إلخ، ر: ٢٤٤٢، صـ٣٩٤.

وقطع تعلقی سے منع فرمایا ہے، اور نیکی وبھلائی کرنے والے کا شکریہ ادا کرنے کی اَہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَنْ لَا يَشْكُرِ النَّاسَ لَا يَشْكُرِ اللهَ»[1] "جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ تعالی کا بھی ناشکرا ہے"۔

نعمتِ وطن کا شکر قوانین وضوابط کی پاسداری میں ہے

رفیقانِ گرامی قدر! شکر کا تعلق جہاں اعضاء اور قول وفعل سے ہے، وہیں جس ملک یا شہر میں ہم زندگی گزار رہے ہیں، اس کی حفاظت، وہاں کی حکومت وقوانین سے اتفاق وتعاوُن بھی شکر گزاری کا ایک حصہ ہے، اس کا خوب خیال رکھا جائے، قانون کی بالادستی میں حکومتی اہلکاروں سے بھرپور تعاوُن کر کے حکمِ خداوندی کا عملی ثبوت دینا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى﴾[2] "بھلائی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو"۔

والدین کا شکریہ

جانِ برادر! نعمتوں کے شکر میں سے یہ بھی ہے کہ اَولاد اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُن سے اچھا برتاؤ رکھے، والدین کا وُجود انسان کے لیے اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، جس کے والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں موجود ہوں، اسے ان کے ساتھ نیکی وبھلائی، رَحمت وشفقت اور تواضُع وانکساری کا مُعاملہ رکھنا لازم وضروری ہے؛ کیونکہ جب یہ خود مجبور ولاچار تھا، اُس وقت اِنہی والدین نے اسے پالا، اس کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں، اس کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا، لہذا اَولاد کو بھی چاہیے کہ اپنے

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما جاء في الشكر ...إلخ، ر: ١٩٥٤، صـ٤٥٤.

(٢) پ٦، المائدة: ٢.

والدین کی خدمت گزاری ودِل جُوئی کے لیے کوشاں رہے، ان کے مزاج سے خفا نہ ہو، خبر دار! اکتاکر، یا رنجیدہ ہوکر کبھی بھی اُن سے شکوہ وشکایت بلکہ اُف بھی نہ کہے، یعنی ایسا لفظ بھی زبان پر نہ لائے جو والدین کے لیے تکلیف کا باعث ہو، اللہ تعالی کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝﴾[1] "تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اُس کے سِوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سُلوک کرو، اگر تمہارے سامنے اُن میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو اُن سے اُف بھی نہ کہو، اور انہیں نہ جِھڑکو، اور اُن سے تعظیم کی بات کہنا، اور اُن کے لیے عاجزی کا بازُو بچھاؤ نرم دلی سے، اور اُن کے لیے یُوں دعا کرو کہ اے میرے رب! تُو اِن دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

رفیقانِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے اپنی بارگاہ کے شکر کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا بھی حکم ارشاد فرمایا ہے، اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کے لیے پنجگانہ نماز باجماعت اور دیگر فرائض، واجبات واعمالِ صالحہ کی بجاآوری کرنی ہے، اور والدین کی شکر گزاری کے لیے اُن سے حسنِ سُلوک کے ساتھ ساتھ اُن کے حق میں دعائے خیر کی جائے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝﴾[2] "ہم نے آدمی

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۲۳، ۲٤.

(۲) پ۲۱، لُقمان: ١٤.

کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی، اور اس کا دودھ چُھوٹنا دو ۲ برس میں ہے، میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر بجالاؤ، میری ہی طرف پلٹنا ہے"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اولاد اپنے والدین کی کتنی ہی خدمت بجا لائے، مگر اُن کا کامل حق ادا نہیں کر سکتی، اگر یہ انتقال کر گئے ہیں تو ان کے لیے دعا واستغفار اور اِیصالِ ثواب کا سلسلہ جاری رکھے، والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا حکمِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی اور والدین کا شکر ادا کرنا بھی ہے، اگر شیطان نے کسی کو والدین کی شکر گزاری اور اِحسان شناسی کی راہ سے بہکا دیا ہے، تو اسے چاہیے کہ اب بھی موقع ہے سنبھل جائے، آج ہی سچے دل سے ان کی خدمت میں لگ جائے، اور اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی کرلے، جو سچے دل سے تَوبہ کر کے جُھک جاتا ہے، اللہ تعالی غفور ورحیم ہے، اسے مُعاف فرما کر بہترین اجر عطا فرئے گا۔

نیز اللہ تعالی کی تمام نعمتوں کا قَولی وعملی طور پر اس کا شکر بجالائیں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بچیں، حُسنِ اَخلاق، راست گوئی، دیانتداری اور امانتداری کی صفات اپنائیں، اپنے والدین کا ادب واحترام کریں، اور ان کے لیے دعائے خیر کریں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، ناشکری وبے صبری سے بچا، نیک اعمال کی ہمت اور بُرے اعمال سے بچنے کی توفیق اور اس پر شکر کی سعادت عطا فرما، ہمیں عملی وقَولی طَور پر شکر کی توفیق عطا فرما، والدین کے ساتھ

حُسنِ سُلوک سے پیش آنے کی توفیق عطا فرما، ملکی قوانین کی پاسداری، اَملاک و دیگر اشیاء کی حفاظت کرنے کی توفیق و ہمت نصیب فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، اور ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین !۔

خوشگوار زندگی

(جمعۃ المبارک ۲۵ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۸/۰۱/۱۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

بھلائی کرنے والوں کے لیے بھلائی ہے

برادرانِ اسلام! اعمالِ صالحہ بجا لانا اور اَحکامِ شریعت کی پابندی کرنا دنیا وآخرت میں خوشگوار زندگی کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾[1] "جو اچھا کام کرے مَرد ہو یا عورت، اور ہو مسلمان، تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی دیں گے، اور ضرور انہیں ان کا اَجر دیں گے، جو اُن کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو"۔

مخلوقِ خدا کے ساتھ خیر وبھلائی بھی بھلائی اور اچھی زندگی ملنے کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ

(۱) پ۱٤، النحل: ۹۷.

﴿اَحۡسَنُوۡا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَ لَدَارُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ ؕ وَ لَنِعۡمَ دَارُ الۡمُتَّقِیۡنَ﴾[1] "خوفِ خدا والوں سے کہا گیا، کہ تمہارے رب نے کیا اتارا؟ تو وہ بولے کہ: خوبی ہے ان کے لیے جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے، اور یقیناً آخرت کا گھر سب سے بہتر ہے، اور یقیناً کیا ہی اچھا گھر ہے پرہیزگاروں کا!"۔

خوشگوار زندگی کے اسباب کیا ہیں؟

عزیزانِ مَن! اللہ تعالی پر ایمان، یقیناً خوشگوار زندگی کا ایک عظیم سبب ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ مَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَہۡدِ قَلۡبَہٗ﴾[2] "جو اللہ تعالی پر ایمان لائے، اللہ اس کے دل کو ہدایت عطا فرمائے گا" کہ وہ اَور زیادہ نیکیوں اور طاعتوں میں مشغول رہے، اور اس کی آخرت بھی اچھی ہو جائے۔ اعمالِ صالحہ کی راہ پر گامزن مؤمن بندوں کے بارے میں ارشاد ہے: ﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰی لَہُمۡ وَ حُسۡنُ مَاٰبٍ﴾[3] "وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کے لیے خوشی اور اچھا انجام ہے" یعنی ایسے لوگوں کے لیے خوش حالی اور راحت ونعمت کی بِشارت ہے۔ دلی سُکون اور چَین کے لیے ہمارا پیارا پروَردگار جَلّ جلالُہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ﴾[4] "سُن لو! اللہ تعالی کی یاد ہی میں دلوں کا چَین ہے"۔

---

(١) پ١٤، النحل: ٣٠.

(٢) پ٢٨، التغابُن: ١١.

(٣) پ١٣، الرَعد: ٢٩.

(٤) پ١٣، الرَعد: ٢٨.

حلال وپاکیزہ روزی

عزیزانِ محترم! خوشگوار زندگی کے اسباب میں سے ایک رزقِ حلال بھی ہے، اس بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾[1] "کھاؤ جو کچھ حلال پاکیزہ روزی تمہیں اللہ تعالی نے دی ہے، اور اللہ تعالی سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے"۔

خوش نصیب کون؟

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! جب بندہ قناعت ورِضا کا پیکر بن جاتا ہے، تب اس کے ماتحتوں اور پورے مُعاشرے پر بھی اس کے اثرات مرتَّب ہوتے ہیں، دیگر لوگ بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ یقیناً قناعت ورِضا میں دنیاوی غموں سے آزادی بھی ہے، اور اللہ ورسول کے ہاں عزّت ومرتبہ بھی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «طُوبَى لِـمَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلاَمِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كفافاً وَقَنِعَ»[2] "وہ شخص بہت خوش نصیب ہے، جسے دینِ اسلام کی نعمت ملی، بقدرِ ضرورت رزق ملا، اور قناعت کی توفیق بھی ملی"۔

خوشگوار گھرانہ

میرے محترم بھائیو! اچھا گھرانہ بھی خوشگوار زندگی کا ایک اہم سبب ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾[3] "ستھریاں ستھروں کے لیے ہیں، اور ستھرے ستھریوں کے لیے ہیں"۔

---

(١) پ٦، المائدة: ٨٨.
(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند فُضالة بن عبَيد الأنصاري رضي الله عنه، ر: ٢٣٩٩٩، ٩/ ٢٤٦.
(٣) پ١٨، النور: ٢٦.

نیک اَولاد

نیک اَولاد بھی خوشگوار زندگی کا باعث ہے، اللہ کے پیارے نبی حضرت سیّدنا زکریا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے عرض کی: ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ﴾[1] "اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے ستھری اَولاد دے، یقیناً تُو ہی دعا سننے والا ہے!"۔

اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے

حضراتِ ذی وقار! خَندہ پیشانی سے ملنا بھی خوش اَخلاقی، نیکی اور ثواب ہے، جبکہ بے توجہی کے ساتھ، مُنہ بِسورتے ہوئے ملنا بد اَخلاقی ہے، مسلمان کو چاہیے کہ جب بھی کسی سے ملے تو خوش اَخلاقی سے مسکراتے ہوئے ملے، خندہ پیشانی وخوش اَخلاقی سے ملنا دل کے دشمنی، عناد، بُغض، حسد اور کینے وغیرہ سے پاک وصاف ہونے کی علامت ہے، اور اچھی بات کرنا بھی نیکی وصدقہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبیِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «الْكَلِمَةُ الطَيِّبَةُ صَدَقَةٌ»[2] "اچھی بات صدقہ ہے"۔ پاکیزہ کلام اور نیک کام رب تعالی کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں، چنانچہ ایسے پاکیزہ کلام اور نیک کام کی شان قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی: ﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ﴾[3] "اُسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلام بلند ہوتا ہے، اور جو نیک کام ہے وہ اُسے بلند کرتا ہے"۔

---

(۱) پ۳، آل عمران: ۳۸.

(۲) "صحیح البخاري" کتاب الجهاد والسِیر، ر: ۲۹۸۹، صـ٤۹٤.

(۳) پ۲۲، فاطر: ۱۰.

اچھی باتیں باہمی محبت واُلفت کا باعث ہوتی ہیں، جس کے سبب زندگی اچھی اور پُرسُکون ہوجاتی ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۞ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴾[1] "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالی نے پاکیزہ بات کی کیسی مثال بیان فرمائی، جیسے پاکیزہ درخت، جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں، ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اپنا پھل دیتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے؛ تاکہ وہ سمجھیں"؛ کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح سمجھ میں آجاتے ہیں۔

مؤمن کی مثال

جانِ برادر! بندۂ مؤمن کے بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ﴾[2] "جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ تعالی کے حکم سے نکلتا ہے"۔ یہ مؤمن کی مثال ہے، جس طرح عمدہ زمین پانی سے نفع پاتی ہے، اور اس میں پھل پھول پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح جب مؤمن کے دل پر اَنوارِ قرآنی کی بارش ہوتی ہے، تب وہ اس سے نفع پاتا ہے، اور طاعات وعبادات سے مزید پھلتا پھولتا ہے۔

مسلمانوں کو باغات اور پاکیزہ مکانات کا وعدہ

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے مسلمانوں کو جنّت اور اس کی نعمتوں کا وعدہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

---

(۱) پ۱۳، إبراهيم: ۲٤، ۲٥.

(۲) پ۸، الأعراف: ٥٨.

الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾(۱) "اللہ تعالی نے مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے، جن کے نیچے نہریں رَواں ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور بسنے کے باغات میں پاکیزہ مکانات کا، اور اللہ کی رِضا سب سے بڑی نعمت ہے، یہی بڑی کامیابی ہے"۔ جو تمام نعمتوں سے اعلی اور عاشقانِ الٰہی کی سب سے بڑی تمنا ہے۔ اسی طرح پاکیزہ گفتگو بھی بہت عمدہ چیزوں میں سے ہے، فرمایا: ﴿وَ هُدُوْۤا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَ هُدُوْۤا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ﴾(۲) "انہیں پاکیزہ گفتگو کی ہدایت کی گئی، اور سب خوبیوں والے پروَردگار کی راہ بتائی گئی"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اگر ہم دنیا وآخرت میں اچھی اور خوشگوار زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، رزقِ حلال کمائیں، نیکی کا حکم کریں اور برائی سے منع کریں، اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اَخلاق سے پیش آئیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں خوشگوار زندگی کے حصول کے لیے اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما، فرائض وواجبات کا پابند بنا، رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ۷۲.

(۲) پ۱۷، الحجّ: ۲٤.

کھانا ایک بڑی نعمت ہے

(جمعۃ المبارک ۲ جُمادَی الأُولیٰ ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۸/۰۱/۱۹ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

کھانا ایک اہم نعمت ہے

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے انسان کو پیدا فرمایا، اُسے زمین میں اپنا نائب بنایا، اُس کی خدمت وفائدے کے لیے اِس جہان کے عناصر یعنی پانی، ہوا، حیوانات ونباتات، شمس وقمر اور رات ودن میں سے کچھ اس کے قبضے میں دیے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا﴾[1] "اگر اللہ کی نعمتیں گِنو تو شمار نہ کر سکو گے"۔ ان نعمتوں میں سے کھانا بھی ایک اہم نعمت ہے، جو انسانی بقا کا ایک بڑا سبب ہے، جس سے بدن کو غذا اور قوّت وطاقت حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالی نے اس نعمت کے ذریعہ بھی انسانیت پر بڑا احسان فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ ۝ الَّذِيۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ﴾[2] "تو انہیں چاہیے

---

(۱) پ۱۳، إبراهيم: ۳٤.

(۲) پ۳۰، قريش: ۳، ٤.

کہ اس گھر (کعبہ) کے رب کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا، اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشی"۔ وہ بھوک جس میں یہ لوگ اپنے وطن میں کھیتی نہ ہونے کے باعث مبتلا تھے، ان تجارتی سفروں کے ذریعہ سے انہیں کھانا دیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۞ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۞ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۞ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۞ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۞ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۞ وَّحَدَآىِٕقَ غُلْبًا ۞ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۞ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ﴾[1] "تو آدمی کو چاہیے کہ اپنے کھانوں کو دیکھے، کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا، پھر زمین کو خُوب چیرا، تو اِس میں تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لیے اناج، اور انگور اور چارہ، اور زیتون و کھجور، اور گھنے باغات، اور میوے اور نرم وعمدہ گھاس اُگایا، جنہیں تم اور تمہارے جانور کھاتے ہیں، اور جو حیات کا سبب ہیں"، کہ ان میں رب تعالی کی قدرت ظاہر ہے کہ کس طرح جزءِ بدن ہوتے ہیں، اور کس نظامِ عجیب سے کام میں آتے ہیں، اور کس طرح رب تعالی عطا فرماتا ہے!۔

اسی طرح رب تعالی نے تمہارے لیے دریا کو مسخر کیا: ﴿لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا﴾[2] "کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو"۔

حلال کھایا کرو

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی نے رزقِ حلال کھانے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ

---

(۱) پ۳۰، عبس: ۲۴- ۳۲.

(۲) پ۱۴، النحل: ۱۴.

مُؤْمِنُوْنَ ﴾[1] "کھاؤ جو کچھ حلال پاکیزہ روزی تمہیں اللہ تعالی نے دی، اور اللہ تعالی سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے"۔

سُہولیات اور اس کے اثرات

حضراتِ گرامی قدر! ہم میں سے ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ سہولیات وآسائش میسر آئیں، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ نے اس زمین میں انسان کے لیے طرح طرح کی اشیاء وجانور پیدا کیے، جن سے وہ نفع حاصل کرتا ہے، ان جانوروں میں کچھ تو حلال ہیں، جن کا گوشت ودودھ وغیرہ کھایا، پیا جاتا ہے، جیسے گائے بکری وغیرہ، یہ سب اللہ کریم کا فضل وکرم ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴾[2] "تمہارے لیے گرم لباس اور منفعتیں ہیں، اور ان میں سے کھاتے ہو"۔

رب تعالی کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو

عزیزانِ مَن! ان سب نعمتوں پر واجب ہے، کہ ہم اس منعمِ حقیقی اللہ جَلَّ جَلالُہٗ کا عملی طَور پر شکر بجالائیں؛ کہ اسی کا حکم ہے: ﴿ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ﴾[3] "اپنے رب تعالی کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو!"۔

رب تعالی کھلاتا اور پلاتا ہے

انبیائے کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے رزق کی نعمتِ عظیمہ کی قدر جانتے ہوئے، اس پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا، حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اپنے رب تعالی کے اس فضل کا

---

(۱) پ۷، المائدة: ۸۸.

(۲) پ۱٤، النحل: ٥.

(۳) پ۲۲، سبأ: ۱٥.

اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ﴾[۱] "وہ پروردگار جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"۔

رسولِ اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر آتے، تو اللہ تعالی کی اس نعمت پر شکر بجا لاتے، اس کی حمد وثنا کرتے، اور اوّلاً کھانے کی نعمت کا ذکر فرماتے، حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ جب اپنی آرام گاہ کے قریب آتے تو کہتے: «الْحَمْدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ»[۲] "اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا اور سیراب کیا، ہمیں کفایت کی اور ہمیں پناہ دی، تو کتنے ایسے ہیں جن کی وہ کفایت نہیں فرماتا، اور نہ ہی انہیں پناہ دینے والا"۔

ہم کھانے کی نعمت پر اللہ تعالی کا شکر کیسے کریں؟

حضراتِ ذی وقار! کھانے کی نعمت کی قدر وتعظیم کرنا، اس کا شکر ہے؛ کہ اللہ جلّ جلالہ کے حضور اس بارے میں پوچھا جائے گا، نبئ اکرم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے سامنے کھانے میں کھجور وغیرہ اشیاء رکھی گئیں، جب انہوں نے کھالیا اور سَیر ہوگئے، تو پیارے آقا ﷺ نے اللہ تعالی کی نعمت اور اس کے فضل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: «هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[۳] "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ ان نعمتوں سے ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا"۔

---

(۱) پ۱۹، الشعراء: ۷۹.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الذكر والدعاء، ر: ٦٨٩٤، صـ١١٧٩.
(٣) "سنن الترمذي" أبواب الزُهد، باب ما جاء في معيشة أصحاب النبي ﷺ، ر: ٢٣٦٩، صـ٥٤٠.

کھاؤ پیو اور اِسراف سے بچو!

جانِ برادر! کھانے کی نعمت کا شکریہ ہے، کہ ہم کھانے پینے میں اعتدال سے کام لیں اور اِسراف سے بچیں، بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سارے علمِ طب کو ایک آیت کے اس حصہ میں جمع فرما دیا: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْاۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[1] "کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو! یقیناً حد سے بڑھنے والے اللہ تعالی کو پسند نہیں"۔ حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا: «كُلْ مَا شِئْتَ، وَالْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ: سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ»[2] "جو چاہو کھاؤ اور پہنو، بس دو ۲ غلطیاں مت کرنا: ایک اِسراف اور دوسری تکبُر"۔

کھانے کی نعمت کا ایک شکریہ بھی ہے، کہ ممکنہ طور پر لوگوں کو تحفہ دیا جائے، جس کی ابتداء اپنے اہل وعِیال اور قریبی رشتہ داروں سے کی جائے، اور پڑوسیوں سے تعلقات اُستوار رکھنے کے لیے ان کے لیے بھی کچھ نہ کچھ ہدیہ بھیجا جائے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا، وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ»[3] "اے ابوذر! جب سالن پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ کر لیا کرو، اور اس میں سے اپنے پڑوسیوں کے لیے بھی کچھ بھیج دیا کرو"۔ سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے اَحباب کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: «إِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ، فَيُهْدِي فِي

---

(۱) پ۸، الأعراف: ۳۱.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب اللباس، باب ۱، صـ۱۰۲۰.

(۳) "صحيح مسلم" باب الوصيّة بالجار والإحسان إليه، ر: ٦٦٨٨، صـ١١٤٥.

خَلَائِلِها مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ»[1] "جب حضورِ اکرم ﷺ بکری ذبح فرماتے، تو حسبِ وُسعت اس میں سے حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے لیے بھی بھیجا کرتے"۔

نعمتِ طعام کے اِعزاز واِکرام میں سے یہ بھی ہے، کہ بندۂ مؤمن ضرورت سے زائد کھانا محتاجوں کو صدقہ کر دے، نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِن زَادٍ، فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ»[2] "جس کے پاس ضرورت سے زائد اشیاء ہوں، اسے چاہیے کہ ضرورتمند کو دیدے"۔ اس عمل سے ضرورتمند کے دل میں خوشی داخل ہوگی۔

حلال کھانا پینا اور اس پر اللہ تعالی کی حمد وثناء کرنا رضائے الٰہی کے حصول کا باعث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا»[3] "یقیناً اللہ تعالی اپنے بندہ سے اس وقت راضی ہوجاتا ہے، جب وہ حلال کھائے اور پیے اور اس پر اللہ کی حمد کرے" لہذا ہمیشہ رزقِ حلال کمائیں اور کھائیں، حرام سے مکمل اجتناب کریں، اللہ تعالی کی حمد وثناء کریں، اور بھوکوں کو کھانا کھلائیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں پاکیزہ رزق عطا فرما، اس میں برکت عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب مَناقِب الأنصار، ر: ٣٨١٦، صـ٦٤٠.

(٢) "صحيح مسلم" باب استحباب المُؤاساة بفُضول المال، ر: ٤٥١٧، صـ٧٦٧.

(٣) المرجع نفسه، كتاب الذكر والدعاء، ر: ٦٩٣٢، صـ١١٨٦.

رِضائے الٰہی

(جمعۃ المبارک ۹ جُمادَی الأُولیٰ ۱۴۳۹ھ - ۲۶/۰۱/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

اللہ تعالی کی رِضا

برادرانِ اسلام! یقیناً اللہ تعالی کی رِضا بلندئ درَجات کا سبب ہے، اور بندۂ مؤمن اس کے ذریعہ کامیابیاں حاصل کرتا چلا جاتا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[1] "اللہ تعالی نے مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے، جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور بسنے کے باغات میں پاکیزہ مکانوں کا وعدہ، اور اللہ تعالی کی رِضا سب سے بڑی ہے، یہی بڑی کامیابی ہے"۔

عزیزانِ محترم! اللہ عزّوجلّ کی رِضا جنّت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی اور

(۱) پ۱۰، التوبة: ۷۲.

اہم نعمت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ! وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ! فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ؟ فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ! وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَداً»[1].

"اللہ تعالی جنّتیوں سے فرمائے گا کہ اے جنتیو! وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروَردگار ہم حاضر ہیں! اور بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے! اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ جنّتی عرض کریں گے: اے رب! ہم راضی کیوں نہ ہوں؛ جبکہ تُونے ہمیں وہ کچھ عطا کردیا ہے جو اپنی مخلوق میں تونے کسی کو نہیں دیا؟ اللہ تعالی فرمائے گا: کیا میں تمہیں اب اس سے بھی بہتر نہ دُوں؟ وہ عرض کریں گے: اے پروَردگار! اس سے افضل کیا ہوسکتا ہے؟ رب تعالی فرمائے گا: وہ یہ کہ میں تم سے راضی ہوں اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا"۔

رب تعالی کو راضی کرنا

حضراتِ گرامی قدر! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا مؤمن کا مقصود ومطلوب ہے، اسی لیے انبیاء ورُسل ہمیشہ رِضائے الٰہی کے لیے کوشاں رہے، باری تعالی نے حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبانی ارشاد فرمایا: ﴿وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى﴾[2] "اے میرے رب! میں تیری طرف جلد حاضر ہوا؛ تاکہ تو راضی ہوجا" یعنی تیری رِضا مزید حاصل ہو۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ۷۵۱۸، صـ۱۲۹٦.

(۲) پ۱٦، طه: ۸٤.

حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے عرض کی:
﴿رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ﴾(۱) "اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں، جو تُونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا، اور یہ کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آجائے"۔

اللہ تعالی کی پسند

رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ تعالی سے اس کی رِضا کی دعا کرتے اور اس کی پکڑ سے پناہ مانگا کرتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بستر پر نہیں پایا، تو میں نے اِدھر اُدھر حضور کو تلاش کرنا شروع کر دیا، اتنے میں میرا ہاتھ حضور کے قدموں سے مَس ہوا، تب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں عرض کر رہے تھے: «اللّٰهُمَّ! أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ»(۲) "اے اللہ! میں تیرے غضب سے تیری رِضا کی پناہ لیتا ہوں! تیری پکڑ سے تیرے درگزر کی پناہ لیتا ہوں! اور میں تجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری ایسی تعریف کر ہی نہیں سکتا، جیسی تُونے خود اپنی تعریف فرمائی ہے"۔

---

(۱) پ۱۹، النمل: ۱۹.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، باب ما يقول في الركوع والسُجود، ر: ۱۰۹۰، صـ۲۰۲.

ہم اللہ تعالی کی رِضا کیسے حاصل کرسکتے ہیں؟

عزیزانِ گرامی قدر! ہم اللہ تعالی کی رِضا اس کے رسولِ امین ﷺ کی پیروی، اور ہر اُس عَمل کے ذریعے حاصل کرسکتے ہیں، جو اُس نے اپنی کتابِ کریم میں ذکر فرمایا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۞ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾[1] "یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے ایک نُور آیا اور رَوشن کتاب، اللہ تعالی اس سے اُسے ہدایت دیتا ہے جو اللہ تعالی کی مرضی سے سلامتی کے راستے پر چلا"۔

عزیزانِ محترم! جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اِطاعت وفرمانبرداری کی، اس نے اللہ کی رِضا کو پالیا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالی کی اطاعت کے ساتھ اس کی عبادت کے لیے کوشاں رہیں؛ تاکہ اس کی رِضا پالیں کہ اللہ سبحانہ نے صحابۂ کرام کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا﴾[2] "تم انہیں رُکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اور اللہ تعالی کا فضل ورِضا چاہتے دیکھو گے"۔ اللہ جلّ جلالہ نے ان پاکیزہ نُفوس کے اَوصافِ حمیدہ اس لیے بیان فرمائے، کہ ان کی عبادات رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہوا کرتی تھیں، لہذا اللہ تعالی بھی ان سے راضِی ہوا، اور وہ بھی اللہ سے راضِی ہوئے، ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾[3] "جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیروکار ہوئے، اللہ تعالی ان سے راضِی اور وہ اللہ سے راضِی ہیں"۔

---

(١) پ٦، المائدة: ١٥، ١٦.

(٢) پ٢٦، الفتح: ٢٩.

(٣) پ١١، التوبة: ١٠٠.

بڑی کامیابی

جانِ برادر! سچے لوگوں کا اپنی سچائی کے ذریعہ رضائے الٰہی پانے کے بارے میں قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: ﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾(۱) "اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا، ان کے لیے باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں رَواں ہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، اللہ تعالی ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں، یہ بڑی کامیابی ہے"۔

رفیقانِ ملّت اسلامیہ! جب اللہ تعالی کسی سے راضی ہو جائے، تو اس کی تعریف وتوصیف یوں بیان فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۞ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾(۲) "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں، ان کا صِلہ ان کے رب تعالی کے پاس بسنے کے باغات ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالی ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہیں"۔

ان کے لیے مزید نعمتیں اور اعلیٰ درَجات ہیں، نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «سَأَلَ مُوسَى عليه السلام رَبَّهُ تعالى: مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَمَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: أَيْ

---

(۱) پ۷، المائدة: ۱۱۹.

(۲) پ۳۰، البيّنة: ۷، ۸.

رَبِّ! كَيْفَ؟ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ! وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ! فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ! فَيَقُولُ: لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ، فَقَالَ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ! فَيَقُولُ: هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ، فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ! قَالَ: رَبِّ! فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ، غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي، وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا، فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ»[١].

"ایک بار حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اللہ تعالی سے پوچھا، کہ جنّت میں سب سے کم رُتبے والا کون ہوگا؟ اللہ تعالی نے فرمایا: وہ جو تمام جنّتیوں کے جنّت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا، اس سے کہا جائے گا کہ جنّت میں داخل ہو جاؤ! وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں کیسے جاؤں؟ اپنے مَراتب ومَناصب کو تو لوگ پہنچ چکے ہیں؟ پھر اس سے کہا جائے گا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہارے لیے کسی دنیاوی بادشاہ کے مُلک کی طرح مِلکیت ہو؟ وہ کہے گا: اے میرے رب میں راضی ہوں! اللہ فرمائے گا: یہ اور چار ۴ گنا مزید بھی! وہ کہے گا: اے پروَردگار میں راضی ہوں! اللہ تعالی فرمائے گا کہ یہ اور اس جیسا دس ۱۰ گنا مزید، اور اس کے علاوہ جو جو تمہیں پسند آئے، اور جو جو تمہاری آنکھ کو بھائے وہ بھی! وہ عرض کرے گا: اے رب میں راضی ہوں! حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا: ان میں سب سے بلند رُتبے والے کون ہیں؟ اللہ تعالی نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کو میں نے پسند کر لیا ہے، ان کی

(١) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٤٦٥، صـ٩٨، ٩٩.

عزّت وبُزرگی پر میں نے اپنی مُہر لگا دی ہے، جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، اور نہ کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال آیا"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! کامل مسلمان اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرکے بھی اس کی رِضا پالیتا ہے، کہ ربِ کریم عزّوجلّ نے ایسوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ﴾(۱) "جو اپنے مال اللہ تعالی کی رِضا چاہنے، اور اپنے دل جمانے میں خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال اس باغ کی طرح ہے جو ریگستان میں ہو، اس پر زوردار پانی پڑا، تو دُگنے میوے لایا"۔ لہٰذا اللہ تعالی کی رِضا پانے کے لیے زیادہ سے زیادہ اس کی عبادت کریں، رَاہِ خدا میں خرچ کریں، بزرگانِ دین کی صحبت اختیار کریں، عذابِ جہنم سے پناہ مانگیں اور بخشش ومغفرت کی دعا مانگیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنی رِضا میں راضی رہتے ہوئے، ہمیشہ سرِ تسلیم خم رکھنے کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) پ۳، البقرة: ٢٦٥.

عافیت ایک عظیم نعمت ہے

(جمعۃ المبارک ۱۶ جُمادَی الاُولیٰ ۱۴۳۹ھ - ۰۲/۰۲/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

صحت وعافیت اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے انسان کو اپنے فضل وکرم سے بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، جن کا شمار ممکن نہیں، اُن بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم تر نعمت ہماری صحت بھی ہے، کہ انسان کو اگر دنیا کی تمام تر نعمتیں میسّر ہوں، مگر اس سے صحت کی نعمت چِھن جائے، تو وہ اِن دیگر نعمتوں سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، لہٰذا اللہ کے حبیب ﷺ نے اکثر اپنی دعاؤں میں بارگاہِ الٰہی سے صحت طلب کی ہے، بلکہ اس کا حکم بھی دیا ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ یہ دعا بکثرت مانگا کرتے تھے: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ الصّحَّةَ والعافيةَ»[1] "اے اللہ! میں تجھ سے صحت وعافیت کا سوال کرتا ہوں"۔

---

(۱) "مَكارم الأخلاق" للخَرائطي، باب الحَثّ على الأخلاق ...إلخ، ر: ۱۰، صـ۲۹.

عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

عزیزانِ محترم! انسان پر اللہ تعالی کے فضل، احسان اور نعمتوں میں سے عافیت بھی ایک بڑی نعمت ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن رفاعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ منبر پر کھڑے ہوئے تو رو دیے اور کہا: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بھی ہجرت کے) پہلے سال منبر پر تشریف فرما ہو کر روئے اور فرمایا: «سَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ؛ فَإِنَّ أَحداً لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْراً مِنَ الْعَافِيَةِ»[1] "اللہ تعالی سے عفو وعافیت مانگا کرو؛ کیونکہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں"۔ ایک اور روایت میں ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «لَمْ تُؤْتَوْا شَيْئاً بَعْدَ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْل الْعَافِيَةِ، فاسألوا الله العافية»[2] "تمہیں کلمۂ اِخلاص کے بعد عافیت کی طرح کوئی شے نہیں دی گئی، تو اللہ سے عافیت مانگو"۔ معلوم ہوا کہ دنیا وآخرت میں ملنے والی خیر میں عافیت سب سے بڑی نعمت ہے۔

عافیت کیا ہے؟

حضراتِ گرامی قدر! ہر وہ چیز جو دِین ودنیا میں انسان کے لیے نقصان دہ ہو، اس سے بچاؤ اور سلامتی عافیت ہے، اللہ تعالی جس کی خطاؤں کو مٹا دے، تو یہ اس کے دین کے لیے عافیت ہے، اور جسے مشکلات سے محفوظ رکھے، تو یہ اس کے لیے دنیا میں عافیت ہے، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے عافیت کی دعا

---

(١) "سنن الترمذي" أحاديث شتّى من أبواب الدعوات، ر: ٣٥٥٨، صـ٨١١.

(٢) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي بكر الصديق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، ر: ١٠، ١/ ١٩.

یوں کیا کرتے: «اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي! اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي! اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي!»[1] "اے اللہ! میرے بدَن کو عافیت عطا فرما، مولا! میری سماعت میں عافیت عطا فرما، الٰہی! میری نظر میں عافیت عطا فرما"۔

حضورِ اکرم ﷺ دن کی ابتداء ان دعاؤں سے کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوتے: «اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ العَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ! اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ!»[2] "مولا! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں سلامتی کا سوال کرتا ہوں، الٰہی! میں تجھ سے درگزر اور اپنے دین ودنیا، اور اپنے اہل ومال میں عافیت کا سوال کرتا ہوں"۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نعمتِ عافیت کی قدر سکھائی، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو وصیت فرمائی، کہ اپنے دن کا اختتام اللہ تعالی سے عافیت کا سوال کرتے ہوئے کیا کریں، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے ایک شخص کو حکم فرمایا، کہ جب اپنی آرام گاہ کی طرف جاؤ تو یوں کہا کرو: «اللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا! لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا! إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا! وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا! اللَّهُمَّ [إِنِّي] أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ!»[3] "اے اللہ! تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور تو ہی مَوت دے گا، مَوت وحیات تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اگر تو زندہ رکھے تو اس کی حفاظت بھی فرما، اور اگر مَوت دے تو مغفرت فرما، الٰہی! میں تجھ سے عافیت مانگتا ہوں"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ر: ٥٠٩٠، صـ٧١٦.

(۲) المرجع نفسه، ر: ٥٠٧٤، صـ٧١٣.

(۳) "صحيح مسلم" كتاب الذكر والدعاء، ر: ٦٨٨٨، صـ١١٧٨، ١١٧٩.

بڑی سعادتمندی وکامیابی

حضراتِ ذی وقار! بیماریوں، رَنج وغم سے نَجات پاکر، صحت وعافیت کا ملنا، دنیا میں بہت بڑی سعادتمندی وکامیابی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِناً فِيْ سِرْبِهِ، مُعَافى فِيْ جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوْتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا»(۱) "جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا دل مطمئن اور جسم تندرست ہو، اس کے پاس دن بھر کے گزر بسر کا سامان ہو، تو گویا وہ ایسا ہے جیسے اُس کے لیے دنیا بھر کی نعمتیں جمع کردی گئیں"۔

ہم نعمتِ عافیت کی حفاظت کیسے کریں؟

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! اللہ تعالی کے اَحکام پر عمل کرنے، اس کی منع کردہ اشیاء اور مشتبہات سے اجتناب کرنے سے انسان کو دینی عافیت وسلامتی حاصل ہوتی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَا أَحَلَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ، فَاقْبَلُوا مِنَ اللهِ العَافِيَةَ؛ فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيّاً»(۲) "اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں جو حلال فرمایا وہ حلال ہے، اور جو حرام فرمایا وہ حرام ہے، اور جس چیز سے سُکوت فرمایا اس میں تمہارے لیے عافیت ہے، تو اللہ تعالی کی طرف سے عافیت کو خوشی سے قبول کرو! کہ اللہ تعالی نے بُھول کر سُکوت نہیں فرمایا" پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: «﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾» "اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں"۔

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الزهد، ر: ۲۳٤٦، صـ٥٣٦.

(۲) "مستدرَك الحاكم" كتاب التفسير، تفسير سورة مريم، ر: ۳٤۱۹، ٤/ ۱۲۸۳.

اللہ تعالی سے عافیت کی امید کرنے والے

میرے محترم بھائیو! اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا، نعمتِ عافیت میں دَوام کا باعث ہے؛ کیونکہ شکر نعمتوں میں اضافہ کرتا، اور عافیت کی حفاظت کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «فَإِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُل: الْحَمْدُ لله الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي، وَرَدَّ عَلَيَّ رُوحِي، وَأَذِنَ لِي بِذِكْرِهِ»(۱) "جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو یوں کہے: اللہ کا شکر ہے جس نے میرے بدن کو عافیت بخشی، میرے جسم میں رُوح لَوٹائی، اور مجھے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائی"؛ تاکہ اس دن کی شروعات نعمتِ عافیت پر اللہ تعالی کے شکر سے ہو۔

دنیا وآخرت کے لیے عافیت

جانِ برادر! یقیناً طلبِ عافیت اللہ تعالی کی عظیم نعمتوں کے حصول کا اہم ذریعہ ہے، اللہ تعالی کے دائمی لُطف وعافیت کا اعتراف ہے، اور یہ عمل اللہ تعالی کو محبوب ہے، لہذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی سے طلبِ عافیت کی کثرت کریں؛ کہ یہ ایک بہترین دعا ہے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا الْعَبْدُ أَفْضَلَ مِنَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ»(۲) "بندے کی دعاؤں میں افضل ترین دعا یہ ہے، کہ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگتا ہوں"۔

مصطفی جانِ رحمت ﷺ زوالِ نعمت سے پناہ چاہتے، اور عافیت طلب کرتے اور عرض کرتے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ! وَتَحَوُّلِ

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، ر: ۳٤۰۱، صـ۷۷٦.

(۲) "سنن ابن ماجه" باب الدعاء بالعفو والعافية، ر: ۳۸۵۱، صـ٦٤۹.

عَافِيَتِكَ! وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ! وَجَمِيعِ سَخَطِكَ!»[۱] "اے اللہ! میں نعمت کے زوال، عافیت چھن جانے، تیری طرف سے ناگہانی عذاب، اور تیری تمام ناراضگیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

سرکارِ دوعالَم ﷺ اپنے صحابہ کو سکھاتے، کہ وہ اللہ تعالی سے عافیت کا سوال کیا کریں، اور جب کوئی آدمی اسلام لاتا تو اسے نبئ کریم ﷺ نماز کی تعلیم فرماتے، پھر اسے حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعا کیا کرے: «اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ»[۲] "اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے روزی دے"۔

ایک شخص نبئ کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! جب میں اپنے رب تعالی سے مانگوں تو کیا کہوں؟ نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «قُلِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي!» "یوں کہا کرو: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے عافیت اور رزق عطا فرما" پھر نبئ اکرم ﷺ نے فرمایا: «فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ»[۳] "یہ کلمات تمہارے لیے دنیا وآخرت کی نعمتوں کو جمع کر دیں گے"۔

سرکارِ دوجہاں ﷺ نمازِ وتر میں یہ دعا پڑھتے: «اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ! وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ!»[٤] "الٰہی! مجھے بھی ہدایت والوں کے ساتھ

(١) "صحيح مسلم" كتاب الرقاق، ر: ٦٩٤٣، صـ١١٨٧.

(٢) المرجع نفسه، باب فضل التهليل والتسبيح والدعا، ر: ٦٨٥٠، صـ١١٧٢.

(٣) المرجع السابق، كتاب الذكر والدعاء، ر: ٦٨٥١، صـ١١٧٣.

(٤) "سنن أبي داود" كتاب الوتر، باب القنوت في الوتر، ر: ١٤٢٥، صـ٢١٣.

ہدایت دے، اور مجھے بھی عافیت والوں کے ساتھ عافیت عطا فرما"۔

حضرت سیّدنا عباس بن عبد المطّلب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیے جو میں اللہ تعالی سے مانگا کروں، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ!» "اللہ تعالی سے عافیت مانگا کرو!" حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: چند روز بعد میں دوبارہ حاضرِ خدمت ہوا اور وہی سوال کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیے جو میں اللہ تعالی سے مانگا کروں، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ الله! سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ!»[1] "اے عبّاس اے میرے چچا! اللہ تعالی سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگا کرو!"۔

صحت وعافیت

صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر مجھے صحت وعافیت حاصل رہے، اور میں شکر ادا کرتا رہوں، یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں بیماری کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیا جاؤں اور صبر کروں، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: «ورسولُ الله يحبّ معك العافيةَ»[2] "اللہ کا رسول بھی تمہارے ساتھ صحت وعافیت کو محبوب رکھتا ہے"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! صحت وعافیت اللہ تعالی کی بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے، لہذا اس کی قدر کریں، اس نعمت پر شکرِ الٰہی بجالائیں، اللہ تعالی

---

(١) "سنن الترمذي" بابُ في فضل سؤال ...إلخ، ر: ٣٥١٤، صـ٨٠١.
(٢) "المعجم الأوسط" بابُ الباء، من اسمه بكر، ر: ٣١٠٢، ٢/ ٢٢٩.

سے صحت و تندرستی اور عافیت کی دعا کرتے رہیں، اور اس نعمت کے زوال سے عافیت طلب کریں۔

دعا

اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے دین، جان و عقل اور اپنے اہل وعِیال کے بارے میں عافیت کا سوال کرتے ہیں، ہمیں دارَین کی عافیت سے سرفراز فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

سورۂ اعلیٰ میں غور وفکر

(جمعۃ المبارک ۲۳ جُمادَی الاُولیٰ ۱۴۳۹ھ- ۰۹/۰۲/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

سورۂ اعلی کی فضیلت

برادرانِ اسلام! یقیناً سورۂ اعلی ایک عظیم سورت ہے، اللہ تعالی نے اس سورہ شریف کی ابتداء میں اپنی عظمت وشان بیان فرمائی، اور ہمیں اپنی پاکی بیان کرنے کا حکم دیا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى﴾[1] "اپنے رب تعالی کے نام کی پاکی بولو! جو سب سے بلند وبالا ہے"۔

جب اللہ تعالی کا فرمان: ﴿سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى﴾ نازل ہوا، تو حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ»[2] "اس تسبیح کو اپنے سجدوں میں شامل کر لو!" یعنی رسولِ اکرم ﷺ نے نمازی کو حکم دیا کہ وہ

---

(۱) پ۳۰، الأعلى: ۱.

(۲) "سنن أبي داود" كتاب الصّلاة، باب ما يقول الرجل ...إلخ، ر: ۸۶۹، صـ۱۳٤.

حالتِ سجدہ میں یوں کہا کرے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى؛ کہ اس میں اللہ تعالی کی بزرگی اور عظمت کا مُبالغہ، اور اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اِظہار ہے۔

سورۂ اعلیٰ پڑھنے کی ترغیب

عزیزانِ محترم! نبئ کریم ﷺ نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو اس کے پڑھنے کی ترغیب، اور اس سورۂ مبارکہ کے مَطالب کی عظمت کے پیشِ نظر امام کو نماز میں اس کی تلاوت کی تعلیم فرمائی ہے، جب حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کی نمازِ عشاء طویل ہوئی، تو مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: «أَيْنَ كُنْتَ عَنْ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿وَالضُّحٰى﴾ وَ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾؟»[1] "﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ سورۂ ﴿وَالضُّحٰى﴾ اور سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ کی تلاوت سے تم کیوں دور ہو؟!"۔ اس حدیث پاک میں نبئ کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے ابتداءً اسی "سورۂ اعلی" کی تلاوت کا فرمایا۔

تخلیقِ خداوندی

حضراتِ گرامی قدر! سورۂ اعلیٰ میں تخلیقِ خداوندی کا بھی ذکر ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۞ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى﴾[2] "وہ رب جس نے بنا کر ٹھیک کیا، اور جس نے اندازہ پر رکھ کر رَاہ دی" یعنی روزیاں مقدّر کیں، اور ان کے کمانے کے طریقے بتائے۔

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الافتتاح، ر: ٩٩٣، الجزء ٢، صـ١٨٤.

(٢) پ٣٠، الأعلى: ٢، ٣.

مخلوق کی روزی کا انتظام

حضراتِ ذی وقار! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی روزی کے لیے کھیتیاں بھی اُگائیں، "سورۂ اعلیٰ" میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى﴾[1] "جس نے زمین سے چارا نکالا" اس کے لیے آسمان سے بارش نازل کی، جس سے مخلوقِ خدا سیراب ہوتی ہے، اور درخت اُگتے ہیں جن سے مویشیوں کا چارا اور انسانوں کو لکڑیاں حاصل ہوتی ہیں، جو مختلف اشیاء بنانے میں استعمال ہوتی ہیں، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ﴾[2] "وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا، اس سے تمہارا پینا ہے، اور اس سے درخت ہیں جن سے جانور چَراتے ہو"۔

قرآنِ کریم کی تلاوت وحفاظت

عزیزانِ مَن! سورۂ اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے نبیٔ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دو۲ بشارتیں دیں: پہلی یہ کہ اس سورۂ مبارکہ میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قرآنِ کریم پڑھانے اور اسے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سینے میں محفوظ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى﴾[3] "اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہیں بھولو گے" یعنی "اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں یہ قرآن سکھائے گا اور خود ہی اس پر ان کی حفاظت فرمائے گا"[4]۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم قرآنِ کریم کو حفظ کرنے میں جلدی فرماتے، اور

---

(١) پ٣٠، الأعلى: ٤.

(٢) پ١٤، النحل: ١٠.

(٣) پ٣٠، الأعلى: ٦.

(٤) "تفسير الطبَري" سورة الأعلى، تحت الآية: ٦، تحت ر: ٢٨٦٤٣، ١٥/ ١٩٢.

پڑھنے میں حضرت جبریل علیہ الصلوۃ والسلام سے سبقت فرماتے، تب اللہ عزّوجلّ نے حکم فرمایا کہ جب فرشتہ وحی لائے، تو آپ اسے بغور سنیے، اللہ تعالی نے ذمہ لیا ہے کہ اسے آپ کے سینہ میں جمع کرے، اور جیسا نازل کیا اسی طرح اس کی ادائیگی آپ پر آسان فرمائے، اسے کھول کر بیان کرے، اور اس کی تفسیر ووضاحت بھی کر دے[۱]۔ چنانچہ اللہ سبحانہ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۞ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۞ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۞ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾[۲] "اے حبیب! آپ یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کریم کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت مت دیجیے! یقیناً اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمّے ہے، تو جب ہم اسے پڑھ چکیں، اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتّباع کیجیے! پھر یقیناً اس کی باریکیوں کا آپ پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمّے ہے"۔

آسانی کے سامان

سورۂ اعلیٰ میں دوسری بِشارت اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: ﴿وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى﴾[۳] "ہم تمہارے لیے آسانی کا سامان کر دیں گے"۔ آسانی کے سامان سے شریعتِ اسلام مراد ہے، جو نہایت سہل وآسان ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾[٤] "تم پر دِین میں کچھ تنگی نہ رکھی"۔ نیز اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾[٥]

---

(١) "تفسير ابن كثير" پ٢٩، القيامة، تحت الآية: ١٦، ٤/ ٤٥٩.

(٢) پ٢٩، القيامة: ١٦- ١٩.

(٣) پ٣٠، الأعلى:٨.

(٤) پ١٧، الحجّ: ٧٨.

(٥) پ٢، البقرة: ١٨٥.

"اللہ تعالی تم پر آسانی چاہتا ہے، اور تم پر دشواری نہیں چاہتا" یعنی "تم پر آسان کیا، آسانی فرمائی اور دشواری نہ کی"[1]۔

نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ [أَحَدٌ] إِلاَّ غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا»[2] "یقیناً دینِ اسلام آسان دین ہے، اور جو بھی اِس دین میں سختی کرے گا دِین اُس پر غالب آجائے گا، اس لیے مَیانہ رَوی اختیار کرو، اور ایک دوسرے کے قریب رہو، اور لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے والی اچھی باتیں بتاتے رہو"۔

اللہ تعالی ہر ظاہر وباطن کو جانتا ہے

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی تمام اُمور کے ظاہر وباطن کو جانتا ہے، اس کے ہاں کچھ پوشیدہ نہیں، اللہ تعالی نے سورۂ اعلی میں ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰی﴾[3] "یقیناً وہ (تمہارا رب) ہر کُھلے اور چُھپے کو جانتا ہے"۔

نصیحت سے فائدہ پانے والا

میرے محترم بھائیو! قرآنِ کریم کی آیات میں بڑی نصیحت ہے، فرمایا: ﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی﴾[4] "تو تم نصیحت فرماؤ اگر نصیحت کام دے!" جو اللہ تعالی سے ڈرتا اور اس سے ثواب کی امید رکھتا ہے، وہ عنقریب آپ کی نصیحت سے فائدہ پائے گا، نیز ارشاد فرمایا: ﴿سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰی﴾[5] "عنقریب نصیحت مانے گا جو

(١) "تفسیر ابن کثیر" پ٦، سورة المائدة، تحت الآية: ٦، ٢/ ٣٢.
(٢) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب: الدين يسر، ر: ٣٩، صـ١٠.
(٣) پ٣٠، الأعلى:٧.
(٤) پ٣٠، الأعلى:٩.
(٥) پ٣٠، الأعلى:١٠.

ڈرتا ہے "یعنی جو خوفِ خدا رکھتا ہے[1]۔

یقیناً اللہ تعالی کا ذکر، اس کی تعظیم اور تسبیح، دِلوں کے اطمینان کا سبب ہے، نماز کی مُحافظت سے جان ستھری ہوتی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمان میں ان تمام اُمور کو یکجا فرمادیا: ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا﴾[2] "کچھ رات میں اسے سجدہ کرو، اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولو"۔

تزکیۂ نفس، ذکر اور نماز

جانِ برادر! غور و فکر کرو کہ سورۂ اعلی کی ابتداء اللہ تعالی کی تسبیح کے حکم سے ہوتی ہے، تسبیح اللہ تعالی کا ذکر ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس سورت کے آخر میں ذکر و نماز کو کس طرح جمع فرمادیا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۞ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾[3] "یقیناً مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا، اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی"۔ اور ان دونوں کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے اقوال وافعال میں اللہ کی رِضا کے لیے تسبیح، نماز اور ذکر کے ذریعے بھلائی کی رَاہ پر گامزن رہے؛ تاکہ فلاح و کامرانی پاسکے۔

بہتر اور باقی رہنے والی نعمتیں

حضراتِ محترم! سورۂ اعلی میں اللہ تعالی کے اس فرمان پر غور کیجیے: ﴿وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى﴾[4] "آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے" کہ اس کی نعمتیں حقیقی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں، ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

---

(١) "تفسير القُرطُبي" پ٣٠، سورة الأعلى، تحت الآية: ١٠، الجزء٢٠، صـ٢١.
(٢) پ٢٩، الدهر: ٢٦.
(٣) پ٣٠، الأعلى: ١٤، ١٥.
(٤) پ٣٠، الأعلى:١٧.

تمام اَدیان کی بنیاد واصل

حضراتِ گرامی قدر! سورۂ اعلی کا اختتام اس بات پر ہوا، کہ یہ ساری تعلیمات اسی دینِ حنیف کی ہیں، جو دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئیں؛ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ تمام اَدیان کی بنیاد واصل ایک ہی ہے، ایک ہی چراغ سے پھوٹتی رَوشنی ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى * صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى﴾[1] "یقیناً یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسی کے صحیفوں میں"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! سورۂ اعلیٰ کے مضامین اور اس سے ملنے درس پر غور وفکر کریں، تلاوتِ قرآنِ حکیم کی عادت و معمول بنائیں، اس سے نصیحت حاصل کریں، اور اپنے طرزِ زندگی میں اَحکامِ شریعت کے مُطابق تبدیلی لائیں، کہ اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی وفلاح اور نَجات کا راز پنہاں ہے۔

دعا

اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے ذکر، خوف اور نماز کی ادائیگی پر استقامت کا سوال کرتے ہیں، ہمیں اپنے فضل وکرم اور خصوصی عنایت سے کتاب وسنّت کے ساتھ مضبوط وابستگی عطا فرما، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) پ۳۰، الأعلى: ۱۸، ۱۹.

بسم اللہ شریف کی فضیلت

(جمعۃ المبارک ۷ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۳۹ھ- ۲۳/۰۲/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا معنیٰ کیا ہے؟

برادرانِ اسلام! اس مبارک کلمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ بندۂ مؤمن اپنا ہر کام اللہ عزّوجلّ پر بھروسا، اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے شروع کرے، بسم اللہ شریف تین ۳ اَسمائے الٰہیہ پر مشتمل ہے، اور وہ اللہ، رحمن اور رحیم ہیں، اللہ تعالی نے ان تین ۳ اَسمائے مبارکہ کو ایک آیت میں یکجا بیان فرمایا ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾[1] "وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ہر پوشیدہ وظاہر کو جانتا ہے، وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا"۔

---

(۱) پ۲۸، الحشر: ۲۲.

لفظِ اللہ اسمِ جلالت ہے، اور قرآنِ کریم میں اکثر وارد ہوا ہے، لوگوں کے دل وجان میں اس کی تعظیم ومحبت گھر کیے ہوئے ہے، کوئی بھی شخص اپنی ذات کو اس نام سے موسوم نہیں کرسکتا، اس نام کا اِطلاق سوائے اللہ کے کسی پر نہیں ہوسکتا، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾(١) "کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؟!"۔

ایسے ہی اللہ تعالی کا نام رحمٰن بھی ہے، یہ اسم مبارک بھی اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے، کہ اس کے سوا نہ کسی اور کا نام ہوسکتا ہے نہ صفت۔ اللہ تعالی نے ان دونوں ناموں کو اس آیتِ مبارکہ میں جمع فرمادیا ہے، ارشاد فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾(٢) "اے حبیب! آپ فرما دیجیے کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں"۔ رحمن کے معنی بے مثال رحمتِ عام فرمانے والا ہے، جبکہ رحیم کی رحمت مؤمن بندوں کے ساتھ خاص ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾(٣) "وہ مسلمانوں پر مہربان ہے"۔

ہر چیز سے پہلے اللہ تعالی کا نامِ مبارک

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی کا اسمِ گرامی برکت ورحمت کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ﴾(٤) "تمہارے رب کا نام بڑی

(١) پ١٦، مريم: ٦٥.

(٢) پ١٥، الإسراء: ١١٠.

(٣) پ٢٢، الأحزاب: ٤٣.

(٤) پ٢٧، الرحمن: ٧٨.

برکت والا ہے، جو عظمت اور بزرگی والا ہے" یعنی تمہارے پروَردگار کا اسمِ مبارک مقدّس وپاکیزہ ہے، اور اسی کی ذات اس لائق ہے کہ "اس کی نافرمانی نہیں بلکہ اطاعت کی جائے، اسے بُھولا نہ جائے، بلکہ یاد رکھا جائے"[1]۔ اور اللہ تعالی کی تعظیم یہ ہے کہ ہم ہر جائز کام سے پہلے اس کا نام ذکر کریں، اور ہر جائز کام اسی کے نام سے شروع کریں، یہ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی طرف سے ایک عظیم تحفہ بھی ہے، کہ حضرت سیّدنا نُوح علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والوں سے ارشاد فرمایا: ﴿ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَاؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾[2] "اس میں سوار ہو، اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا اللہ کے نام پر ہے، یقیناً میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے" یعنی اس کشتی کا سطحِ آب پر رَواں رہنا، اور مضبوطی سے ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے"[3]۔

سب سے پہلے "بسم اللہ" کس نے لکھی؟

میرے محترم بھائیو! جب حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام نے ملکۂ سَبا کو مکتوب بھیجا، تو اس میں تحریر فرمایا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَ اْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾[4] "اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا ہے، یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو، اور سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے میرے حضور حاضر ہو!"۔ "علمائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کسی نے نہیں لکھی تھی"[5]۔

---

(١) "تفسير ابن كثير" پ٤، سورة آل عمران، تحت الآية: ١٠٢، ١/ ٣٧٨.
(٢) پ١٢، هود: ٤١.
(٣) "تفسير ابن كثير" پ١٢، سورة هُود، تحت الآية: ٤١، ٢/ ٤٥٩.
(٤) پ١٩، النمل: ٣٠، ٣١.
(٥) "تفسير ابن كثير" پ١٩، سورة النمل، تحت الآية: ٣٠، ٣١، ٣/ ٣٦٦.

رب تعالی کے نام سے پڑھنا

جانِ برادر! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تعلیم فرمائی، کہ اللہ تعالی کے نام پاک کو تمام خاص وعام اُمور میں مقدّم رکھیں[1]۔

قرآنِ کریم کی پہلی نازل کردہ آیتِ مبارکہ میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾[2] "اپنے رب تعالی کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا"، "یعنی اپنے رب تعالی کے نام سے شروع کرتے ہوئے اس قرآن سے پڑھو جو تمہاری طرف اُتارا گیا ہے"[3]۔ لہذا مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر مکتوب وعہد نامہ میں بسم اللہ شریف لکھنے کا حکم دیا کرتے۔

صبح وشام رب تعالی کا نام یاد کرنا

عزیزان گرامی قدر! اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا﴾[4] "صبح وشام اپنے رب تعالی کا نام یاد کرو"۔

رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہمیں اپنے دن کا آغاز بسم اللہ سے کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ: "بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تَفْجَأْهُ فَاجِئَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ قَالَهَا

---

(١) "تفسير الطَبَري" سورة الفاتحة، ١/ ٧٧.

(٢) پ٣٠، العلق: ١.

(٣) "تفسير القُرطُبي" پ٣٠، سورة العلق: ١، الجزء٢٠/ ١١٠.

(٤) پ٢٩، الدهر: ٢٥.

حِينَ يُمْسِي لَمْ تَفْجَأْهُ فَاجِئَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ»[۱] "جو صبح تین ۳ بار کہے: بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تو شام ہونے تک کوئی مصیبت اسے نہ پہنچے، اور شام کو کہے تو صبح تک کوئی مصیبت اسے نہ پہنچے"۔

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ -قال-: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ»[۲] "جب آدمی اپنے گھر سے نکلتے وقت کہے: اللہ تعالی کے نام سے (گھر سے نکلتا ہوں) میں نے اللہ پر بھروسا کیا، اللہ تعالی ہی کی طرف سے نیکی کرنے کی قوّت اور بُرائی سے بچنے کی طاقت ہے، تو اُسے کہا جاتا ہے، کہ تُو نے ہدایت، کفایت اور حفاظت پالی"۔

اللہ تعالی کے حفظ وامان میں

عزیزانِ محترم! جب سواری پر سوار ہوں تو تین ۳ بار بسم اللہ پھر الحمد للہ کہیں، حضرت سیّدنا علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس حاضر ہوا، آپ کے لیے ایک سواری لائی گئی کہ اس پر سوار ہوں، جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو "بسم اللہ" کہا، پھر جب اس کی پشت پر

---

(۱) "صحيح ابن حِبّان" كتاب الرقائق، ذكر ما يجب على المرء من الإحراز ...إلخ، ر: ۸٤۹، صـ۱۹٥.

(۲) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته، ر: ٥۰۹٥، صـ۷۱۷.

ٹھیک سے بیٹھ گئے تو "الحمد للہ" کہا، پھر پڑھا: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ۙ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ﴾[1] "پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا، ورنہ یہ ہمارے اختیار میں نہ تھی، اور یقیناً ہمیں اپنے رب تعالی کی طرف پلٹنا ہے"[2] تو وہ اللہ تعالی کے حفظ وامان میں رہیں گے۔

گھر میں داخلے اور طعام پر اللہ تعالی کا نام

حضراتِ ذی وقار! جب اپنے اہلِ خانہ کی طرف لَوٹیں تو بسم اللہ کہیں، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اسْمَ الله حِينَ يَدْخُلُ، وَحِينَ يَطْعَمُ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ هَاهُنَا، وَإِنْ دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ الله عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ الله عِنْدَ مَطْعَمِهِ قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ»[3] "جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالی کا نام ذکر کرے، تو شیطان اپنی ذریّت سے کہتا ہے کہ یہاں تمہارے لیے رات گزارنا اور کھانا نہیں، اور اگر داخل ہوتے وقت اللہ تعالی کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے، کہ تمہاری رات یہاں گزرے گی، اور پھر کھانا کھاتے وقت بھی اللہ تعالی کا نام نہ لے تو کہتا ہے: تمہارا کھانا اور قیام بھی یہیں ہے"۔

---

(١) پ٢٥، الزخرف: ١٣، ١٤.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات، باب ما جاء ما يقول ...إلخ، ر: ٣٤٤٦، صـ٧٨٧.

(٣) "مسند الإمام أحمد" مسند جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه، ر: ١٤٧٣٥، ٥/ ١١٥.

کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا

برادرانِ اسلام! کوئی چیز کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا نبئ کریم ﷺ کی سنّتِ مبارکہ ہے، تو جو شروع میں بھول جائے وہ یاد آنے پر درمیان میں اللہ تعالی کا نام لے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللهِ، فَإِنْ نَسِيَ أن يَذكُرَ اسْمَ اللهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ»(۱) "جب تم کھانا کھاؤ تو اللہ تعالی کا نام لو، اور اگر شروع میں اللہ کا نام لینا بھول جاؤ تو کہو: بِسْمِ اللهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ".

صبح وشام بسم اللہ

عزیزانِ مَن! ہر نیک وجائز کام سے قبل بسم اللہ شریف پڑھنا اپنا معمول بنا لیں، کہ رسول اللہ ﷺ وضو وتیمم اور طواف کی ابتداء بسم اللہ سے فرماتے، اپنی قربانیوں کے وقت بھی یہی کہتے، اور ہمیں تعلیم فرمائی کہ اللہ تعالی ہی کے نام سے اپنے دن کا اختتام کریں، جس طرح اس کی ابتداء کی، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلى فِرَاشِه فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلْيَقُلْ: بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ»(۲) "جب تم میں کوئی اپنے بستر پر جائے تو تین ۳ مرتبہ اسے کپڑے سے جھاڑ لے اور

---

(۱) "سنن أبي داود" أبواب الأطعِمة، باب التسمية على الطعام، ر: ۳۷٦۷، صـ۵۳۸.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ۷۳۹۳، صـ۱۲۷۲.

کہے: اے رب! تیرے نام سے میں نے اپنی کروَٹ رکھی، اور تیرے ہی نام سے اٹھایا جاؤں، اگر تُو مجھے مَوت دے تو میری مغفرت فرما، اور اگر مجھے زندہ رکھے تو اپنے نیک بندوں کی طرح میری حفاظت فرما"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! روز مرہ معمولات میں اللہ تعالی کے ذکر کی کوشش کرتے رہیں، اپنی اَولاد کو بھی یہی سکھائیں، اور اپنی عبادات کی ابتداء بھی اسی سے کرتے رہیں۔

دعا

اے اللہ! ہم تجھ سے کثرت ذکر کی توفیق کا سوال کرتے ہیں، ہمیں ہر نیک وجائز کام سے پہلے اپنا ذکر کرنے کی سعادت عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

فضائلِ نوافل

(جمعۃ المبارک ۱۴ جُمادی الآخرۃ ۱۴۳۹ھ - ۰۲/۰۳/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

پنج وقتہ نمازیں خُشوع وخُضوع کے ساتھ

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے دن ورات میں ہم پر پانچ ۵ نمازیں فرض کی ہیں، اور ہمیں ان کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾[1] "سب نمازوں اور درمیانی نماز کی نگہبانی کرو! اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو!"۔ جس نے پانچ ۵ نمازیں ان کے وقتوں پر خُشوع وخُضوع سے اَرکان کی درستگی کے ساتھ ادا کیں، اللہ تعالی اس کی مغفرت فرماکر اسے جنّت میں داخل فرمائے گا، نبئ اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ ﷻ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ»[2] "پانچوں نمازوں

(۱) پ۲، البقرة: ۲۳۸.

(۲) "سنن أبي داود" باب المحافظة على الصلوات، ر: ٤٢٥، صـ٧٢.

کو اللہ تعالی نے فرض قرار دیا ہے، جس نے اِن نمازوں کے لیے بہترین وضو کیا، انہیں اِن کے وقت پر ادا کیا، ان کے رُکوع اور خُشوع کا اہتمام کیا، تو اللہ تعالی کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اُس کی بخشش فرمادے!"۔

نوافل سے فرائض کی تکمیل ہوتی ہے

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! یہ ہم پر اللہ تعالی کا کرم واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسے نوافل بھی عطا کیے، جن کے ذریعہ ہم فرائض میں رہ جانے والی کمی وکوتاہی کی تکمیل کرسکتے ہیں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: صَلاتُهُ، فَإِنْ كَانَ أَتَمَّهَا كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَتَمَّهَا قَالَ اللهُ ﷻ: انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَتُكْمِلُونَ بِهَا فَرِيضَتَهُ»[۱] "بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے اس کی نمازوں کے بارے پوچھا جائے گا، اگر اس نے انہیں پورا کیا ہوگا تو پوری لکھی جائیں گی، اور اگر پورا نہ کیا ہوگا تو اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا: دیکھو اگر میرے بندہ کے پاس نوافل ہیں تو اُن سے فرائض کی کمی کو پورا کر دو!"۔ اس حدیث میں کثرتِ نوافل وزیادتیٔ تطوُّع کی ترغیب ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: «عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لله، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لله سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً»[۲] "کثرتِ سُجود (یعنی کثرتِ نوافل) کو اپنے آپ پر لازم

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند الشامين، حديث تميم الداري، ر: ١٦٩٤٦، ٦/ ٣٥.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، باب فضل السُجود ...إلخ، ر: ١٠٩٣، صـ٢٠٢.

کرلو؛ کیونکہ جب تم اللہ کو ایک سجدہ کرتے ہو تو اس کی برکت سے اللہ تعالی تمہارا ایک درجہ بلند فرماتا ہے، اور تمہاری ایک خطا مٹا دیتا ہے"۔

کثرتِ نوافل

عزیزانِ گرامی قدر! جن نوافل کو نبیٔ رحمت ﷺ نے اکثر ادا فرمایا؟ ان میں اوّلین سنن مؤکّدہ ہیں، جو فرض نمازوں سے قبل یا بعد ہوتی ہیں، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ہمیں ان کی بھی حفاظت کی ترغیب دلائی اور ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لله كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً، غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ»[1] "جو مسلمان بندہ روزانہ اللہ تعالی کے لیے فرائض کے علاوہ بارہ ۱۲ رکعتیں ادا کرے گا، اللہ تعالی اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا"۔ آقا کریم ﷺ نے ان بارہ ۱۲ رکعتوں کی تعیین یوں فرمائی: «أَرْبَع رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المغرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الفَجْرِ»[2] "چار ۴ رکعتیں قبل ظہر، اور دو ۲ اس کے بعد، دو ۲ رکعتیں مغرب کے بعد اور دو ۲ عشاء کے بعد، اور دو ۲ رکعتیں فجر سے پہلے"۔

سنّتِ فجر کی فضیلت

عزیزانِ مَن! مسلمان اپنے دن کی ابتداء جس نفل نماز سے کرتا ہے، وہ نمازِ فجر سے پہلے کی دو ۲ رکعتیں ہیں، لہذا انہیں ترک کرنے یا ان کے بارے میں

(۱) المرجع نفسه، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ر: ١٦٩٦، صـ٢٩٥.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الصلاة، باب ما جاء فيمن صلى ...إلخ، ر: ٤١٤، صـ١١٢.

غفلت برَتنے کے بجائے، ان کی عظیم فضیلت وثواب پر نظر رکھیں؛ کہ ان سے متعلق رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا»(۱) "فجر کی دو۲ رکعت سنّت دنیا وما فیہا سے بہتر ہے"۔ ایک اور روایت میں ہے: «لهما أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعاً»(۲) "میرے نزدیک ساری دنیا سے بڑھ کر فجر کی دو۲ سنتیں ہیں"۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ ان کی ادائیگی میں جلدی کرتے اور کبھی ترک نہ فرماتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: «مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ، أَسْرَعَ مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ»(۳) "میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی دو۲ رکعت سنّتوں سے زیادہ کسی نفل میں جلدی کرتے نہیں دیکھا"۔

ظہر کی سنتیں

جانِ برادر! رسولِ اکرم ﷺ سنّتِ فجر کے علاوہ ظہر سے پہلے بھی چار۴ رکعت ادا فرماتے تھے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ»(٤) "یقیناً نبئ رحمت ﷺ ظہر سے پہلے چار۴ رکعت کبھی ترک نہ فرماتے"۔ اور اسی طرح ظہر کے بعد بھی دو۲ رکعت سنّت ہمیشہ ادا فرماتے، حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «كَانَ النَّبِيُّ

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الصلاة، باب استحباب ركعتَي سنّة الفجر ...إلخ، ر: ١٦٨٨، صـ٢٩٤.

(٢) المرجع نفسه، ر: ١٦٨٩، صـ٢٩٤.

(٣) المرجع السابق، ر: ١٦٨٧، صـ٢٩٤.

(٤) "صحيح البخاري" باب الركعتَين قبل الظهر، ر: ١١٨٢، صـ١٨٨.

ﷺ «يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ»[1] "نبیٔ کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار ۴ اور اس کے بعد دو ۲ رکعتیں ادا فرماتے"۔ جو مسلمان زیادہ ثواب، عظیم فضل، جنّت میں دُخول اور جہنم سے آزادی کا خواہشمند ہو، اسے چاہیے کہ ظہر سے پہلے اور بعد چار چار رکعتیں ادا کیا کرے، سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً، وَبَعْدَهَا أَرْبَعاً، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ»[2] "جس نے ظہر سے پہلے اور بعد، چار چار رکعتیں ادا کیں، اللہ تعالی اسے جہنم پر حرام کردے گا"۔

مغرب کے بعد دو رکعتیں

میرے محترم بھائیو! سرکارِ دو عالم ﷺ نے مغرب کے بعد دو ۲ رکعت سنّت پر بھی ہمیشگی اختیار کی، سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے: «أَنَّ النبيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المغرِبِ فِي بَيْتِهِ»[3] "نبیٔ کریم ﷺ مغرب کے بعد دو ۲ رکعت سنّت اپنے دَولت خانے پر ادا فرماتے"۔

فرائض کے ساتھ نوافل

رفیقانِ ملّتِ اِسلامیہ! یہ تمام سُنن مؤکَّدہ ہیں، ان پر مُواظبت (ہمیشگی) ضروری ہے، اور نوافل کی ادائیگی کے بہت عظیم فوائد بھی ہیں، تو جس نے اس پر مُداوَمت اختیار کی، اللہ تعالی لوگوں میں اسے معزّز بناکر تمام اُمور میں اس کی حفاظت فرمائے گا، اور اسے اللہ تعالی کی محبت اور قربِ خاص نصیب ہو گا۔ حدیث قُدسی میں

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الصلاة، باب ما جاء في الأربع قبل الظهر، ر: ٤٢٤، صـ١١٥.

(۲) المرجع نفسه، باب [منه] آخر، ر: ٤٢٧، صـ١١٥.

(۳) "مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، ر: ٤٧٥٧، ٢/ ٢٤٩.

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: «وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ»(۱) "میرا بندہ جس چیز کے ذریعے میرا قرب چاہتا ہے، اس میں سے فرض زیادہ محبوب ہے، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اسے ضرور ضرور دُوں گا، اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو اسے ضرور پناہ دُوں گا"۔

گھروں میں نوافل کی ادائیگی

برادرانِ اسلام! جو اپنے دین ودنیا کی بھلائی چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی کثرت کرتا رہے، مسجد میں باجماعت نماز ادائیگی کے بعد اگر آسانی ہو تو باقی سُنن ونوافل گھر جاکر ادا کریں؛ کہ ایسا کرنا گھر میں نُزولِ رحمت وبرکت کا سبب ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِذَا قَضَى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ، فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيباً مِنْ صَلَاتِهِ؛ فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْراً»(۲) "جب تم میں کوئی شخص مسجد میں

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ر: ١٨٢٢، صـ٣١٧.

نماز ادا کر چکے تو اسے چاہیے کہ اپنی نماز کا کچھ حصہ گھر میں بھی ادا کرے؛ کیونکہ اللہ تعالی اس کی نماز کے سبب اس کے گھر میں برکت نازل فرمائے گا"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! نوافل کی کثرت سے ظاہر و باطن کی پاکیزگی اور قلبی سُکون حاصل ہوتا ہے، اور بندۂ مؤمن کو اچھی پُر سُکون زندگی نصیب ہوتی ہے، اور وہ اپنے رب تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے فرائض مکمل اور نوافل کثیر ہوں گے، تو اللہ تعالی اس کے لیے جنّت کے دروازے کھول کر اپنی رحمت سے اسے داخلِ جنّت فرمادے گا، لہذا فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نوافل کی بھی کثرت کریں، اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت یادِ الٰہی میں گزاریں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں تیری بارگاہ کا قربِ خاص حاصل کرنے کے لیے فرائض کے ساتھ کثرتِ نوافل کی بھی توفیق عطا فرما، ہمارے اعمالِ خیر کو شرَفِ قبولیت عطا فرما، اور ہمارے گناہ معاف فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

جنّت میں گھر

(جمعۃ المبارک ۲۱ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۳۹ھ - ۰۹/۰۳/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

جنّت اور اس کی نعمتیں

برادرانِ اسلام! جنّت اللہ تعالی کی ایک عظیم ولازَوال نعمت ہے، فرمانِ باری تعالی ہے: ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[1] "اللہ تعالی نے مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں کو باغات کا وعدہ دیا ہے، جن کے نیچے نہریں رَواں ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ مکانوں کا وعدہ بسنے کے باغات میں، اور اللہ کی رِضا سب سے بڑی ہے، یہی بڑی مراد پانا ہے"۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالی نے اہلِ ایمان کے لیے جنّت کے اَرفع واعلی مَقامات میں، خوبصورت ترین مکانات کی خبر دی ہے، جو تمام خیر اور نعمتوں سے بھرپور تیار کیے گئے۔

(۱) پ۱۰، التوبة: ۷۲.

نبئ کریم ﷺ نے جنّت کے محلّات کی صفتوں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا»(۱) "دو ۲ جنتوں میں برتن اور تمام اشیاء چاندی کی ہیں، اور دو ۲ جنتوں کے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہیں"۔ جنتیوں کے لیے جنّت میں ان کی طَلَب وخواہش اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے، اور جنّت کی تھوڑی سی جگہ بھی دنیاوما فیہا سے بہتر ہے۔

مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا»(۲) "جنّت میں تم میں کسی کے چابک رکھنے کی جگہ بھی، دنیااور اس میں موجود ہر شَے سے بہتر ہے"۔

جنّت میں گھر کیسے بنائیں؟

عزیزانِ محترم !بلاشبہ اللہ تعالی نے جنّت کے مکانات مزیَّن کرر کھے ہیں، اور اپنے بندوں سے ان مکانات کی تعریف بیان فرماتا ہے؛ تاکہ وہ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں، ان تک رَسائی کے لیے پہلا ذریعہ اللہ عزّوجلّ پر ایمان لانا، اور نیک اعمال کی کوشش کرنا ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾(۳) "تمہارے مال اور تمہاری اَولاد اس قابل نہیں کہ

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين ...إلخ، ر: ٤٤٨، صـ٩٢.
(۲) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسِير، ر: ٢٨٩٢، صـ٤٧٨.
(۳) پ٢٢، سبأ: ٣٧.

تمہیں ہمارے قریب پہنچائیں، مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی کی، ان کے لیے دُگنا صِلہ ہے ان کے عمل کا بدلہ، اور وہ بالاخانوں میں امن وامان سے ہیں"۔ "یعنی سوائے نیک مؤمنوں کے کسی کے لیے سببِ قربت نہیں، اور ان کے لیے جتنا خدا چاہے نیکیاں زیادہ ہوں، اور وہ جنّت کے منازلِ بالا میں ہر خَوف وتکلیف سے امن میں ہوں گے"[1]۔

مسجد کی تعمیر

حضراتِ گرامی قدر! مساجد کی تعمیر اُن عظیم اعمال میں سے ہے جن کی بدَولت اللہ تعالی ہمارے لیے جنّت میں ایک گھر بناتا ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: «مَنْ بَنَى مَسْجِداً لله، بَنَى اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ»[2] "جس نے اللہ تعالی کے لیے مسجد تعمیر کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں اُسی کی مثل گھر بنائے گا"۔

بلاشبہ مسجدیں زمین میں اللہ تعالی کے گھر ہیں، کہ جو ان کی تکریم کرے اور ان کی تعمیر اور صفائی ستھرائی کا انتظام کرے، اللہ تعالی اس کی عزّت بڑھاتا ہے، اور جو اِن میں حاضر ہو، اس کے لیے جنّت میں اعلی مقام عطا فرمائے گا، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا: «مَنْ غَدَا إِلَى الْـمَسْجِدِ، أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلاً، كُلَّمَا غَدَا، أَوْ رَاحَ»[3] "جو شخص صبح وشام مسجد میں آتا ہے، اللہ تعالی نے جنّت میں اس کے لیے صبح وشام کی ضیافت تیار کر رکھی ہے"۔ اور جو مسلمان سُنن ونوافل کا بھی اہتمام کرے، اللہ تعالی اس کے لیے جنّت میں گھر بناتا ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لله كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً، غَيْرَ

---

(۱) "تفسیر ابن کثیر" پ۲۲، سورة سبأ، تحت الآية: ۳۷، ۳/ ۵٤۳، ملتقطاً.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ر: ۱۱۹۰، صـ۲۱٦، ۲۱۷.

(۳) المرجع نفسه، ر: ۱۵۲٤، صـ۲۷۰.

فَرِيضَةٍ، إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ»[۱] "جو مسلمان روزانہ اللہ تعالی کے لیے فرائض کے علاوہ بارہ ۱۲رکعتیں (پانچ ۵ نمازوں کی سنّنِ مؤکّدہ) ادا کرے گا، اللہ تعالی اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا"۔

جنّت کے درَجات

عزیزانِ گرامی قدر! یقیناً حُسنِ اَخلاق اجر وثواب کے اعتبار سے ایک عظیم عمل ہے، جس کے سبب آپ کے لیے جنّت میں گھر بنتا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقّاً، وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ»[۲] "جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑے سے باز رہے، میں اس کے لیے جنّت میں گھر کا ضامِن ہوں، اور جو مذاق میں بھی جھوٹ سے بچے، اس کے لیے جنّت کے بیچوں بیچ گھر کا ضامن ہوں، اور جو اچھے اَخلاق اپنائے اس کے لیے جنّت کے اعلی درجے میں مکان کا ضامِن ہوں"۔ اس حدیث شریف میں نبئ کریم ﷺ نے جھگڑا چھوڑنے والے کے لیے جنّت کے ادنی درجہ میں، سچائی اپنانے والے کے لیے درمیانی درجہ میں اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر کے لیے جنّت کے اعلی درجہ میں گھر کی ضمانت بیان فرمائی ہے۔

اسی طرح جو اچھی گفتگو کرے، اس کے اعمال میں اِخلاص ہو، اور اللہ تعالی کی عبادت میں کوشش کرے، تو نبئ رحمت ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفَةً

(۱) المرجع السابق، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ر: ۱٦۹٦، صـ۲۹٥.
(۲) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في كراهية التمادح، ر: ٤۸۰۰، صـ٦۸۰.

«يُرَى ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا، وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا، أَعَدَّهَا اللهُ لِمَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَلَانَ الْكَلَامَ»[1] ...الحديث. "جنّت میں ایسا مکان بھی ہے جس میں اندر اور باہر آر پار دکھائی دیتا ہے، اسے اللہ تعالی نے لوگوں کو کھانا کھلانے والوں، اور نرم گفتگو کرنے والوں کے لیے بنایا ہے"۔

مریض کی عِیادت

حضراتِ ذی وقار! جو لوگوں سے بھلائی کرے، کمزوروں کی مدد اور مریضوں کی عِیادت کرے، فرشتے اس کے لیے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اس کے لیے جنّت میں عظیم گھر بنا دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ عَادَ مَرِيضاً، أَوْ زَارَ أَخاً لَهُ فِي الله، نَادَاهُ مُنَادٍ أَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ! وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الجَنَّةِ مَنْزِلاً»[2] "جس نے کسی مریض کی عیادت کی، یا اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کی، تو ایک مُنادی اُسے ندا کرتا ہے کہ تُو نے اچھا کام کیا اور اچھی راہ چلا، اور تُو نے اپنے لیے جنّت میں گھر بنوالیا"۔

جنّت کے بلند وبالا مکانات

عزیزانِ مَن! جو تکلیفوں پر صبر کرے، اور ہر کام میں اللہ تعالی پر توکّل کرے، اللہ تعالی اس کے لیے جنّت میں گھر بناتا ہے، اللہ ربُّ العالمین ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند الأنصار، حديث أبي مالك الأشعري رضي الله تعالى عنه، ر: ۲۲۹٦۸، ۸/ ٤٤٩.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصِلة، ر: ۲۰۰۸، صـ٤٦٣.

﴿خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۞ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ﴾[1] "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے، ضرور ہم انہیں جنّت کے بلند مکانات میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ہمیشہ اُن میں رہیں گے، اچھے کام والوں کا کیا ہی اچھا اجر و ثواب ہے! وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں"۔

فردَوس کے باغات

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! جو یہ چاہے کہ اللہ تعالی اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے، اسے چاہیے کہ اپنے رب تعالی کی عبادت میں مشغول رہے، نیک اعمال کی کثرت کرے؛ تاکہ جنّت کے اعلی درجے میں مکین ہو! خالقِ کائنات جلّ جلالہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۞ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾[2] "یقیناً جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، فردَوس کے باغات میں اُن کی مہمانی ہے، وہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے، وہاں سے جگہ بدلنا نہیں چاہیں گے"۔

"فردَوس جنّت میں سب سے درمیان اور سب سے بلند وبالا مقام ہے"[3]۔ اسی لیے عبادت گزار لوگ فردَوس کے مشتاق ہوئے، اور نیک لوگوں نے اس کے حصول کی کوشش کی، لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ جنّت میں گھر کی خواہش اپنے دل میں رَچائیں، اور اس تک یقینی رَسائی کے لیے نیک عمل کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے بخشش ومغفرت کی امید رکھیں!۔

---

(۱) پ۲۱، العنكبوت: ۵۸، ۵۹.

(۲) پ۱٦، الكهف: ۱۰۷، ۱۰۸.

(۳) "تفسير الطَبَري" تحت الآية: ۱۰۷، ر: ۱۷٦۳٤، الجزء ۱۵، صـ٤٦.

دعا

اے اللہ! ہمیں جنّتِ فردَوس عطا فرما، اور اس کے حصول کے لیے قرآن وحدیث کے اَحکام پر عمل کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

لتحقيق الكتب والطباعة والنشر

حُبِ وطن

(جمعۃ المبارک ۲۸ جُمادَی الآخرۃ ۱۴۳۹ھ - ۱۶/۰۳/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

وطن سے محبت اور اسلام

برادرانِ اسلام! وطن سے محبت ایک فطری چیز ہے، اسلام میں اس کی کوئی مُمانعت نہیں، بلکہ اپنے وطن سے محبت اور جائز طریقے سے اس کا اظہار مشروع وجائز ہے؛ اسی لیے ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مکّہ مکرّمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: «مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ! وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ، مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ»(۱) "تُو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کس قدر محبوب ہے اے شہرِ مکّہ! اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سِوا کہیں اَور سُکونت اختیار نہ کرتا!"۔ یہاں حضور نبئ اکرم ﷺ نے صراحةً اپنے آبائی وطن مکّہ مکرّمہ سے محبت کا اظہار فرمایا۔

(۱) "سنن الترمذي" أبواب المَناقب، باب في فضل المكّة، ر: ۳۹۲٦، صـ۸۸۳.

اپنا وطن

عزیزانِ محترم! جب آپ ﷺ نے مدینہ منوّرہ کو اپنا وطن بنایا تب رَب تعالی سے یہ دعا کی: «اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا المَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَفِي مُدِّنَا، وَصَحِّحْهَا لَنَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الجُحْفَةِ»[1] "اے اللہ! ہمارے لیے مدینہ کو اسی طرح محبوب کر دے جیسے مکّہ ہمیں محبوب ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ!۔ الٰہی! اس کے صاع اور مُد (غلے کے پیمانوں) میں برکت دے، اور مدینہ کی فضا صحت بخش بنادے، اور اس کا بخار جُحفہ کی طرف منتقل فرمادے!"۔

حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: «أَنَّ النبيَّ صلى الله تعالى عليه وسلم كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ المَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا»[2] "نبئ کریم ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے، اور مدینہ منوّرہ کی دیواروں پر دُور سے نظر پڑتی، تو مدینہ طیّبہ کی محبت کے باعث اپنی سواری کو تیز کر دیتے"۔ اس حدیثِ پاک کی شرح میں امام ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "اس سے ایک تو مدینۂ منوّرہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، دوسرا اپنے وطن سے محبت اور اس کے لیے مچلنے کا جواز ثابت ہوتا ہے"[3]۔

امام ذَہَبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "سِیَرَ اَعلام النُبلاء" میں فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے محبت رکھتے تھے، ان کے والد

(١) "صحيح البخاري" كتاب فضائل المدينة، ر: ١٨٨٩، صـ٣٠٤.
(٢) المرجع نفسه، باب: المدينة تنفي الخبث، ر: ١٨٨٦، صـ٣٠٣.
(٣) "فتح الباري" كتاب العمرة، باب من أسرع ناقته ...إلخ، ر: ١٨٠٢، ٣/ ٧٠٥.

حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت سیّدنا اُسامہ اور اپنے دونوں نَواسوں حسنَین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے محبت فرماتے، حلوہ وشہد پسند فرماتے، جبلِ اُحد سے محبت فرماتے، اپنے وطن سے محبت کرتے، اَنصار سے محبت فرماتے، اور اُن بے شمار چیزوں سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو محبت تھی کہ ایک مؤمن جن سے محبت کیے بغیر نہیں رہ سکتا"(۱)۔

وطن سے محبت فطری تقاضا ہے

حضراتِ ذی وقار! حُبِ وطن بھی اُن اُمور میں سے ہے جنہیں فطری تقاضا اور طبیعتِ سلیمہ جنم دیتے ہیں، اِسی طَرح اپنے آپ کو وطن کی طرف منسوب کرنا، اور وطن سے وفاداری بھی طبعی تقاضوں کے نتائج میں داخل ہے۔ علّامہ دینوری اپنی کتاب "المجالسۃ" میں امام اَصمعی سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے ایک اَعرابی کو یہ کہتے سنا کہ "اگر کسی کی صحیح پہچان کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ اُس میں اپنے وطن سے کتنی محبت ہے"(۲)۔

وطن سے محبت ہر حال میں ہوتی ہے

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی نے اپنی تمام مخلوقات کے دلوں میں اپنے اپنے وطن کے لیے ایک لطیف مَیلان، جُھکاؤ اور پاکیزہ لگاؤ پیدا فرمایا ہے، تمام مَوجودات کی فطرتِ سلیمہ میں اپنے اپنے وطن کے لیے قرار، سُکون اور اطمینان وَدِیعت فرمایا ہے، اگر ہم غَور کریں تو ہر قسم کے جانداروں میں ہمیں یہ فطری عمل نظر آتا ہے، شیر جنگل میں خوش رہتا ہے، اُونٹ کا دل اپنے باڑے میں لگتا ہے، چیونٹی اپنے بِل میں رہتی ہے، پرندے اپنے گھونسلوں میں آکر سُکون پاتے ہیں، اور انسان

---

(۱) "سِير أعلام النُبلاء" الطبقة ۱۹، ر: ۳۲۰۳ - القِرميسينيّ، ۱۰/ ۲۱۵.

(۲) "المُجالسة وجوّاهر العلم" ر: ۳۳۲، الجزء ۳، صـ۲۰۸.

کی تو فطرت میں ہی اپنے وطن سے محبت رکھ دی گئی ہے، امام ابنِ جَوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وطن ہمیشہ محبوب ہوا کرتا ہے"[۱]۔

جانِ برادر! ابنِ بسّام نے "ذخیرہ" میں لکھا کہ "وطن سے ہر حال میں محبت ہوتی ہے، جہاں انسان پیدا ہو اُس جگہ سے اُلفت ہوتی ہے، اچھا انسان اِن جگہوں سے جَفا نہیں کر سکتا جہاں سے اس کی یادیں وابستہ ہوں، اور اُس شہر کو بھلا نہیں سکتا جہاں اس نے بچپن کے دن گزارے ہوں، کہا کہ: اللہ تعالی کے آباد کردہ شہروں میں مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو نرم اور خوشگوار زمین کے درمیان ہے، جہاں بارش برستی ہے، یہ وہ علاقے ہیں جہاں جوانی نے آکر ہمارے بندھے تعویذ کھولے تھے، جہاں ہم بڑے ہوئے تھے، سب سے پہلی وہ مٹی جس نے میری جلد کو چُھوا تھا"[۲]۔

ابنِ رُومی نے کہا کہ میں نے اپنے وطن کے لیے قسم اُٹھائی ہے، کہ اس کا کسی قیمت پر سَودا نہیں کروں گا، میں اپنے سِوا سارے زمانے میں کسی کو اُس کا مالک نہیں سمجھتا، جہاں جوانی کے دن گزرے، جہاں نعمتیں ملیں، اَیسی نعمتیں جو سایہ میں رہ کر ملا کرتی ہیں، میرے دل کو وطن سے اَیسی محبت ہے گویا یہ میرے بدن کی رُوح ہو؛ کہ اس کے بغیر میں زندہ نہیں رَہ سکتا، لوگوں کو اپنے وطن سے محبّت ہوتی ہے، جہاں جوانی کے دن گزرے ہوں، جب وطن کی یاد آتی ہے تو اس کے ساتھ جوانی کے وہ دن بھی یاد آتے ہیں جو وہاں گزرے ہیں، اگر کوئی کمینہ شخص وطن میں ظلم کرے اور مجھے دھوکا دے، تو مجھے وطن سہارا دے دیتا ہے، جہاں ایک طرف نعمت نہ ملے تو کیا ہوا!

---

(۱) "مُثير العَزْم الساكن" باب سبب توقان النّفس إلى مكّة، ر: ۲۹، ۱/ ۱۰۲.

(۲) "الذخيرة في محاسن أهل الجزيرة" ۱/ ۳٤۳.

دوسری طرف سے کوئی نعمت مل جاتی ہے"[۱]۔

جذبۂ حبِ وطنی کا تعلق دل کی گہرائی سے ہے

میرے محترم بھائیو! امام فخر الدّین رازی نے قرآنِ کریم سے اِستدلال کرتے ہوئے حبِ وطنی کا بڑا پیارا نقشہ کھینچا ہے؛ کہ یہ ایک ایسا جذبہ ہے جس کا تعلق دل کی گہرائیوں سے ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ﴾[۲] "اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کر دو، یا اپنے گھربار چھوڑ کر نکل جاؤ"۔ اس کی تفسیر میں امام رازی فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی نے اس آیتِ مبارکہ میں کسی کو اُس کے وطن سے دُور کرنے کے عمل کو، اُسے قتل کرنے کے برابر ٹھہرایا ہے"[۳]۔

علّامہ علی قاری علیہ الرحمۃ "مرقاۃ المفاتیح" میں فرماتے ہیں کہ "جس وطن سے محبت ہو، اس سے جُدائی بڑا سخت امتحان ہوا کرتا ہے"۔ اس کے بعد اللہ تعالی کے فرمان: ﴿وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾[٤] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہاں فتنہ وفساد سے مراد کسی کو اُس کے وطن سے دُور کر دینا بھی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی نے فتنے کا ذِکر اپنے فرمان: ﴿وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ﴾[٥] کے بعد فرمایا"[٦]۔

---

(١) "ديوان المَعاني" الباب ١٢ منه فأوّل ذلك، الجزء ٢، صـ١٨٩.

(٢) پ٥، النساء: ٦٦.

(٣) "التفسير الكبير" پ١٠، سورة الأنفال، تحت الآية: ٧٥، ١٠/ ٥١٥.

(٤) پ٢، البقرة: ١٩١.

(٥) پ٢، البقرة: ١٩١.

(٦) "مرقاة المفاتيح" كتاب الجهاد، تحت ر: ٤٠٥٠، ٧/ ٦٤٧.

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! وطن سے سچی اور بے لَوث محبت ایمانی تقاضوں میں سے ہے، لہذا اپنے آزاد وطن کو عطیہ خداوندی سمجھیں، اسے سے محبت کریں، اس کی تعمیر وترقی کے لیے کام کریں، اور اس جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کریں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے وطنِ عزیز سے کامل محبت عطا فرما، اس میں بسنے والوں اور اس کی حفاظت کرنے والوں کی حفاظت فرما، تمام دشمن عناصر اور ان کے منصوبوں کو نیست ونابُود فرما، اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشت گردی، فتنہ وفساد، خون ریزی وقتل وغارت گری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہماری حفاظت فرما، اس مَملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما، اور انہیں اِخلاص کے ساتھ مُلک وقوم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما، اور اس کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کے درَجات بلند فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

حقوقِ عامّہ کا تحفُّظ اور تعلیماتِ اسلامیہ

(جمعۃ المبارک ۱۷ شعبان المعظم ۱۴۳۹ھ - ۰۴/۰۵/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

حُرمتِ انسانی

عزیزانِ محترم! دینِ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، یہ دین خیر خواہی، امن واَمان، باہمی حُقوق کی ادائیگی، جو اپنے لیے پسند کرے وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کرنے، لوگوں کی عزّت وآبرُو اور جان ومال کی حفاظت کا درس دیتا ہے، آپسی اختلافات، ظُلم وزیادتی اور قتل وغارتگری سے منع فرماتا ہے؛ کہ ایک انسان کا قتل گویا پوری انسانیت کا قتل، اور ایک جان کو بچانا پوری انسانیت کا تحفُّظ ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًاؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا﴾[1] "جس نے کسی کو بغیر کسی جان کے بدلے، یا بغیر فساد کے قتل کیا، گویا اُس نے سب لوگوں کو قتل کر

(۱) پ٦، المائدة: ٣٢.

ڈالا، اور جس نے کسی ایک جان کو بچایا، گویا اُس نے سب لوگوں کو بچا لیا"۔

کسی مسلمان کو جان بُوجھ کر قتل کرنا

میرے محترم بھائیو! اپنے گھناؤنے اور ناپاک مقاصد کے حُصول کے لیے عام لوگوں اور پُراَمن انسانوں کو، بلاوجہ قتل کرنے والوں کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں، وہ دین جو حیوانات ونباتات تک کے حُقوق کا خیال رکھتا ہے، وہ اَولادِ آدم کے بلاوجہ قتل کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟! اگر کسی مسلمان کو جان بُوجھ کر بے گناہ قتل کیا، تو ایسے کی سزا مدّتوں عذابِ الٰہی ہے، مؤمن کو اس کے ایمان کے سبب قتل کرنا، یا قتلِ مؤمن کو حلال جاننا کفر ہے، اس کی سزا دائمی جہنم ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾[1] "جو مسلمان کو جان بُوجھ کر قتل کرے تو اُس کا بدلہ جہنم ہے، کہ مدّتوں اس میں رہے، اور اللہ تعالی نے اس پر غضب کیا، اور اس پر لعنت کی، اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! دینِ اِسلام میں ایک مسلمان کی جان کی حرمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے، کہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ایک مسلمان کے قتل کو پوری دنیا کی تباہی وبربادی سے بڑا گناہ قرار دیا ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عَمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «لَزوالُ الدُنيا أهوَنُ عَلَى الله مِن قَتْلِ رَجُلٍ مُسلِمٍ»[2] "اللہ تعالی کے نزدیک پوری دنیا کا فنا ہو جانا، ایک مسلمان کے قتل سے ہلکا ہے"۔

---

(۱) پ٥، النساء: ٩٣.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الدِيات، ر: ١٣٩٥، صـ٣٣٨.

مفلسی کے باعث اَولاد کا قتل

عزیزانِ مَن! ربِّ کریم نے والدین کو اَولاد پر رَحمت وشفَقت کی تلقین فرمائی، اور فَقر وفاقہ واَفلاس کے خوف سے ان کا قتل حرام فرمایا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ﴾(۱) "اے حبیب! آپ ان سے فرما دیجیے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب تعالی نے حرام کیا، وہ یہ کہ اللہ تعالی کے سِوا کسی کو عبادت کے لائق نہ جانو، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ، اور اپنی اَولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو! ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے"۔

عزتوں کا تحفُّظ

برادرانِ اسلام! اسلام پاکدامنی وطہارت کے ساتھ پاکیزہ زندگی گزارنے کا حکم دیتا ہے، زِناکاری، ہم جنس پرستی، فحش کلامی، بے حیائی، گمراہی وبے راہ رَوِی کے تمام اَسباب ومحرّکات سے ہمیشہ دُور رہنے کا حکم دیتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾(۲) "بدکاری کے پاس مت جاؤ! یقیناً وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "زِنا کے اَسباب سے بھی بچو، لہٰذا بدنظری، غیر عورت سے خلوَت اور خواتین کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حُرمت،

---

(۱) پ۸، الأنعام: ۱۵۱.

(۲) پ۱۵، بني إسرائيل: ۳۲.

نگاہ نیچی رکھنے کا حکم، یہ سب زِنا سے روکنے کے لیے ہی ہیں"[۱]۔

ظاہر و پوشیدہ بے حیائی سے بچنا

حضراتِ گرامی قدر! ہم لوگوں کے ہجوم میں ہوں یا تنہائی میں، ہر حال میں گناہوں سے بچنا لازم وضروری ہے، ظاہراً نیک رہنا اور چُھپ کر گناہ کرنا تقوی نہیں بلکہ رِیاکاری ہے، تقوی یہ ہے کہ ہر حال میں فِسق وفُجور سے بچتے رہیں، اللہ ربّ العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾[۲] "ظاہر وپوشیدہ کسی بے حیائی کے پاس مت جاؤ!" لہذا جو کام اپنے لیے اور مُلک وقوم کے لیے فساد ونقصان کا باعث ہو، اس سے ہر حال میں بچنا لازم وضروری ہے۔

سزاؤں کا نفاذ سرِعام ہو

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! انسان کی جان ومال، عزّت وناموس کی حفاظت، امن وامان اور سلامتی وسکون، اسلام کے اوّلین مقاصد میں سے ہیں، جو شرعی قوانین کو توڑے، اسلام نے ایسوں کے لیے آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی سزا مقرّر کر رکھی ہے، اور یاد رہے کہ شرعی اَحکام صرف وصرف حُکّامِ اسلام ہی نافذ کر سکتے ہیں، کسی اَور کو ہرگز کوئی حق نہیں کہ لوگوں کو سزائیں دیتا پھرے!! نیز یہ کہ سزاؤں کا نفاذ سرِعام ہونا چاہیے؛ تاکہ دیکھنے والوں کو بھی عبرت حاصل ہو! سزا دینے میں رعایت ورَواداری سے کام لینے کے باعث مُعاشرے میں جرائم کا اضافہ ہوتا ہے، اسلام نے بغیر کسی کمی بیشی کے گناہ کی سزا سرِعام دینے کا حکم دیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ۱۵، بنی اسرائیل، زیرِ آیت: ۳۲، ص۴۵۴، ملتقطاً۔

(۲) پ۸، الأنعام: ۱۵۱.

﴿وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ ۖ وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآٮِٕفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾[1] "جو عورت اور جو مرد بدکار ہو، تو ان میں سے ہر ایک کو سَو ۱۰۰ کوڑے لگاؤ، اور اگر تم اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہو، تو تمہیں اللہ تعالی کے دِین میں اُن پر ترس نہ آئے، اور چاہیے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ اِن کی سزا کے وقت حاضر ہو!"۔

حرمتِ اَموال

حضراتِ محترم! دینِ اسلام نے جہاں جان، عزّت وآبرُو کے تحفُظ اور تقوی و پرہیزگاری کا درس دیا ہے، وہیں اپنے اور دوسروں کے مال کی حفاظت کا بھی حکم دیا ہے؛ کیونکہ مال اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، اس کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے، مال کی بدَولت ریاستوں کا قیام، انسانی ضروریات کی تکمیل اور مُعاشرے کی تعمیر وبقاء عمل میں آتے ہیں، جبکہ ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھانا، حرام ذریعہ سے کمائی کرنا، حرام کاموں پر حُکّام سے مدد لینا، جھوٹی گواہی، چغلخوری، جھوٹی وکالت، جھوٹے فتوے، جھوٹے مقدّمات پر اُجرت، اور جان بُوجھ کر مجرِموں کی تائید کرنا، لُوٹ مار، چوری، جُوئے، حرام تماشوں، دیگر حرام کاموں، یا حرام چیزوں اور رشوتوں کے ذریعے حاصل کیا ہوا مال، حرام، ناجائز وغیر شرعی اور دوسرے کا مال غصب کرنا ہے، اور ایسا کرنا ان کے حقوق کی پامالی ہے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَآ اِلَى الۡحُـكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴾[2] "آپس میں ایک

(۱) پ۱۸، النور: ۲.
(۲) پ۲، البقرة: ۱۸۸.

دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ، اور نہ حاکموں کے پاس اُن کا مقدّمہ اس لیے پہنچاؤ، کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طَور پر جان بُوجھ کر کھالو"۔

کسی کا مال ناحق کھانا

جانِ برادر! کسی کے مال، دکان، زمین پر جبراً قبضہ کرلینا، یا مکان ودکان کا کرایہ مقرّرہ رقَم سے زائد لینا حرام وناجائز ہے، جس سے شریعتِ مطہَّرہ نے منع فرمایا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[1] "اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی سَودا تمہاری باہمی رِضامندی کا ہو!"۔

فُضول خرچی واِسراف

عزیزانِ مَن! فُضول خرچی واِسراف، مال کی تباہی وبربادی کا باعث ہیں، اور شرعًا اس کی مُمانعت ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[2] "کھاؤ، پیو اور فُضول مت اُڑاؤ! یقیناً فضول خرچ اللہ تعالی کو پسند نہیں"۔

اَملاکِ عامّہ کی حفاظت

عزیزانِ مَن! اللہ تعالی کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اُس نے ہمارے وطنِ عزیز کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے، جن میں سَرسبز باغات، کُنویں، چشمے، وسیع وعریض دریا، سمندر اور ہماری پاک سرزمین بھی ہے، لہذا ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ شہروں کی تعمیر

---

(۱) پ۵، النساء: ۲۹.

(۲) پ۸، الأعراف: ۳۱.

وترقی، بچوں کی تعلیم وتربیت، انسانیت کی فلاح وبہبود، صحت وسلامتی کے لیے اسکول، یونیورسٹیاں، ہسپتال وصنعتی اداروں کا قیام، بنیادی سُہولیات کی فراہمی، سڑکوں اور پُلوں کی تعمیرات، مخلوقِ خدا کی خدمت اور دیگر اچھے کاموں کے لیے ہر ممکنہ کوشش کریں۔

میرے محترم بھائیو! ہم میں سے ہر شخص سرکاری اشیاء واَملاک کا امین ہے، اور اُس سے امانت کی ادائیگی کے بارے میں پوچھا جائے گا، جبکہ خیانت کو منافِق کی نشانی قرار دیا گیا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ اَبدِ قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: (١) إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، (٢) وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، (٣) وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»[1] "منافِق کی تین ۳ نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خِیانت کرے"۔

مسلمان کی پردہ پوشی

حضراتِ گرامی قدر! کسی کے راز کو بلا اجازتِ شرعی کسی ذریعے سے ظاہر کرنا، نہایت بُرا فعل اور اس کی حق تلفی ہے، دوسروں کے عُیوب ونقائص کی ٹوہ میں لگے رہنے، اور اس کی تشہیر کرنے کے بجائے، خود اپنے عُیوب تلاش کرکے انہیں دُور کرنا، اور توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾[2] "اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، یقیناً کوئی گمان گناہ ہوتا ہے، اور عیب نہ ڈھونڈو"۔ جبکہ پردہ پوشی وحُقوق

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب علامات المنافق، ر: ٣٣، صـ٩.

(٢) پ٢٦، الحُجرات: ١٢.

کی ادائیگی، اللہ ورسول کی رِضا وخوشنودی، رحمتوں اور برکتوں کے حصول، بلندیٔ درَجات اور دخولِ جنّت کا سبب ہے، حضرت سیّدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، حضور نبیٔ مکرّم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَرى امْرُؤٌ مِنْ أَخِيْهِ عَوْرَةً فَيَسْتُرُهَا إِلَّا سَتَرَهُ اللهُ، وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ»[1] "جواپنے بھائی کے کسی عیب کودیکھ لے، اور اس کی پردہ پوشی کرے، تواللہ تعالی اس کی پردہ پوشی کرے گا، اور اسے جنّت میں داخل فرمائے گا"۔

کسی کی پردہ پوشی مسلمان کی عمدہ صفت ہے، یہ کسی کو دوبارہ زندگی کی خوشیاں دینے کے مترادِف ہے، اور دوسروں کی حق تلفی سے بچنے کا اہم ذریعہ ہے، حضرت سیّدنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ مُؤْمِنٍ، فَكَأَنَّمَا اسْتَحْيَا مَوْءُوْدَةً فِيْ قَبْرِهَا»[2] "جس نے کسی مؤمن کی پردہ پوشی کی، گویا اس نے قبر میں زندہ گاڑی ہوئی بچی کو بچالیا"۔

مسلمان امن کا داعی، دوسروں کا خیر خواہ، اور ان کے حُقوق کا مُحافظ ہوتا ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ، كَانَ اللهُ فِيْ حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[3] "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے، نہ اسے ظالم کے

---

(١) "المعجم الكبير" أبو الخير مرثد بن عبد الله ...إلخ، ر: ٧٩٥، ١٧/ ٢٨٨.
(٢) "صحيح ابن حِبَّان" كتاب البر والإحسان، ر: ٥١٨، صـ١٤٠.
(٣) "صحيح البخاري" كتاب المظالم، باب لا يظلم المسلم ...إلخ، ر: ٢٤٤٢، صـ٣٩٤.

حوالے کرے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت رَوائی میں رہے گا، اللہ تعالی اُس کی حاجت رَوائی فرمائے گا، اور جو کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دُور کرے گا، اللہ تعالی قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی تکلیف دُور کرے گا، اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"۔ لہذا ہم سب کو ایک دوسرے کے حُقوق کا خیال رکھنا ہے، ظلم وزیادتی، عیب جُوئی، تکلیف دینے اور حق تلفی سے بچنا ہے!۔

راستے کے حُقوق

میرے محترم بھائیو! راستہ اللہ تعالی کی ایک ایسی نعمت ہے، جس سے ہر ایک اپنی آمد ورَفت کی ضروریات پوری کرتا ہے، راستے کے آداب و حقوق کی ادائیگی کا حکم ہمیں شریعتِ مطہَّرہ نے بھی دیا ہے، چاہے کوئی پیدل چلے یا سواری پر ہو، ہر ایک پر اس کے آداب وقوانین کی پاسداری لازم ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «أَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا»[1] "راستے کا حق ادا کیا کرو"۔ اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ راستے کے بھی کچھ حقوق وآداب ہیں، جنہیں جان کر ان کی مکمل پاسداری ضروری ہے، بالخصوص ہر مسلمان پر سفر وراستے کے آداب سیکھنا اور ان پر عمل کرنا لازم ہے۔

حضراتِ گرامی قدر! اپنے اعمال وافعال سے کسی کو اَذیت دینا مؤمن کی شان نہیں، بلکہ کامل وبہترین مسلمان کے بارے میں حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: «المسلمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»[2] "سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔

---

(۱) المرجع نفسه، باب أفنِيةِ الدُّورِ والجُلوس فيها...إلخ، ر: ٢٤٦٥، صـ٣٩٧.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام ...إلخ، ر: ١٦١، صـ٤٠.

حضراتِ محترم! رحمتِ عالمیان ﷺ نے اُمّتِ مسلمہ کو تاکید فرمائی، کہ کوئی کسی کے لیے پریشانی وتکلیف کا باعث نہ بنے! بلکہ ہو سکے تو لوگوں سے پریشانیوں اور تکلیفوں کو دُور کیا جائے؛ راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز ہو تو اُسے وہاں سے ہٹا دیا جائے؛ کہ یہ کامل مؤمن کی نشانی اور ایمان کی حصوں میں سے ایک حصہ ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ، أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ»[1] "ایمان کے ستّر۷۰ یا ساٹھ ۶۰ سے زائد شعبے ہیں، ان میں سب سے افضل شعبہ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہنا ہے، اور سب سے کم تر شعبہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز دُور کرنا ہے"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! حقوقِ عامّہ کا تحفظ کریں، اپنے مسلمانوں بھائیوں، ہمسایوں، دوستوں اور عزیز واَقارب کے حقوق ادا کریں، مشکل وقت میں ان کی مدد وحاجت رَوائی کریں، مصیبت میں ان کے کام آئیں، اپنے وطن سے بے لَوث محبت کریں، ملکی مَفادات کا تحفُّظ کریں، اپنے نیک صالح حکمرانوں کی اطاعت کریں، سرکاری اشیاء واَملاک کی حفاظت کریں، اور راستے سے تکلیف دہ اشیاء کو ہٹائیں؛ تاکہ کسی مسلمان کو ضرر وتکلیف نہ پہنچے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حُقوقِ عامہ کی ادائیگی، مسلمانوں کی عزّت وآبرُو، اور اپنی اور دوسروں کے جان ومال کی حفاظت کرنے کی توفیق وجذبہ نصیب فرما، باہمی اختلافات،

(١) المرجع نفسه، باب عدد شُعب الإيمان وأفضلها ...إلخ، ر: ١٥٣، صـ٣٩.

ظلم وزیادتی، بدکاری، فحش کلامی، گمراہی وبے دینی، اور بے راہ رَوی سے محفوظ ومامون فرما کر پاکیزہ وسعادت مندی سے بھرپور زندگی عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، اور ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

اَحکامِ زکات

(جمعۃ المبارک ۲ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۸/۰۵/۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

زکات کا معنی

جانِ برادر! زکات ایک اہم دینی اسلامی فریضہ ہونے کے ساتھ ساتھ، مُعاشی واقتصادی مشکلات کے حل کا بہترین ومؤثر ذریعہ بھی ہے، زکات کا لُغوی معنی ہے پاک کرنا، درست کرنا، بڑھنا۔ جبکہ شریعت میں زکات کا معنی "مال کا ایک مخصوص حصّہ جو شریعتِ مطہَّرہ نے مقرّر کیا ہے، اللہ تعالی کی رِضا کے لیے کسی مسلمان شرعی فقیر کو اس کا مالک بنادینا ہے"[1]۔

زکات ادا کرو!

حضراتِ گرامی قدر! زکات ہر اُس عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے جو صاحبِ نصاب ہو، یعنی جس کے پاس ضروریات وحاجاتِ اصلیہ سے زائد، کم

(١) "الدُر" كتاب الزكاة، ٥/ ٤١٢-٤١٩.

اَز کم ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی، یا اس کے برابر نقد یا مالِ تجارت ہو۔ جب اس نصاب پر مکمل قمری سال گزر جائے، تب حاجاتِ اصلیہ سے زائد اِس پورے مال پر ڈھائی فیصد زکات فرض ہوتی ہے، اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا: ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾[1] "زکات ادا کرو!"۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! زکات کا اسلام میں بہت اعلیٰ اور عظیم مرتبہ ومقام ہے، اللہ کے حبیبِ کریم ﷺ نے بھی زکات کا ذکر فرمایا، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اتَّقُوْا اللهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ»[2] "اپنے رب سے ڈرو، اور پنج وقتہ نماز قائم کرو، اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اور اپنے مال کی زکات ادا کرو، اور حاکمِ اسلام کی اطاعت کرو! تو اپنے رب تعالی کی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے!"۔

زکات نہ دینے کا وبال

رفیقانِ گرامی قدر! جو لوگ اپنے مال کی زکات نہیں دیتے وہ خود اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، بروزِ قیامت اُنہیں سخت نَدامت ہوگی، عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے، حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا: «ما تلفَ مالٌ في برٍّ ولا بحرٍ، إلّا بحبسِ الزّكاة»[3] "بحر وبَر میں جو بھی مال ہلاک وبرباد ہوتا ہے، وہ زکات ادا نہ کرنے ہی کے باعث ہوتا ہے"۔

---

(١) پ١، البقَرة: ٤٣.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب الجمعة، باب منه، ر: ٦١٦، صـ١٥٨.

(٣) "مجمع الزوائد" كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة، ر: ٤٣٣٥، ٣/ ١٥٠.

عزیزانِ محترم! زکات نہ دینے والے کا مال آخرت میں بھیانک سانپ کی شکل اختیار کر کے اُسے ڈَستا رہے گا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ، مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعاً أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ! أَنَا كَنْزُكَ!» "جسے اللہ تعالی نے مال دیا اور اُس نے اُس مال کی زکات ادا نہیں کی، اُس کا وہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا، جس کے سر پر دو ۲ کالے نشان ہوں گے، وہ سانپ اُس کے گلے میں طَوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر وہ سانپ اُس کے دونوں جبڑے پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں! میں تیرا خزانہ ہوں!"۔ اس کے بعد رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۰ تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾[1] "جو بخل کرتے ہیں اُس چیز میں جو اللہ تعالی نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی، وہ ہرگز اُسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے، عنقریب جس میں بخل کیا وہ بروزِ قیامت اُن کے گلے کا طَوق ہوگا"۔

ایک اَور مقام پر اللہ تعالی نے زکات نہ دینے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ر: ۱٤۰۳، صـ۲۲٦.

﴿وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾[1] "وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں، اور اُسے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سناؤ! جس دن وہ جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اُس سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغیں گے، یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا، اب اس جوڑنے کا مزا چکھو!"۔ "یہ آیت مانعینِ زکات کے حق میں نازل ہوئی، وہ لوگ بخل کرتے ہیں، اور مال کے حقوق ادا نہیں کرتے، زکات نہیں دیتے تھے"[2]۔

زکات دینے والے نیک مسلمان

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! زکات دینے والے نیک مسلمانوں کو آخرت میں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ ہی کچھ رنج وغم، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾[3] "یقیناً وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، نماز قائم کی اور زکات ادا کرتے رہے، اُن کا انعام اُن کے رب کے پاس ہے، نہ انہیں کچھ خوف ہوگا نہ کوئی غم!"۔

ایک اَور مقام پر زکات ادا کرنے والے مؤمن مسلمانوں کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ﴾[4] "میری رحمت ہر چیز کا اِحاطہ کیے ہوئے ہے،

---

(١) پ ١٠، التوبة: ٣٤، ٣٥.

(٢) "خزائن العرفان" پ۱۰، التوبہ، زیرِ آیت: ۳۴، ص۳۵۵۔

(٣) پ۳، البقرة: ٢٧٧.

(٤) پ۹، الأعراف: ١٥٦.

تو عنقریب میں اپنی رحمت اُن کے لیے لکھ دُوں گا جو مجھ سے ڈرتے اور زکات دیتے ہیں، اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں"۔

مال میں اضافہ وبرکت

عزیزانِ مَن! صدقہ وزکات دینے سے مال میں اضافہ وبرکت ہوتی ہے، اور یہ خرچ مال کے ضائع ہونے اور نقصان سے حفاظت وامان کا ذریعہ بنتا ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾[1] "جو اللہ تعالی کی رِضا چاہتے ہوئے تم خیرات دو، تو ایسے ہی لوگوں کے لیے دُگنا ہے"۔ "یعنی رضائے الٰہی کے لیے زکات ادا کرنے والوں کے اجر وثواب کو اللہ تعالی کئی گنا زیادہ کر دے گا"[2]۔ ہمارے آقا ومولی ﷺ فرماتے ہیں: «مَنْ أَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ»[3] "جس نے اپنے مال کی زکات ادا کی، اُس سے اُس مال کی برائی دُور ہو جاتی ہے"۔

ایک اَور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ»[4] "اللہ تعالی نے زکات کو اس لیے فرض فرمایا کہ وہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے"۔

میرے محترم بھائیو! زکات ایک اہم دینی فریضہ ہونے کے علاوہ دینِ اسلام کے ماننے والوں کی اجتماعی مشکلات کے حل کے لیے ایک بہترین ومؤثر کوشش بھی ہے،

(۱) پ۲۱، الرُوم: ۳۹.

(۲) "تفسير القرآن العظيم" لابن كثير، سورة الرُوم، تحت الآية: ۳۹، ۳/ ٤۳۸.

(۳) "المعجم الأوسط" باب الألف، من اسمه أحمد، ر: ۱۵۷۹، ۱/ ٤۳۱.

(٤) "سنن أبي داود" كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، ر: ۱٦٦٤، صـ۲٤۷.

اور یہ پیاری کوشش محتاجوں کی مدد وتعاوُن کا ایک آسان طریقہ بھی ہے، اللہ جَلَّ جَلالُہ کی رِضا کے حصول کا ایک ذریعہ بھی ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُ اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾[1] "ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ تعالی کی بندگی کریں، خالص اللہ ہی پر عقیدہ رکھتے ہوئے، ایک طرف کے ہوکر، نماز قائم کریں اور زکات ادا کریں، اور یہ سیدھا دِین ہے"۔

زکات کی عدمِ ادائیگی بارش سے محرومی کا سبب ہے

عزیزانِ محترم! زکات کی ادائیگی نہ کرنا دیگر خرابیوں کے ساتھ ساتھ، لوگوں کو بارش کی نعمت سے بھی محروم کرتا ہے، اس بارے میں اللہ کے حبیب جنابِ احمدِ مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا: «وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ»[2] "جب لوگ زکات کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں، تو اُن سے بارش روک لی جاتی ہے"۔

جنّت میں جانے کا سبب

جانِ برادر! ایک شخص نے نبئ کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسولَ اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنّت سے قریب اور دوزخ سے دُور کردے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ»[3] "صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی

(١) پ٣٠، البيّنة: ٥.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب الفِتن، باب العُقوبات، ر: ٤٠١٩، صـ٦٨٢، ٦٨٣.

(٣) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان ...إلخ، ر: ١٠٦، صـ٢٨.

کو شریک مت ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکات ادا کرو اور رشتہ داروں سے صِلہ رحمی کرو!"۔ تو معلوم ہوا کہ زکات کی ادائیگی بھی جنّت میں جانے کا سبب ہے، اور اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا، یا بالکل نہ دینا، عذاب کا سبب بن سکتا ہے۔

مَصارفِ زکات

عزیزانِ مَن! صاحبِ حیثیت مسلمان عموماً اس ماہِ مبارک (رمضان شریف) میں زکات ادا کرتے ہیں، لہٰذا انہیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ زکات کِن لوگوں کو دینی چاہیے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾[1] "زکات تو انہیں لوگوں کے لیے ہے: محتاج اور مسکین، اور جو اِسے جمع کر کے لائیں، اور جن کے دلوں کو اسلام سے اُلفت دی جائے، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرضداروں کو، اور اللہ تعالی کی راہ میں، اور مسافر کو، یہ اللہ تعالی کا ٹھہرایا ہوا حکم ہے، اور اللہ تعالی علم و حکمت والا ہے"۔

عزیز دوستو! اس آیت میں زکات کے مستحق آٹھ ۸ قسم کے لوگ قرار دیے گئے ہیں، ان میں سے (۱) مولَّفةُ القلوب بہ اِجماعِ صحابہ ساقط ہو گئے؛ کیونکہ جب اللہ تعالی نے اسلام کو غلبہ دے دیا، تو اَب اس کی حاجت نہ رہی، یہ اِجماع زمانۂ صدیق اکبر میں منعقد ہوا۔ (۲) فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجتِ اصلیہ میں استعمال ہو رہا ہو[2]۔ (۳) مسکین

---

(۱) پ۱۰، التوبة: ٦٠.

(۲) "بہارِ شریعت" مالِ زکات کے مَصارف، حصّہ ۵، ۱/۹۲۴۔

وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، وہ سوال کرسکتا ہے۔ (۴) عاملین وہ لوگ ہیں جن کو حکومت نے صدقے وُصول کرنے پر مقرّر کیا ہو، انہیں اتنا دیا جائے کہ جو انہیں اور ان کے اہل وعِیال کے لیے کفایت کرے۔ اگر عامل غنی ہو تو بھی اس کو لینا جائز ہے، عامل سیّد یا ہاشمی ہو تو وہ زکات میں سے نہ لے۔ (۵) قرضدار جو بغیر کسی گناہ کے مبتلائے قرض ہوئے ہوں، اور اتنا مال نہ رکھتے ہوں جس سے قرض ادا کریں، انہیں ادائے قرض میں مالِ زکات سے مدد دی جائے۔ (۶) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بے سامان مجاہدین اور نادار حاجیوں پر صَرف کرنا مراد ہے۔ (۷) ابنِ سبیل سے وہ مسافر مراد ہیں جن کے پاس مال نہ ہو۔ (۸) غلام، چونکہ اب یہ نہ رہے اس لیے یہ مصرف بھی اب نہیں۔

چند مسائلِ زکات

(۱) زکات دینے والے کو یہ بھی جائز ہے، کہ وہ ان تمام اَقسام کے لوگوں کو زکات دے، اور یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک ہی قسم کو دے۔

(۲) زکات انہیں لوگوں کے ساتھ خاص کی گئی جن کا ذکر ہوا، تو ان کے علاوہ دیگر مصارف میں خرچ نہیں کی جائے گی، نہ مسجد کی تعمیر میں، نہ مُردے کے کفن دفن میں، نہ اُس کے قرض کی ادائیگی میں۔

(۳) زکات بنی ہاشم اور غنی کو نہ دی جائے، اور نہ آدمی اپنی بیوی اور اولاد اور ماں باپ کو دے![1]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! زکات دینِ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے، جو صاحبِ نصاب ہیں، وہ زکات کی دیگر شرائط پائے جانے کی صورت میں

(۱) "بہارِ شریعت" مالِ زکات کے مَصارف، جلد اوّل، حصہ ۵/۷، ۹۲۷، ۹۳۱۔

پابندی کے ساتھ زکات ادا کریں، اور اس میں سستی و کاہلی ہرگز نہ برتیں۔

دعا

اے اللہ! جو مسلمان صاحبِ نصاب ہیں انہیں اپنے مال کی پوری زکات ادا کرنے کی توفیق، اور مستحقین تک پہنچانے کی سعادت عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، اور ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

امّ المؤمنین حضرت سیِّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا

(جمعۃ المبارک ۹ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۸/۰۵/۲۵ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اَزواجِ مطہّرات

برادرانِ اسلام! جس طرح اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تعلق رکھنے والی ہر شَے عظمت والی ہے، اسی طرح وہ پاک باز بیبیاں جو مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ رشتۂ زَوجیت میں منسلک ہوئیں، سارے جہاں کی خواتین سے افضل واعلی اور اہلِ ایمان کی مائیں ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾[۱] "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے، اور اِس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں"۔ "یعنی تعظیم وحرمت میں، اور ہمیشہ کے لیے ان سے نکاح حرام ہونے میں۔ اس کے علاوہ دیگر اَحکام میں، مثل وراثت اور پردہ وغیرہ میں ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا ہے[۲]۔

(۱) پ۲۱، الأحزاب: ٦.

(۲) "مدارك التنزيل" پ۲۱، سورة الأحزاب، تحت الآية: ٦، ۲/ ۳۳۵.

ایک اَور مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۞ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴾[1] "اے نبی کی بیبیو تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو! اگر تم اللہ تعالی سے ڈرتی ہو تو گفتگو میں ایسی نرمی نہ لاؤ، کہ کوئی دل کا روگی کچھ لالچ کر بیٹھے، ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو، اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی! اور نماز قائم رکھو اور زکات دو، اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو! اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے، اور تمہیں پاک کر کے خُوب ستھرا کردے!"۔

صدر الاَفاضل علّامہ محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ان آیاتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے، اور تمہارا اجر وثواب بھی سب سے بڑھ کر ہے، جہان بھر کی عورتوں میں کوئی تمہارے برابر نہیں!۔ اس میں تعلیمِ آداب ہے کہ اگر بضرورت غیر مرد سے پسِ پردہ گفتگو کرنی پڑ جائے، تو قصد کرو کہ لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے، اور بات میں لچک نہ ہو، بات نہایت سادگی سے کی جائے، عِفّت مآب خواتین کے لیے یہی شایاں ہے۔ **اگلی جاہلیت** سے مراد قبلِ اسلام کا زمانہ ہے، اس زمانہ میں عورتیں اِتراتی نکلتی تھیں، اپنی زینت ومَحاسن کا اظہار کرتی تھیں؛ کہ غیر مرد دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اَعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں، اور پچھلی

---

(۱) پ ۲۲، الأحزاب: ۳۲، ۳۳.

جاہلیت سے اخیر زمانہ مراد ہے، جس میں لوگوں کے افعال پہلے والوں کی مثل ہو جائیں گے، یعنی گناہوں کی نَجاست سے تم آلُودہ مت ہونا!۔ اس آیت سے اہلِ بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور اہلِ بیت میں اُمّہات المؤمنین، حضرت خاتونِ جنّت سیّدہ فاطمہ زَہراء، علی مرتضٰی اور حسنَینِ کریمَین رضی اللہ تعالٰی عنہم سب داخل ہیں"[1]۔

ایمان والوں سے اُمہات المؤمنین کی عظمت وشان کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًاؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا﴾[2] "(اے ایمان والو!) جب تم اُن سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو، اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور اُن کے دلوں کی، اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ کو اِیذاء دو! اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو! یقیناً یہ اللہ تعالی کے نزدیک بڑی سخت بات ہے"۔

پاکدامنی کا اعلان

عزیزانِ محترم! حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تمام اَزواج پاک باز، پاکدامن اور انتہائی معتبر ومعتمَد ہیں۔ ایک بار منافقین نے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر بہتان لگایا، تو خود قرآنِ مجید نے ان کی پاکدامنی کا اعلان فرمایا، اِلزام تراشنے والوں کو اسّی اسّی کوڑوں کی سزا ملی۔ تمام اَزواجِ مطہَّرات عمل وفضل، زُہد

---

(۱) "خزائن العرفان" پ۲۲، الاحزاب، زیرِ آیات: ۳۲، ۳۳، ۷۶۱۔

(۲) پ۲۲، الأحزاب: ۵۳.

ووَرع، حِلم وبُردباری، حیاء وعِفّت، جُود وسخاوت اور بلند ہمتی میں یگانۂ روزگار ہیں۔ خواتین سے متعلق ایسے بہت سے مسائلِ شرعیہ ہیں، جنہیں انہی اَزواجِ مطہَّرات نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پُوچھ پُوچھ کر حل فرمایا ہے[1]۔

واقعۂ اِفک

رفیقانِ گرامی قدر! اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زوجہ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بیٹی، اور مسلمانوں کی ماں، نہایت متّقی وپرہیزگار، اور انتہائی پاکدامَن ہیں۔ "۵ سنِ ہجری میں غزوہ بنی مُصطلق واقع ہوا، جس میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں، واپسی پر غازیوں کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا، صبحِ صادق سے پہلے اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا رفعِ حاجت کے لیے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں، وہاں آپ کا ہار ٹُوٹ گیا جس کی تلاش میں آپ کو دیر لگی، اِدھر قافلے نے کوچ کردیا، اور قافلے والوں کو پتا نہ چلا کہ امّ المؤمنین مَوجود نہیں ہیں، آپ قافلہ کی جگہ واپس آکر بیٹھ گئیں، حضرت سیّدنا صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ قافلہ سے کچھ پیچھے ٹھہرائے گئے تھے؛ تاکہ وہ قافلے کا گرا پڑا سامان اُٹھا لائیں، جیسا کہ اُس زمانے میں مسافروں کا طریقہ تھا، جب حضرت سیّدنا صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ یہاں پہنچے اور آپ کو دیکھا، تو بلند آواز سے إِنَّا لله پڑھا اور اپنا اونٹ بٹھا دیا، آپ اس پر سوار ہوگئیں، اور حضرت سیّدنا صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ اونٹ کی مُہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے، یہاں تک کہ لشکر تک پہنچا دیا، سیاہ دل، بد باطن منافقوں اور ان کے سردار عبد اللہ بن اُبَی بن

---

(۱) "اَزواجِ مطہَّرات" ص۱۴۔

سَلول نے تہمت لگا دی، اور بعض سادہ دل مسلمان بھی اُس کے اس فریب میں آ گئے، اُمّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اس تہمت کا بالکل پتا نہ چلا، آپ بیمار ہو گئیں، ایک ماہ تک بیمار رہیں، اس دَوران اُمِّ مسطح کے ذریعے آپ کو پتا چلا تو آپ کا مرض مزید بڑھ گیا، آپ اپنے میکے تشریف لے گئیں، اور اس غم میں اتنا روئیں کہ کئی راتوں تک نیند بالکل نہیں آئی، اس موقع پر اللہ ربّ العالمین نے قرآنِ کریم کی یہ آیاتِ مبارکہ اُتار کر اُمّ المؤمنین کی طہارت، عِفّت وعصمت کی خود گواہی دی"[1]۔

ربّ ذو الجلال کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾[2] "یقیناً وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں، تمہیں میں سے ایک جماعت ہے، اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے، ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اُس نے کمایا، اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بڑا حصہ لیا، اس کے لیے بڑا عذاب ہے"۔

جانِ برادر! امام ابنِ کثیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "یہ آیات اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بارے میں نازل ہوئیں، جس وقت منافقین نے آپ پر بہتان باندھا تھا، اس پر اللہ تعالی نے مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قَرابتداری کے سبب اِنعام فرما کر یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں؛ تاکہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ۱۸، النور، زیرِ آیت: ۱۱، ۵۵۹، ۵۶۰، ملخصًا۔
(۲) پ۱۸، النور: ۱۱، ۱۲.

کی آبرُو پر حرف نہ آئے۔ ان بہتان بازوں کی ایک جماعت تھی، اس بُرے کام میں سب سے پیش پیش منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبَی بن سَلول تھا، جس نے اپنی طرف سے باتیں گھڑ گھڑ کر لوگوں کے کان بھرے تھے، اور یہ چہ میگوئیاں قریب ایک مہینے تک چلتی رہیں، یہاں تک کہ قرآنِ مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں "[1]۔

رحمتِ کونَین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی پاکیزگی کا یُوں اِعلان فرمایا: «فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْراً»[2] "اللہ کی قسم میں اپنی بیوی کو نیک اور پاکدامَن ہی جانتا ہوں!"۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ایسی پاکدامَن متّقی وپرہیزگار ہیں، جن کی گواہی خود اللہ عزّوجلّ ورسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دی!۔

حضرت جبریل کا سلام

حضراتِ ذی وقار! حضرت سیّدنا ابو سلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کہا کہ ایک روز مصطفی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَا عَائِشَ! هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ!» "اے عائشہ! یہ جبریل تمہیں سلام کہتے ہیں!" میں نے جواب دیا کہ ان پر بھی اللہ تعالی کا سلام، اس کی رحمت اور اس کی برکت ہو، لیکن حضور آپ جو کچھ دیکھتے ہیں وہ میں تو نہیں دیکھتی!"[3]۔

(۱) "تفسير ابن كثير" سورة النور، تحت الآية: ۱۱، ۳/ ۲۷۲، ۲۷۳، ملتقطاً.
(۲) "صحيح البخاري" كتاب تفسير القرآن، ر: ٤٧٥٠، صـ٨٣٠.
(۳) المرجع نفسه، باب فضل عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٣٧٦٨، صـ٦٣٣.

آیتِ تیمم کا نُزول

حضرت سیّدنا عُروہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنی ہمشیرہ حضرت سیّدہ اَسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے عارضِی طور پر ہار لے رکھا تھا جو گم ہوگیا، لہذا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب میں سے کئی حضرات کو اس کی تلاش میں روانہ کیا، یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا اور بعض حضرات نے بِنا وضو کے نماز پڑھ لی، پھر مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پانی نہ ملنے کی شکایت کی، اس پر تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت سیّدنا اُسَید بن حُضیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے عرض کرتے ہیں: «جَزَاكِ اللهُ خَيْراً، فَوَاللهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجاً، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً»[1] "اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے! کہ جب بھی آپ پر کوئی آزمائش آئی، اللہ تعالی نے بہت خوبصورتی کے ساتھ آپ کو اس سے پار نکال دیا، اور اس حکمِ شریعت سے عامّۃ المسلمین کو بھی برکت عطا فرمادی"۔ یعنی آپ کی برکت سے ہمیں تیمم وغیرہ کی رخصت اور اَحکام نصیب ہوگئے۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زَوجیت

حضرت سیّدنا عُروَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: «أُرِيتُكِ فِي المَنامِ مَرَّتَيْنِ، أَرَى أَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ، وَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَاكْشِفْ عَنْهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ

(١) المرجع السابق، ر: ٣٧٧٣، صـ٦٣٣، ٦٣٤.

يُمْضِهِ»[۱] "میں نے خواب میں دو۲بار تمہیں دیکھا، میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو، مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی زَوجہ ہیں، ان سے پردہ ہٹائیے! جب پردہ ہٹا کر دیکھا تو سامنے تم تھیں، لہذا میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا!"۔

حضرت سیِّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کہتی ہیں کہ حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «أَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَة!»[۲] "تم دنیا وآخرت میں میری بیوی ہو!"۔

حضرت سیّدنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضرت سیِّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: "میں نے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ کی اَزواج میں سے آپ کے ساتھ جنّت میں کون ہوگی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «أَمَا إِنَّكِ مِنْهُنَّ»"[۳] "تم بھی انہی میں سے ہو!"۔

حضرت سیّدنا عُروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے آخری مرض میں اَزواجِ مطہَّرات میں سے جس کے ہاں باری ہوتی، فرماتے: «أَيْنَ أَنَا غَداً؟ أَيْنَ أَنَا غَداً؟» "کل میری باری کس کے ہاں ہوگی؟ کل میری باری کس کے پاس ہوگی؟" اور آپ کا یہ پوچھنا حضرت سیِّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر کے اشتیاق میں ہوتا، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ نے کہا، کہ جب ان کی باری آئی تب

---

(۱) المرجع السابق، كتاب مَناقب الأنصار، ر: ٣٨٩٥، صـ٦٥٥.

(۲) "مُستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٦٧٢٩، ٧/ ٢٣٩٩.

(۳) المرجع نفسه، ر: ٦٧٤٣، ٧/ ٢٤٠٣.

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وصال فرمایا[1]۔

حضرت عائشہ کا علم

عزیزانِ مَن! حضرت عطاء بن ابی رَباح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ ماہر فقیہ، عالمہ اور عمدہ رائے والی تھیں"[2]۔

امام زُہری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "اگر تمام امّہات المؤمنین کا علم اور تمام عورتوں کا علم جمع کرلیا جائے، تو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا علم اُن میں سب سے زیادہ و عُمدہ ہوگا"[3]۔

حضرت سیّدنا عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ "میں نے علمِ فقہ، علمِ طِب اور علمِ شاعری میں حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے زیادہ کسی کو ماہر و افضل نہیں پایا"[4]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! قرآنِ مجید، احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ علمائے کرام سے یہ بات ثابت ہوئی، کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تمام اَزواجِ مطہَّرات مسلمانوں کی مائیں ہیں، ان کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کرنا ہے، ان کے فضائل و مَناقب بے شمار ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی تمام اَزواج سے محبت فرمایا کرتے، ہر ایک کی

---

(١) "صحيح البخاري" باب فضل عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٣٧٧٤، صـ٦٣٤.

(٢) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٦٧٤٨، ٧/ ٢٤٠٥.

(٣) "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" تحت ر: ٤٠٢٩، ٤/ ١٨٨٣.

(٤) المرجع نفسه.

دِل جُوئی فرماتے، اور اُمّہات المؤمنین بھی آپ ﷺ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا کرتیں، اور یہ حضورِ اکرم ﷺ سے نکاح کی برکت ہے کہ آپ ﷺ کی اَزواج اُمّہات المؤمنین کے عظیم لقب سے نوازی گئیں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں امّہات المؤمنین کی سیرت پر عمل پیَرا ہونے کی توفیق عطا فرما، ان کا ذکر ہمیشہ خیر کے ساتھ کرنے کی توفیق عطا فرما، کسی بے گناہ پر تہمت واِلزام لگانے سے محفوظ فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کُشادہ اور دل نرم فرما، اور ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

جنگِ بدر اور اعتکاف

(جمعۃ المبارک ۱۶رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ- ۰۱/۰۶/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

جنگِ بدر

برادرانِ اسلام! حق وباطل کی جنگ روزِ اوّل سے جاری ہے، جس کی مختلف صورتیں ہر دَور میں ظاہر ہوتی رہیں، انہی میں سے ایک اسلام کا سب سے پہلا معرکہ "غزوۂ بدر" ہے، مشرکینِ مکّہ اور مسلمانوں کے درمیان ماہِ رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ کو جب یہ عظیم معرکہ ہوا تو صبر واِستقلال اور توکُّل کے اعلیٰ پیکر، تائیدِ الٰہی کی بدَولت کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوئے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ﴾[1] "جب تم اپنے رب تعالی سے فریاد کرتے تھے، تو اس نے تمہاری سُن لی، کہ میں تمہیں ہزاروں فرشتوں کی قِطار سے مدد دینے والا ہوں"۔

(۱) پ۹، الأنفال: ۹.

"صحیح مسلم" میں ہے کہ روزِ بدر تاجدارِ رسالت ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ تعداد میں ہزار ہیں، اور آپ کے اصحاب تین سو اُنیس ۳۱۹ [اور بعض روایات میں تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳[1] ہے] تو حضورِ اکرم ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر ربّ تعالی سے یہ دعا کرنے لگے: «اللّٰهُمَّ! أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ! آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ! إِنَّك إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ» "یاربّ! جو تُو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کردے، الٰہی! جو تُو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یا اللہ! اگر تو اہلِ اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کردے گا، تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا" اسی طرح حضور ﷺ دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ دَوشِ مبارک سے چادر شریف اُتر گئی، تو حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے اور چادر مبارک دَوشِ اقدس پر ڈالی اور عرض کی: یا نبیَ اللہ! آپ کی مُناجات اپنے ربّ تعالی کے ساتھ کافی ہوگئیں، وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا! اس پر یہ آیتِ شریفہ نازِل ہوئی[2]۔

اس جنگ کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت سیّدنا اَنس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے بارے میں اس وقت مشورہ کیا جب ہمیں ابو سفیان کی آمد کی خبر ملی، تو حضرت سیّدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ اپنے گھوڑے سمندر میں ڈال دو، تو ہم ضرور کر گزریں گے، اور اگر

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المَغازي، ر: ۳۹۵۷، صـ۶۶۹.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الجهاد والسِير، ر: ٤٥٨٨، صـ٧٨١، ٧٨٢.

آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم ان کے سینے مقام بَرک ِغماد تک ماریں، تو ہم ایسا ضرور کریں!۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا تو لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے، یہاں تک کہ میدان بدر میں جا اُترے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ» "یہ فُلاں کافر کی قتل گاہ ہے" اور اپنا ہاتھ زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے، راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ جگہ سے نہ ہٹ پایا(۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کو ربّ تعالی نے ہر ایک کے وقتِ مَوت، جگہ اور کیفیتِ مَوت کی خبر دی ہے، کہ کون، کہاں، کیسے اور کب مرے گا! کافر ہوکر یا مؤمن ہوکر! یہ علم علومِ خمسہ میں سے ہے جس کا ظُہور جنگِ بدر میں اس طرح ہوا۔

امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کفّارِ بدر کی قتل گاہیں دکھاتے ہوئے فرمایا: «هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَداً، إِنْ شَاءَ اللهُ» کہ "اگر اللہ تعالی نے چاہا تو کَل فُلاں کافر یہاں قتل ہو گا" جہاں جہاں حضورِ اقدس ﷺ نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر بحکم حضورِ اکرم ﷺ اُن کفّار کے لاشے ایک کنویں میں پھینک دیے گئے، سیّدِ عالم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: «يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ حَقّاً؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللهُ حَقّاً» "اے فُلاں بن فُلاں اور اے فُلاں بن فُلاں! کیا تم نے خدا ورسول کا دیا ہوا

(۱) المرجع نفسه، ر: ٤٦٢١، صـ٧٩٢، ملتقطاً.

سچا وعدہ پایا؟ میں نے تو اللہ تعالی کا دیا ہوا وعدہ حق پالیا ہے"۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! آپ ان جسموں سے کیوں کلام کرتے ہیں جن میں رُوحیں نہیں؟ فرمایا: «مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِـمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَرُدُّوا عَلَيَّ شَيْئاً»[۱] "جو میں کہہ رہا ہوں اسے تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے، مگر انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے جواب دیں!"۔

اس سے معلوم ہوا کہ مُردے سنتے ہیں اگرچہ وہ کافر ہی ہوں، ہاں مگر کافر جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے! تو مسلمان بدرجہ اَولی سنتے ہیں، پھر اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سماعت کے کیا کہنے!۔

ابو جہل کا قتل

حضراتِ گرامی قدر! جنگِ بدر میں جہاں بڑے بڑے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے بہادری اور جرأت کے جَوہر دکھائے، وہاں کمسن بچے بھی پیچھے نہ رہے، حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن صف میں کھڑا تھا، میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو خود کو انصار کے دو ۲ نَو عمر بچوں کے ساتھ پایا، میں نے تمنّا کی کہ میں ان جیسے بہادروں کے درمیان ہوتا، ان میں سے ایک نے مجھے اشارہ کیا اور کہا: چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں اے بھتیجے! تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ وہ بولا: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو

---

(۱) المرجع السابق، كتاب الجنّة، وصفة نعِيمها وأهلها، ر: ۷۲۲۲، صـ۱۲٤٤، ۱۲٤٥.

میں اس سے جُدا نہ ہوں گا، یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی ایک مر جائے، حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: مجھے اس کی بہادری پر بڑا تعجب ہوا!۔

پھر دوسرے نے بھی مجھ سے اسی طرح پوچھا، جب میں نے ابوجہل کو لوگوں کے بیچ دیکھ لیا، تو میں نے ان بچوں سے کہا کہ دیکھو وہ تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پُوچھ رہے تھے! حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں اپنی تلواریں لے کر ابوجہل پر جھپٹ پڑے، اسے مارا حتی کہ قتل کر دیا۔ پھر دونوں بچوں نے نبئ کریم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کو اس بات کی خبر دی، مصطفی جانِ رحمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «أَيُّكُمَا قتلَهُ؟» "تم میں سے کس نے اُسے قتل کیا؟" ان میں سے ہر ایک نے کہا: اسے میں نے مارا ہے، فرمایا: «هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟» "کیا تم نے اپنی تلواریں پونچھ لی ہیں؟" وہ بولے: نہیں، رسول الله صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے ان کی تلواریں دیکھیں تو فرمایا: «كِلَاكُمَا قَتَلَهُ» "تم دونوں نے ہی اُسے قتل کیا ہے!"۔ وہ دونوں حضرات مُعاذ بن عَفراء اور مُعوّذ بن جَمُوح رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا تھے[1]۔

خیال رہے کہ ان دونوں بچوں کا نام مُعاذ یا معوّذ ہے، یہ دونوں حضرات اَخیافی یعنی ماں شریک بھائی ہیں، ان کی والدہ کا نام عَفراء ہے، جن کے ایک خاوند کا نام عَمرو بن جَمُوح ہے، دوسرے خاوند کا نام حارث ہے، لہذا مُعاذ بن عَفراء میں نسبت ماں کی طرف ہے، بعض روایات میں ان دونوں مُعاذوں کو ابنِ عَفراء کہا جاتا ہے، وہ بھی درست ہے کہ دونوں کی نسبت ماں کی طرف ہے[2]۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب فرض الخمس، ر: ٣١٤١، صـ٥٢١، ٥٢٢.

(٢) "اَشعۃ اللمعات" کتاب الجهاد، باب قسمة الغنائم والغلول فيها، فصل ٣، ٣/٤٥١، ملخصًا۔

بیٹا فردَوسِ اعلیٰ میں

رفیقانِ گرامی قدر! اس عظیم معرکے میں جو سعادت مند شہید ہوئے، ان صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو اعلیٰ مقام و مرتبہ حاصل ہوا، حضرت سیّدنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدہ رُبیع بنت بَراء رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہا جو حارِثہ بن سُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ماں ہیں، انہوں نے نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آکر عرض کی: یا نبیَ اللہ! کیا آپ حارِثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں مجھے کچھ بتائیں گے؟ حضرت حارِثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جنگِ بدر کے دن شہید ہوئے تھے، ان کو ایک نامعلوم تیر لگا تھا، اگر وہ جنّت میں ہوں تو میں صبر کروں گی، اور اگر اس کے سوا کوئی اَور بات ہو تو میں ان پر رونے میں پوری کوشش کروں گی۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «يَا أُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الجَنَّةِ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الفِرْدَوْسَ الأَعْلَى»[1] "اے حارِثہ کی ماں! یقیناً جنّت میں بہت سی جنتیں ہیں، اور یقین رکھو کہ تمہارا بیٹا فردَوسِ اعلیٰ میں ہے"۔

سنّتِ اعتکاف

میرے محترم بھائیو! یوں تو رمضان کا پورا مہینہ ہی رحمتیں برکتیں سمیٹنے کا مہینہ ہے، مگر اس کے آخری دس ۱۰ دن پہلے بیس ۲۰ دنوں سے زیادہ اہمیت اور انفرادی شان رکھتے ہیں، ان میں شبِ قدر کو پانے کے لیے اہلِ ایمان اعتکاف بھی کرتے ہیں، اِعتکاف کے لُغوی معنی ہیں دھرنا دینا۔ مطلب یہ کہ معتکِف اللہ تعالی کی بارگاہ میں عبادت پر کمربستہ ہو کر مسجد میں بیٹھ جاتا ہے، اس کی یہی آرزُو ہوتی ہے کہ کسی طرح پروَردگارِ عالَم عَزَّوَجَلَّ مجھ سے راضی ہو جائے۔

---

(۱) "صحيح البخاري" باب مَن أتاه سهم غرب فقتله، ر: ۲۸۰۹، صـ٤٦٥.

رمضان المبارک کی بیس ۲۰ تاریخ کا سورج ڈوبتے ہی سنّتِ اعتکاف کا وقت شروع ہوجاتا ہے، دنیا کے سارے کاروبار چھوڑ کر رمضان کے آخری دنوں میں اللہ تعالی کے قُرب وطاعت کی غرض سے، مَرد حضرات کی مسجد میں اور خواتین کی گھروں میں گوشہ نشینی کا نام اِعتکاف ہے۔

اِعتکاف کی تعریف کرتے ہوئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "مسجد میں اللہ تعالی کی رِضا کے لیے ٹھہرنا اِعتکاف ہے، اور اس کے لیے مسلمان کا عاقل اور جَنابت سے پاک ہونا شرط ہے، بُلوغت شرط نہیں، بلکہ وہ نابالغ جو نماز و مسجد کے آداب کی سُوجھ بُوجھ رکھتا ہے، اگر بنیّتِ اِعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو اُس کا یہ اِعتکاف بھی صحیح ہے۔

علمائے کرام اعتکاف کی اَقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِعتکاف کی تین ۳ قسمیں ہیں: (۱) واجب (۲) سنّتِ مؤکَّدہ (۳) مستحب۔ اگر کسی نے اِعتکاف کی نذر مانی تو اُس پر اِعتکاف واجب ہے، رمضان المبارک میں آخری عشرہ کا اِعتکاف سنّتِ مؤکّدہ علی الکفایہ ہے، واجب اور سنّتِ مؤکَّدہ کے علاوہ اِعتکاف مستحب ہے"[۱]۔

رمَضان کے آخری عشرہ میں اِعتکاف کی فضلیت

برادرانِ اسلام! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ کا ہم اہلِ ایمان پر اِنعام اِکرام اور کرم بالائے کرم ہے، کہ یہ مبارک عشرہ ہمیں نیکیوں اور بھلائیوں میں کثرت کا موقع فراہم کرتا ہے، رمَضان کریم کے آخری عشرہ میں اِعتکاف کیا جاتا ہے۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: «كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ»[۲] "حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا سے پردہ فرمانے تک

---

(۱) "ردّ المحتار" كتاب الصَوم، باب الاعتكاف، ٦/ ٤١٢.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب الصَّوم، باب ما جاء في الاعتكاف، ر: ۷۹۰، صـ۱۹۸.

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اِعتکاف کرتے رہے"۔ اس آخری عشرے میں مسلمان طلبِ ثواب، شبِ قدر کی تلاش اور اس کے حُصول کے لیے بھی اعتکاف کرتے ہیں، نبئ کریم ﷺ ہر سال اعتکاف کیا کرتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہیں: «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ﷻ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُه مِنْ بَعْدِه»[1] "کہ نبئ کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے، یہاں تک کہ اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے، آپ کے بعد آپ کی اَزواجِ مطہَّرات نے بھی اعتکاف کیا"۔

اعتکاف کی برکت

برادرانِ اسلام! غفلت وسُستی چھوڑ کر اس آخری عشرہ میں عبادت وریاضت، ذِکر ودُرود، دعا واِستغفار اور تلاوتِ قرآن کی کثرت کریں، لوگوں سے حُسنِ سُلوک سے پیش آئیں؛ تاکہ گزشتہ دِنوں کی کوتاہیوں کا اِزالہ ہو جائے۔ جو شخص رمضان میں اِعتکاف کرے اُسے کثیر نیکیاں عطا کی جاتی ہیں، حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے: «هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ، وَيُجْرى لَه مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا»[2] "اِعتکاف کی برکت سے بندہ گناہوں سے باز رہتا ہے، اور نیکیوں سے اُسے اِس قدر ثواب ہوتا ہے، جیسے تمام تر نیک کام انجام دینے والا"۔

اِعتکاف کے چند مسائل

جانِ برادر! اِعتکاف کا سارا عشرہ رحمتیں برکتیں سمیٹنے، نیکیوں، بھلائیوں، تلاوتِ قرآن، فرائض ونوافل، صدَقات وخیرات، تراویح وتہجد اور دیگر اعمالِ صالحہ کی

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الاعتكاف، ر: ۲۷۸٤، صـ٤٨٣.
(۲) "سنن ابن ماجه" كتاب الصِيام، باب في ثواب الاعتكاف، ر: ۱۷۸۱، صـ۲۹۷.

کثرت کا عشرہ ہے۔ شبِ قدر کو پانے کے لیے اس عشرے میں اِعتکاف کیا جاتا ہے، لہٰذا اس کے مسائل واَحکام سیکھنا بھی معتکِف حضرات پر لازم ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: «السُنّة عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضاً، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا، وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِـمَا لَا بُدَّ مِنْهُ»[1] "معتکِف کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ کسی مریض کی عِیادت کو جائے، نہ کسی جنازے میں شرکت کرے، نہ کسی عورت کو چُھوئے، نہ اُس کے ساتھ مِلاپ کرے، اور نہ ہی ناگزیر ضروریات کے سوا کسی بھی حاجت کے لیے باہر نکلے"۔

اِعتکاف کے لیے سب سے افضل مقام

عزیزانِ مَن! اعتکاف کے لیے افضل مقام کے بارے میں علمائے کرام فرماتے ہیں: "اِعتکاف کے لیے سب سے افضل مقام مسجدِ حرام ہے، پھر مسجدِ نبوی، پھر مسجدِ اقصی یعنی بیت المقدس، پھر اس جگہ جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔ عَورت کا مسجد میں اِعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی ایک جگہ مقرّر کرکے وہاں اِعتکاف کرے"[2]۔

اعتکاف کا وقت

حضراتِ گرامی قدر! اعتکاف کا وقت بیان کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ جو اِعتکاف کرنا چاہتا ہو، وہ "بیس ۲۰ رمَضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے بنیّتِ اِعتکاف مسجد میں حاضر ہو، اور تیس ۳۰ کے غروب کے بعد یا انتیس ۲۹ کو عید کا چاند

(١) "سنن أبي داود" كتاب الصِيام، باب المعتكف يعود المريض، ر: ٢٤٧٣، صـ٣٥٨.
(٢) "الهندية" كتاب الصَوم، الباب ٧ في الاعتكاف، ١/ ٢١١.

ہونے کے بعد وہاں سے باہر آئے، اگر بیس ۲۰ تاریخ کو بعد نمازِ مغرب اِعتکاف کی نیّت کی، تو یہ اِعتکاف سنّتِ مؤکَّدہ ادا نہ ہوگا۔ رمَضان کا اِعتکاف سنّتِ کفایہ ہے، کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مُطالبہ ہوگا، اور پورے شہر میں کسی ایک نے کر لیا تو سب بریُ الذِمّہ ہو گئے "[1]۔

اعتکافِ سنّت میں روزہ شرط ہے

"اعتکافِ سنّتِ مؤکّدہ میں روزہ شرط ہے، لہٰذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا، مگر روزہ نہ رکھا تو سنّت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا"[2]۔

اِعتکاف میں مسجد سے بلا عُذر نکلنا

عزیزانِ مَن! علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "اِعتکافِ واجب میں معتکِف کو بلا عُذر مسجد سے نکلنا حرام ہے؛ کہ اس سے اِعتکاف ٹوٹ جائے گا، اگرچہ یہ نکلنا بھول کر ہی کیوں نہ ہو۔ یونہی اِعتکافِ سنّت بھی بلا عُذر مسجد سے باہر نکلنے سے ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح عَورت بھی اِعتکافِ واجب ومسنون میں بلا عُذر مقامِ اعتکاف (حجرے) سے نہیں نکل سکتی"[3]۔

اگر معتکِف کو کسی عذر کے سبب باہر جانا ہو، تب بھی حد درجہ احتیاط ضروری ہے، علمائے کرام فرماتے ہیں: "اگر کوئی قضائے حاجت کے لیے باہر گیا اور کسی نے اسے (کسی بات یا کام کے لیے) روک لیا، تو اِعتکاف ٹوٹ گیا"[4]۔

---

(۱) "بہارِ شریعت" اِعتکاف کا بیان، حصّہ ۵، ۱/۱۰۲۱۔
(٢) "ردّ المحتار" كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ٦/ ٤١٥.
(٣) المرجع نفسه، صـ٤١٢.
(٤) "الهندية" كتاب الصوم، الباب ٧ في الاعتكاف، ١/ ٢١٢.

"متعکِف مسجد ہی میں کھائے، پیے اور سوئے، ان اُمور کے لیے مسجد سے باہر گیا تو بھی اِعتکاف ٹوٹ جائے گا"[1]۔

بے نور و بے برکت اعتکاف

جانِ برادر! "معتکِف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑنے سے اعتکاف فاسد تو نہیں ہوتا، مگر بے نور و بے برکت ہو جاتا ہے"[2]۔ لہذا جو بھی اعتکاف کرنا چاہے اسے چاہیے کہ پہلے مسجد میں رہنے کے آداب سیکھے، مسائلِ اعتکاف سے آگاہی حاصل کرے، اور رمضان المبارک کی ان مقدّس ساعتوں کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے شب و روز عبادت میں گزارے، ہنسی مذاق اور فُضول باتوں سے اجتناب کرے، اور اپنی زبان کو ذکر و دُرود سے تَر رکھے!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں صحابۂ کرام کی سیرت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دینِ متین کے لیے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ عطا فرما، اعتکاف کرنے والوں کو اس کی بَرکتیں عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور رمضان المبارک کے صدقے ہماری بخشش و مغفرت فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(١) "ردّ المحتار" كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ٦/ ٤٣٥.

(٢) "الهندية" كتاب الصوم، الباب ٧ في الاعتكاف، ١/ ٢١٣.

آؤ مسجدیں آباد کریں

(جمعۃ المبارک ۷ شوّال المکرم ۱۴۳۹ھ- ۲۲/۰۶/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! مساجد کو مسلمانوں کی عبادت گاہ ہیں، اور یہی وہ مساجد ہیں جہاں سے مسلمانوں کی عظیم جامعات ویونیورسٹیز (Universities) بھی معرضِ وُجود میں آئیں۔ مساجد مؤمن کی پناہ گاہیں، اور متقی وپرہیزگار لوگوں کی پسندیدہ جگہیں ہیں، جہاں مؤمن کا دل اپنے رب کے ساتھ میں لگا رہتا ہے، اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تَر رہتی ہے، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے ارشاد فرمایا: ﴿فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗۙ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۝ رِجَالٌۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ﴾[1] "اللہ تعالی نے جن گھروں کو بلند کرنے کا حکم دیا ہے، اُن میں اُس کا نام لیا جاتا ہے، وہ مرد جنہیں کوئی سَودا اور خرید وفروخت اللہ کی یاد، نماز قائم رکھنے اور زکاۃ دینے سے غافل نہیں

---

(۱) پ۱۸، النور: ۳۶، ۳۷.

کرتا، اُن میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں"۔ مفسّرینِ کرام اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "گھروں سے مراد اللہ تعالی کے گھر ہیں، یعنی مسجدیں، خانۂ کعبہ بھی اس میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکرُ اللہ مسجد میں افضل ہے، اور مساجد بلند کرنا اس طرح کہ ان کی عمارتیں دوسری عمارتوں سے اونچی ہوں۔ نیز مسجدوں کو پاک وصاف رکھا جائے، ان کی تعظیم وتوقیر کی جائے، ان میں دنیاوی کاروبار نہ کیے جائیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے وقت وجگہ میں عبادت کرنا بہت افضل ہے"[1]۔

نمازِ جمعہ کے لیے جلد حاضر ہونا

عزیزانِ محترم! یقیناً اللہ تعالی نے مساجد کو لوگوں کے لیے مَرجع وامان گاہ، اور مؤمن کے لیے راحت وسُکون کی جگہ بنایا ہے، ان کے مناروں سے اللہ تعالی کے ذکر کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، ان کے گوشے گوشے سے پاکیزہ کلام اور نیک کام ربّ تعالی کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں، مساجد میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی تلاوت کی جاتی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کی تعلیم دی جاتی ہے، ان کے منبروں سے علمائے کِرام اپنے خطابات اور وَعظ ونصیحت کے ذریعے لوگوں کی رَہنمائی فرماتے ہیں، خوش نصیب لوگ اللہ تعالی کی طرف سے پکار (یعنی اذان) کے جواب میں جمعۃ المبارک کے دن بھی جلد حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[2] "اے ایمان والو!

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" پ۱۸، النور، زیرِ آیت: ۳۶، صـ۵۶۶، ملخصًا۔

(۲) پ۲۸، الجمعۃ: ۹.

جمعہ کے دن جب نماز کی اذان ہو، تو اللہ تعالی کے ذکر کی طرف دَوڑو! اور خرید وفروخت چھوڑدو! اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے"۔

سب سے عظمت والا گھر

عزیزانِ گرامی قدر! سب سے عظمت والے گھر، اور افضل واعلیٰ جگہ کے بارے میں نبئ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ تعالى مَسَاجِدُهَا»[۱] "اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں"۔

مسجد کی طرف آنے کا ثواب

عزیزانِ مَن! مسجدوں کے کچھ فضائل وآداب بھی ہیں، جن کو پیشِ نظر رکھنا ہم سب پر لازم وضروری ہے، اللہ تعالی مساجد میں آنے والوں کے اجر وثواب کو بڑھاتا ہے، قبیلہ بنی سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ مسجدِ نبوی کے قریب منتقل ہوجائیں، جب یہ بات سرکارِ دوعالم ﷺ کو پہنچی تو مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے ان سے فرمایا: «إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ» "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم لوگ اس مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو!" انہوں نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! ہمارا یہی ارادہ ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ! تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ! تُكْتَبْ آثَارُكُمْ»[۲] "اے بنی سلمہ تم اپنے انہی گھروں میں رہو! تمہارے لیے ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جائے گا"؛ اس لیے کہ مسلمان کو مسجد کی طرف آنے کا بھی ثواب ملتا ہے، تو جو جتنا دُور سے آئے گا اس کے لیے اُتنا ہی زیادہ اجر وثواب ہوگا۔

---

(۱) "صحیح مسلم" کتاب المساجد ومواضع الصلاة، ر: ۱۵۲۸، صـ۲۷۱.

(۲) المرجع نفسه، ر: ۱۵۱۹، صـ۲۶۹.

نیکیوں میں اضافہ

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! جو اپنے گھر سے باوضو ہو کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے آئے، تو جتنے قدم وہ مسجد کی طرف چلے، اللہ تعالی اُتنا ہی اس کی نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے، اور اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنى إِلَّا كَتَبَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَه حَسَنَةً، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى إِلَّا حَطَّ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً، فَلْيُقَرِّبْ أَحَدُكُمْ أَوْ لِيُبَعِّدْ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّى فِي جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَه، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا بَعْضاً وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلّى مَا أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ، كَانَ كَذٰلِكَ، فَإِنْ أَتَى الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلاَةَ، كَانَ كَذٰلِكَ»(۱).

"جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کے لیے نکلے، تو اللہ تعالی اس کے ہر دائیں قدم پر ایک نیکی لکھتا ہے، اور اس کے ہر بائیں قدم پر اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے، اب چاہے تم میں سے کوئی قریب سے آئے یا دُور سے، اگر کوئی مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کرے، تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، اور اگر اس وقت مسجد میں آئے کہ کچھ نماز ہو چکی اور کچھ باقی ہے، تو اس نے جو پائی وہ جماعت سے پڑھ لی، اور جو باقی تھی وہ امام کے بعد مکمل کر لی، تو اُسے بھی اُتنا ہی ثواب ہوگا جتنا پوری جماعت والوں کو، اور اگر کوئی مسجد میں اس وقت آیا کہ لوگ نماز پڑھ چکے تھے، پھر اس نے نماز پڑھی، تو اسے بھی اُتنا ہی ثواب ہوگا"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الصّلاة، ر: ٥٦٣، صـ٩٣.

زیب وزینت کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا

رفیقانِ گرامی قدر! ہم سب پر لازم ہے کہ مساجد کی تعظیم وتوقیر کریں، اور تعظیم وتوقیر میں ان کی حفاظت اور ان کی صفائی ستھرائی کا انتظام بھی ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں محلوں اور آبادیوں میں مساجد بنانے حکم دیاہے۔ انہیں صاف ستھرا اور خوشبودار رکھا جائے؛ کیونکہ صاف ستھرے گھر کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوتے ہیں، اور اس میں لوگوں کو سکون ملتاہے۔ لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ مسجد میں پاک وصاف ہوکر آئے، اچھے کپڑے پہنے ہوں، اور وہ کپڑے ایسے ہوں جو مکمل ستر پوشی کریں، جسم کے وہ حصے منکشِف نہ ہوں جن کے ظاہر ہونے سے نماز ضائع ہوسکتی ہے، اور بہت ہی اچھا ہواگر اچھی اور پاکیزہ خوشبو لگاکر مسجد میں حاضر ہو، مسواک کی سنّت اداکرکے حاضر ہو؛ تاکہ منہ بھی صاف رہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾[1] "اے آدم کی اَولاد! جب مسجد کی طرف آؤ توزینت اختیار کرو"۔ مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ جس قدر ممکن ہو اچھا لباس پہن کر نماز ادا کی جائے، اور مسجد میں اچھی حالت میں آئے، بدبودار کپڑے، بدبودار منہ لے کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے"[2]۔

بدبودار چیز کے ساتھ مسجد میں آنا منع ہے

میرے محترم بھائیو! ہر مسلمان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک وصاف رکھے، کہ ان سے بدبُو نہیں آنی چاہیے، اس بات کا خاص خیال رکھے،

---

(۱) پ۸، الأعراف: ۳۱.

(۲) "تفسیر نور العرفان" پ۸، الاَعراف، زیرِ آیت:۳۱، ص۲۴۴۔

نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا؛ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُو آدَمَ»[۱] "جس نے پیاز، لہسن، یا مُولی جیسی بدبودار چیز کھائی ہو، وہ اس حالت میں مسجد کو نہ آئے؛ کیونکہ جس چیز سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے"۔

مسجدیں اللہ تعالی کی عبادت اور ذکر واَذکار کے لیے ہیں

برادرانِ اسلام! مساجد میں بے کار باتوں سے بچنا بھی مسجد کی تعظیم میں سے ہے؛ اس لیے کہ مسجدیں تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کی جگہیں ہیں، رحمتِ عالمیان ﷺ نے مساجد سے متعلق ارشاد فرمایا: «إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ ﷻ، وَالصَّلَاةِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ»[۲] "یقیناً یہ مسجدیں اللہ تعالی کے ذِکر، نماز اور قرآنِ مجید کی تلاوت کے لیے ہیں"۔

آخرت کا بازار

حضراتِ ذی وقار! مساجد میں خرید وفروخت بھی منع ہے، حضرت سیّدنا عطا بن یَسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے جب کوئی شخص گزرتا جو مسجد میں کچھ بیچ رہا ہو، وہ اسے بلاتے اور اس سے پوچھتے کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ اور تمہارا ارادہ کیا ہے؟ اگر وہ انہیں بتاتا کہ وہ کچھ فروخت کرنا چاہتا ہے تو فرماتے: "دنیا کے بازار میں چلے جاؤ، یہ تو آخرت کا بازار ہے"[۳]۔

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب المساجد ومواضع الصّلاة، ر: ١٢٥٤، صـ٢٢٧.

(٢) المرجع نفسه، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول ...إلخ، ر: ٦٦١، صـ١٣٣.

(٣) "موطّأ الإمام مالك" كتاب قصر الصّلاة في السفر، ر: ٤٢٣، صـ١٠٤.

مسجدوں کو آباد کرنے والے

عزیزانِ محترم! مسجد مسلمانوں کا مقدّس مقام اور عبادت گاہ ہے، قرآنِ پاک میں مسجد کا لفظ تقریباً ستائیس ۲۷ بار آیا ہے، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کا ذکر اس طرح فرمایا: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾[1] "اللہ تعالی کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ تعالی اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکات دیتے ہیں، اور اللہ تعالی کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں"۔

مساجد کو آباد کرنے کا ثواب

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! مسجد کے آداب اور صفائی ستھرائی کے ساتھ ساتھ اسے آباد کرنے کی کوشش بھی ضروری ہے، مسجد اللہ تعالی کا گھر ہے، مساجد کی تعمیر وترقی میں حصّہ لینا کونین کی سربلندی اور صدقۂ جاریہ ہے، مسجد کو آباد رکھنا مسلمانوں کی ذمّہ داری ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ پنج وقتہ نماز مسجد میں ادا کرے، سرکارِ دو جہاں صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم مسجد کو آباد رکھنے کے لیے، یہاں اپنے صحابۂ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُم کو دینی تعلیم دیا کرتے، اور اس کے لیے دینی حلقے لگایا کرتے۔ جو لوگ مساجد آباد کرتے ہیں، مساجد میں مجالسِ ذکر ودُرود کا اہتمام کرتے ہیں، اور مساجد میں قرآن وحدیث سیکھتے سکھاتے ہیں، لوگوں کی تربیت واِصلاح کرتے رہتے ہیں، خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہ ان کے گھروں کو شاد وآباد رکھتا ہے۔

---

(١) پ١٠، التوبة: ١٨.

بے نمازیوں کا انجام

حضراتِ محترم افسوس صد افسوس! رمضان کے بعد حال یہ ہے کہ گویا مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے، ایسا لگتا ہے کہ مسجدیں شاید آئندہ رمضان المبارک کی منتظر ہیں، کہ اب نمازی ایک سال بعد ہی یہاں کا رُخ کریں گے، حالانکہ نمازِ پنج گانہ پورا سال ہی فرض ہیں، صرف رمضان کے ساتھ خاص نہیں، کہ اس کے جاتے ہی مسجد کو خیر آباد کر دیا جائے! بے نمازی کو دونوں جہاں میں خُسران ونقصان کا سامنا ہوگا، نماز نہ پڑھنے والوں کے انجام کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا: ﴿اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ﴿﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ ۟ؕ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿﴾ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَکُ مِنَ الۡمُصَلِّیۡنَ﴾[1] "دائیں طرف والے باغوں میں پُوچھتے ہیں مجرِموں سے: تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟ وہ بولے: ہم نماز نہیں پڑھتے تھے!"۔

شیطان سے بچنے کے لیے ایک مضبوط قلعہ

جانِ برادر! مسجد شیطان سے بچنے کے لیے ایک قلعہ (Fort) ہے، حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن معقل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے: «اَلْمَسْجِدُ حِصْنٌ حَصِيْنٌ مِن الشَّيْطان»[2] "مسجد شیطان سے بچنے کے لیے ایک مضبوط قلعہ ہے"۔ مسجد میں انسان جھوٹ، غیبت، دھوکا، چغلی، رشوت، چوری اور بے حیائی وغیرہ گناہوں سے عموماً باز رہتا ہے، پھر آہستہ آہستہ ان برائیوں سے اپنے آپ کو بچانے کا عادی ہو جاتا ہے۔

---

(١) پ٢٩، المدّثر: ٣٩-٤٣.

(٢) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الزُّهد، ما جاء في لُزوم المساجد، ر: ٣٥٧٥٦، ١٩/ ١٨٨.

محلّوں میں مساجد بنانا

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: «أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ، وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ»[1] "نبئ اکرم ﷺ نے محلّوں میں مساجد بنانے، اور انہیں پاک وصاف رکھنے کا حکم فرمایا"۔ لہٰذا اپنے محلّوں میں مساجد کی تعمیر، اور ان کی آباد کاری کے لیے کوشش کرنا ہمارا فرضِ دینی ہے، اور ہر مسلمان کو اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

مسجد کی اشیاء کو ضائع ہونے سے بچانا

میرے محترم بھائیو! ہمیں اپنی مسجدوں کی عمارت اور اس کی تمام اشیاء کی حفاظت بھی کرنی ہے، مسجد کی چیزیں گلنے سڑنے، اور ضائع وخراب ہونے سے بھی بچانی ہیں؛ کیونکہ مسجد کی دیکھ بھال ایک ایسا نیک عمل ہے جو اللہ تعالی کو بے حد محبوب ہے، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْداً جَعَلَه قَيِّم مَسجد»[2] "اللہ تعالی جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے، تو اسے مسجد کی دیکھ بھال پر مقرّر فرمادیتا ہے"۔ لہٰذا جتنا ہو سکے مسجد کی اشیاء کی حفاظت کی جائے، اسے ضائع یا خراب ہونے سے بچایا جائے؛ کہ یہ بہت اجر وثواب اور ربّ تعالی کا پسندیدہ کام ہے، اور اللہ تعالی کی محبت کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

---

(١) "سنن الترمذي" باب ما ذكر في تَطْيِيبِ المساجد، ر: ٥٩٤، صـ١٥٤.

(٢) "كنز العمّال" حرف الصاد، كتاب الصّلاة من قسم الأقوال، الباب ٥، الفصل ٣، ر: ٢٠٧٤٦، ٧/ ٢٦٦.

قبروں پر مسجد بنانا؟

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ جب نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی اَزواجِ مطہَّرات میں سے بعض نے ایک کَنیسہ کا ذکر کیا، جسے ماریہ کہا جاتا تھا، اور امّہات المؤمنین سیّدہ امّ سلَمہ و سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرزمینِ حبشہ دیکھ چکی تھیں، ان دونوں نے اُس گِرجہ گھر کی خوبصورتی اور وہاں کی تصویروں کا ذِکر کیا، تب حضور سروَرِعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا سرِ اقدس اٹھا کر فرمایا: «أُولَئِك إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِداً، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَةَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الخَلْقِ عِنْدَ اللهِ»[1] "جب اُن لوگوں میں کوئی نیک آدمی مرتا ہے، تو وہ اُس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں، پھر اس میں تصویریں بناتے ہیں، یہ لوگ اللہ تعالی کی مخلوق میں بدترین لوگ ہیں"۔ پہلے زمانے کے راہب عیسائیوں نے گِرجہ گھروں میں اپنے نیک لوگوں کی تصاویر سنبھال رکھی تھیں؛ تاکہ عام لوگ نیکوں کا طرزِ عبادت دیکھ کر خوب عبادت میں مشغول ہوں، بعد میں ان تصاویر کی پرستش شروع ہوگئی[2] لہذا تصاویر کو مساجد سے دُور رکھنا چاہیے۔

مسجد میں نماز کے انتظار کے لیے ٹھہرنا

برادرانِ اسلام! مسجد میں نماز، ذِکر، تلاوتِ قرآن اور نماز کے انتظار کے لیے ٹھہرے رہنا بذاتِ خود ایک اچھا کام ہے؛ کیونکہ نبئ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: «المَلائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ،

---

(١) "صحيح البخاري" باب بناء المسجد على القبر، ر: ١٣٤١، صـ٢١٤.
(٢) "المرقاة" باب التصاوير، الفصل ٣، تحت ر: ٤٥٠٨، ٨/ ٢٨٢.

«اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُه»[1] "جب کوئی اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں، جب تک وہ بے وضو نہ ہو جائے، فرشتے دعا میں کہتے ہیں: یا اللہ! اسے بخش دے، الٰہی! اس پر رحمت فرما، جب تک انسان نماز کے انتظار میں ہے وہ نماز ہی میں ہے"۔

زمین پر اللہ تعالی کے گھر

اسی طرح سیّدنا عَمرو بن میمون اَودی رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بتایا: «إِنَّ المَسَاجِدَ بُيُوتُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، وَإِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ يُكْرِمَ مَنْ زَارَهُ فِيهَا»[2] "مسجدیں رُوئے زمین پر اللہ تعالی کے گھر ہیں، اور جو بھی اللہ تعالی سے ملاقات کے لیے اُس کے گھر حاضر ہو، تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ وہ مہمانوں کی تکریم کرتا ہے!"۔

تعمیرِ مسجد کا اجر وثواب

حضرات محترم! نبیٔ مکرّم ﷺ کا فرمان ہے: «مَنْ بَنَى مَسْجِداً -يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ الله- بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الجَنَّةِ»[3] "جو اللہ تعالی کی رِضا کے لیے مسجد بناتا ہے، اللہ تعالی اس کے لیے ویسا ہی محل جنّت میں تعمیر فرماتا ہے"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ...إلخ، ر: ٦٥٩، صـ١٠٧.

(٢) "شعب الإيمان" باب في الصّلاة، ر: ٢٩٤٣، ٣/ ١١١٨.

(٣) "صحيح البخاري" كتاب الصّلاة، باب من بنى مسجداً، ر: ٤٥٠، صـ٧٨.

جنّت میں مہمان نوازی

میرے محترم بھائیو! سرکارِ اَبد قرار ﷺ نے فرمایا: «مَنْ غَدَا إِلَى المَسْجِدِ وَرَاحَ، أَعَدَّ اللهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ»[1] "جو شخص صبح وشام مسجد میں حاضر ہوتا رہے، وہ جب بھی مسجد جاتا ہے، اللہ تعالی اس کے لیے جنّت میں مہمان نوازی کی تیاری فرماتا ہے"۔

مسجد کے ساتھ قلبی لگاؤ

رفیقانِ ملت اسلامیہ! مسجد میں پابندئ وقت کے ساتھ حاضری دینا اور مسجد سے قلبی لگاؤ رکھنا، انسان کی ہدایت اور بہتری کا باعث ہے۔ بروزِ قیامت جن سات ۷ قسم کے لوگوں کو اللہ تعالی اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا، جس دن اُس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا، ان میں وہ شخص بھی ہے کہ «رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي المسجِدِ»[2] "جس کا دل مسجد کے ساتھ لگا ہوا ہے"۔ امام نَوَوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ "اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مسجد کے ساتھ سخت لگاؤ تھا، اور وہ مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام کرتا تھا"[3]۔

ہمارا نمائندہ نمازی اور دیگر حقوق اللہ کا پاسدار ہو

عزیزانِ گرامی قدر! ہمیں الیکشن (Election) میں بھی ایسے نمائندے منتخب کرنے ہیں، جو مساجد سے وابستہ ہوں، نمازوں اور دیگر حقوق اللہ کے پاسدار

---

(۱) المرجع نفسه، كتاب الأذان، باب فضل من غدا ...إلخ، ر: ٦٦٢، صـ١٠٨.

(۲) "صحيح مسلم" باب فضل إخفاء الصدقة، ر: ٢٣٨٠، صـ٤١٥.

(۳) "شرح صحيح مسلم" فضل إخفاء الصدقة، الجزء ٧، صـ١٢١.

ہوں، حقوق العباد کی اہمیت ووقعت بھی جانتے ہوں، اور دینِ اسلام کے سچے وفادار ہوں۔ ایسے لوگ ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ انہیں اقتدار کے لیے آگے لایا جائے؛ تاکہ وہ ملک وقوم کے لیے بہترین خدمت انجام دے سکیں، اس کے لیے انتخابات (الیکشن ۲۰۱۸ء) میں ایسے ہی خوف خدا والوں کو ووٹ دیا جائے؛ کیونکہ ووٹ کی حیثیت شفاعت یعنی سفارش کی سی ہے، گویا ووٹر (Voter) اپنے نمائندے کی سفارش کررہا ہے کہ میرے نمائندے کو اسمبلی میں سیٹ دی جائے، لہذا سفارش کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد ہر ووٹر کے مدِ نظر رہے: ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾[1] "جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے اُس میں اس کو بھی حصہ ملتا ہے، اور جو بُری سفارش کرتا ہے تو اُس کی بُرائی میں اس کا بھی حصہ ہے"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اچھی سفارش یہی ہے کہ قابل اور دیانتدار آدمی کی سفارش کرے، جو خلقِ خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے، اور بری سفارش یہ ہے کہ نااہل، نالائق، فاسق وظالم کی سفارش کر کے اُس کو خَلقِ خدا پر مسلّط کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹ سے کامیاب ہونے والا امیدوار اپنے پانچ ۵ سالہ دَور میں جو نیک یا بد عمل کرے گا، ہم بھی اس کے کاموں شریک سمجھے جائیں گے، لہذا اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں، نیک صالح امیدواروں کو منتخب کریں، اپنی مساجد کو آباد رکھیں، صاحبِ حیثیت احباب مساجد ومدارس کی تعمیر اور فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزاریں

---

(۱) پ ۵، النساء: ۸۵.

اور ذکر و درود کریں اور تلاوتِ قرآن سے اپنے دل کو منوّر کریں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے علاقوں میں مساجد تعمیر کرنے، اور انہیں ہمیشہ صاف ستھرا اور آباد رکھنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں سچے خدمتگار نمائندے منتخب کرنے کی توفیق نصیب فرما، تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

حکمران کیسے ہوں؟

(جمعۃ المبارک ۲۸ شوّال المکرم ۱۴۳۹ھ - ۱۳/۰۷/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

ایک اچھے حکمران کی بنیادی ذمّہ داری

برادرانِ اسلام! حکومت ومَناصِب سمیت دنیا کی ہر نعمت اللہ تعالی ہی عطا کرتا ہے، اور بندۂ مؤمن ہر حال میں اس بات کا اِقرار بھی کرتا ہے، اسی لیے وہ اپنی ہر صلاحیت واختیار کو اللہ تعالی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے حکمرانوں کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾[1] "اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکات دیں گے، بھلائی کا حکم دیں گے، بُرائی سے منع کریں گے، اور تمام مُعاملات کا انجامِ کار اللہ تعالی کے اختیار میں ہے"۔

---

(۱) پ۱۷، الحجّ: ٤١.

ہر شخص اپنے دائرے میں حاکم ہے

عزیزانِ محترم! اللہ تعالی نے دنیا میں ہر انسان کو مختلف ذمّہ داریاں سونپی ہیں، اور اس سے بروزِ قیامت ان ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: فَالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ، فَهُوَ رَاعٍ عَلَيْهِمْ، وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْؤُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ، وَهُوَ مَسْؤُوْلٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[1].

"تم میں سے ہر شخص حاکم ہے، اور اس سے اس کی رِعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا: تو لوگوں کا حقیقی امیر (١) ایک حاکم ہے، اور اس سے اُس کی رِعایا کے بارے میں سوال ہوگا، (٢) ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم و نگہبان ہے، اور اس سے اس کے اہل وعِیال کے بارے میں سوال ہوگا، (٣) عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر نگہبان ہے، اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا، (٤) غلام (وملازِم) اپنے آقا (مالک) کے مال کا نگہبان ہے، اور اس سے بھی اس بارے میں پوچھا جائے گا، لہذا جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم و نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کی رَعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پُرس ہوگی"۔

چنانچہ یہ امانت اور ذمہ داری ہر مسلمان کی اپنی ذات اور اپنے گھر پر ہے،

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب العِتق، ر: ٢٥٥٤، صـ٤١٢.

بیوی کی اپنے شَوہر کے گھر اور اَولاد پر، حاکم کی رِعایا پر، اور خادم کی اپنے مالک کے مال پر ہے۔ اور قیامت کے دن ہر ایک سے اس کی امانت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

رِعایا کا حق

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی، کہ ان کی رِعایا میں سے ایک جماعت اپنے حکمرانوں کی شکایت کرتی ہے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلایا، جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے کھڑے ہو کر حمد وثناء کے بعد فرمایا: «أيّها النّاس، أيّتها الرعيّة! إنّ لنا عليكم حقّاً، النصيحةُ بالغيب، والمعاوَنة على الخير، أيّتها الرُّعَاةِ! إنّ للرعية عليكم حقّاً، فاعلموا أنّه لا شيءَ أحبُّ إلى الله ولا أعزُّ، من حلمِ إمامٍ ورفقِه. ليس جهلٌ أبغَض إلى الله ولا أغمّ، مِن جهلِ إمامٍ وخرجِه، واعلموا أنّه مَن يأخذ بالعافية فيمن بين ظهريه، يرزق العافيةُ ممّن هو دُونه»[1] "اے لوگو! یقیناً ہمارا تم پر حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو، اور اچھے کاموں میں ہماری مُعاونت کرو! اور اے حاکمو! تم پر بھی رِعایا کا حق ہے، اور یاد رکھو کہ اللہ تعالی کو حکمران کی بُردباری اور نرمی سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ اور عزیز نہیں، اور اللہ تعالی کو حکمران کی جہالت سے زیادہ کسی کی جَہالت ناپسند نہیں۔ سُن لو کہ جو شخص اپنے ماتحت لوگوں کو عافیت میں رکھتا ہے، اسے بھی دوسرے لوگوں سے عافیت ہی پہنچتی ہے!"۔

(۱) "إحياء علوم الدِّين" كتاب ذمّ الغضب والحقد والحسد، ٣/ ١٩٨.

رِعایا کے حقوق پامال کرنے کی سزا

عزیزانِ مَن! مَنصب وحکمرانی ایک امانت ہے، اور اس میں خِیانت کرنے والے کی سزا، بروزِ قیامت جنّت سے محرومی ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «لَا يَسْتَرْعِي اللهُ عَبْداً رَعِيَّةً، يَمُوتُ حِينَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهَا، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ»[۱] "اللہ تعالی جب کسی بندے کو رِعایا کا نگران بناتا ہے، اور وہ اس حال میں مرے کہ اپنی رِعایا کے حُقوق پامال کرتا ہو، تو اللہ تعالی اُس پر جنّت حرام کر دیتا ہے"۔

اچھا حاکم بہت بڑی نعمت ہے

جانِ برادر! اچھا حاکم اللہ تعالی کی ایک بڑی نعمت ہے، جس کے سبب لوگوں کے دِین، جان ومال اور عزّتوں کی حفاظت ہوتی ہے، اس کی بدَولت عوام کی صفوں میں اتحاد قائم رہتا ہے، نیک حاکم کے وُجود سے شہر آباد رہتے ہیں، نیک حاکم بندگانِ خدا کے مسائل کے حل کے لیے مختلف ادارے قائم کرتا ہے، جن سے امن وامان کا قیام اور حق کا بول بالا ہوتا ہے، عدل وانصاف قائم رہتا ہے، جس کی بہترین جزا اُسے قیامت کے دن اللہ تعالی عطا فرمائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَقْرَبُهُمْ مِنْهُ مَجْلِساً، إِمَامٌ عَادِلٌ»[۲] "قیامت کے دن اللہ تعالی کی بارگاہ میں زیادہ مقرَّب ومحبوب، انصاف کرنے والا حاکم ہو گا"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ٣٦٤، صـ٧٣.

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند أبي سعيد الخُدري، ر: ١١٥٢٥، ٤/ ١١١.

عادل حاکم عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہے

رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الإِمَامُ الْعَادِلُ ...»[1] "بروزِ قیامت جب کوئی سایہ نہیں ہوگا، سات ے قسم کے لوگوں کو اللہ تعالی اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا: (ان خوش نصیبوں میں سے ایک) عدل وانصاف کرنے والا حاکم بھی ہے" ...۔

میرے محترم بھائیو! ہمارے وطنِ عزیز پاکستان میں بھی عدل وانصاف ایسے ہی حاکم کی بدَولت قائم ہوگا، جس کی تصدیق اللہ تعالی کا یہ فرمانِ عالی شان کرتا ہے: ﴿وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾[2] کہ "جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو!"۔

حاکمِ اسلام کے سبب شعائرِ اسلام کی بھی حفاظت ہوتی ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «السُّلْطَانُ ظِلُّ اللهِ فِي الأَرْضِ»[3] "حاکمِ اسلام زمین میں اللہ کی رحمت کا سایہ ہے"۔ اور ایسے عادل حاکم کے لیے رِعایا کے دلوں سے بھی دعا نکلتی ہے، جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی: «اللَّهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئاً، فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ»[4] "اے اللہ! جو کوئی میری امّت پر والی (حاکم) مقرّر ہو، اور وہ اِن کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، تو تُو بھی اُس پر نرمی فرما!"۔

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ...إلخ، ر: ٦٦٠، صـ١٠٧.

(٢) پ٥، النساء: ٥٨.

(٣) "السُنّة" لابن أبي عاصم، باب في ذكر فضل تعزير ...إلخ، ر: ١٠٢٤، ٢/ ٤٩٢.

(٤) "السنن الكُبرى" للبَيهقي، كتاب السِير، باب ما على الوالي من أمر الجيش، ٩/ ٤٣.

بہترین پیشوا (حکمران)

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! ہم میں سے کوئی حاکم ہو یا محکوم، ہر ایک کو اللہ تعالی سے ڈرنا چاہیے، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور چاہیے کہ اس کے اَحکام کی پیَروی، اس کی نعمتوں اور احسانات کا شکر، اور اپنے نیک حکمرانوں کے لیے دعائے خیر کرتے رہیں، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: «خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ، وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ»[۱] "تمہارے بہترین پیشوا (حکمران) وہ ہیں، جن سے تم محبت کرتے ہیں اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں، وہ تمہارے لیے دعا کرتے ہیں اور تم اُن کے لیے دعا کرتے ہو" یعنی وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں، اور تم اُن کے لیے دعا کرو۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ ایسے نمائندوں کا انتخاب کرے، جو عوام سے محبت کرتے ہوں، ان کے خدمتگار ہوں، اور عوام بھی ان سے دلی محبت کے جذبات رکھتی ہو، لہذا اپنا ووٹ (Vote) دیتے وقت نمائندے کی دِینی، ملکی آئین وقوانین کی پاسداری کو بھی پرکھا جائے، کہ کہیں وہ دین وملک کا دشمن اور غدّار تو نہیں! بالخصوص کہیں آئینِ مملکتِ خداداد پاکستان کی متفقہ اسلامی شِقوں کا مخالف وانکاری تو نہیں!۔

سب سے اہم کام نماز کی ادائیگی ہے

حضرت سیّدنا نافع رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، حضرت امیر المؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے مختلف علاقوں میں اپنے گورنروں کو لکھ بھیجا: «إِنَّ أَهَمَّ

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الإمارة، باب خيار الأئمة وشرارهم، ر: ٤٨٠٤، صـ٨٣٣.

أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا، حَفِظَ دِينَه، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِـمَا سِوَاهَا أَضْيَع»(۱) "تمہارے سب کاموں سے اہم ترین میرے نزدیک نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی، اسے وقت پر ادا کیا، اُس نے اپنا دِین محفوظ کرلیا، اور جس نے اسے ضائع کیا، وہ اس کے علاوہ دیگر کاموں کو تو اَور بھی زیادہ ضائع وبرباد کرے گا!"۔ لہذا بے ایمانوں، بے نمازیوں، بدمُعاشوں، شرابیوں، زانیوں اور علی الاِعلان فِسق وفُجور میں ملوّث امیدواروں کو، اپنا ووٹ دے کر اسمبلیوں کی زینت نہ بننے دیں؛ کہ بعد میں حسرت وپشیمانی ہو!!۔

دعا

اے اللہ! ہمارے حُکّام کو رِعایا کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما! ہمیں نیک صالح حکمراں عطا فرما، الیکشن کے وقت اچھے اور دیندار امیدواروں کو منتخب کرنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبَیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) "المَوطّأ" كتاب وقوت الصّلاة، باب وقوت الصلاة، ر: ٦، صـ١٣.

ووٹ کی شرعی حیثیت

(جمعۃ المبارک ٦ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ - ۲۰/۰۷/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

ووٹ کی اصطلاح

برادرانِ اسلام! ووٹ (Vote) جُمہوری دَور کی اصطلاح ہے، عہدِ رسالت مآب ﷺ وخلافت راشدہ اور بعد کے اَدوار میں ہمیں "بیعت" کی اصطلاح ملتی ہے، جو قرآن وحدیث میں بھی مذکور ہے۔ عہدِ رسالت میں مختلف مواقع پر بیعت کی مختلف صورتیں رہیں: (۱) مُحرَّمات ومُنکَرات کے ترک کرنے، اور مامورات پر عمل کرنے سے متعلق بیعت، جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[1]

---

(۱) پ۲۸، الممتحنة: ۱۲.

"اے نبی! جب مسلمان عورتیں اس پر بیعت کرنے کو تمہارے حضور حاضر ہوں، کہ اللہ تعالی کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری، نہ اپنی اَولاد کو قتل کریں گی، نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اٹھائیں، اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی، تو ان سے بیعت لو اور اللہ تعالی سے ان کی مغفرت چاہو! یقیناً اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے"۔

(۲) جہاد کے موقع پر "بیعت علی الجہاد"، جیسے یزید بن ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا سلَمہ بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا، کہ صلحِ حدیبیہ کے دن آپ لوگ کس چیز پر بیعت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: «عَلَى المَوْتِ»[1] "موت پر"۔

نصیحت مسلمانوں کو فائدہ دیتی ہے

جانِ برادر! آج کل مُعاشرے کے کثیر اَفراد فکرِ آخرت، اور اللہ ورسول کی اِطاعت سے خود کو مطلقاً آزاد سمجھتے ہیں، اور اس حالت میں اُن کے سامنے قرآن وحدیث کے اَحکام پیش کرنا بھی بے سُود معلوم ہوتا ہے، لیکن اسلام کا یہ بھی اعجاز ہے کہ مسلمانوں کی پوری جماعت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوتی، ہر زمانے میں اور ہر جگہ کچھ لوگ حق پر ضرور قائم رہتے ہیں، جن کو اپنے تمام تر مُعاملات میں حلال وحرام کی تمیز، اور اللہ ورسول کی رِضا جُوئی پیشِ نظر رہتی ہے!۔

نیز قرآنِ کریم کا یہ بھی ارشاد ہے: ﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[2] کہ "آپ نصیحت کی بات کہتے رہیں؛ کیونکہ نصیحت مسلمانوں کو نفع

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المَغازي، باب غزوة الحدَيبية، ر: ٤١٦٩، صـ٧٠٨.

(۲) پ۲۷، الذاريات: ٥٥.

پہنچاتی ہے"؛لہٰذا مُناسب معلوم ہوا کہ انتخابات کے اس موقع کی مناسبت سے، ووٹ کی شرعی حیثیت اور اُس کی اہمیت کو قرآن وسنّت کی رُو سے واضح کیا جائے؛ تاکہ بندگانِ الٰہی کو نصیحت ہو، اور اس مُعاملہ میں بھی راہِ راست پر گامزن رہیں۔

ووٹ سے متعلق اسلامی نقطۂ نظر

عزیزانِ گرامی قدر! ہمارا ملک اسلامی جُمہوریہ پاکستان ہے، اور اس کی تقریبًا۹۷ فیصد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے، پاکستان کے آئین کے مطابق اس ملک کا کوئی قانون اسلام کے مُنافی نہیں ہو سکتا، ایک جُمہوری ملک (Democratic Country) ہونے کے ناطے ووٹ (Vote) کو پاکستان میں بڑی اہمیت حاصل ہے، الیکشن (Election) میں ووٹ کے ذریعے عوام نمائندوں کو منتخب کرتے ہوئے، اپنا پیارا ملک ان کے حوالے کر دیتے ہیں، لیکن اپنے ووٹ کے استعمال سے پہلے ان نمائندوں کی اَہلیت، قابلیت اور ملک چلانے کی صلاحیت کے بارے میں غور وفکر نہیں کیا جاتا، بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون ہمارے ووٹ کی کتنی قیمت لگا رہا ہے۔ ووٹ کی یہ قیمت رقم کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے، اور گلی، نالی، بجلی، پانی، گیس اور تھانے کچہری کے مسائل حل کرنے کے وعدے، یا پھر کسی شخصی تعلق کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے، قیمت جیسی بھی ہو، ہم نے تو اپنا ووٹ بیچنا ہی ہوتا ہے!۔

جبکہ ووٹ کو اگر اسلامی وشرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اس کی مختلف حیثیتیں ہیں: **(۱) شہادت:** شہادت کے معنی گواہی دینا ہے، یعنی جب آپ کسی امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں، تو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ ایک اچھا انسان ہے، نہ تو وہ خود چور وڈاکو، زانی یا شرابی یا بے نمازی ہے، اور نہ ہی اس طرح کے کرپٹ اَفراد سے

اس کا کوئی تعلق ہے۔ آپ اپنے ووٹ کے ذریعے اس کے صادق وامین ہونے کی گواہی دے کر اسے کامیاب کرانا چاہتے ہیں، اسے اسمبلی کا ممبر بنانا چاہتے ہیں۔ قرآن مجید میں گواہی سے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾[1] "اے ایمان والو! تم انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والے! (محض) اللہ تعالی کے لیے گواہی دینے والے ہو جاؤ! خواہ (وہ گواہی) خود تمہارے اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے ہی خلاف کیوں نہ ہو!"۔

(۲) شفاعت: یعنی سفارش کہ ووٹر امیدوار کی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے، لہذا سفارش کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد، ہر ووٹر کو ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیے: ﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا﴾[2] "جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے اُس سے اِس کو بھی حصہ ملتا ہے، اور جو بُری سفارش کرتا ہے تو اُس کی بُرائی میں اِس کا بھی حصہ ہے"۔

قطع نظر اس سے کہ مطلق جُمہوریت (Democracy) کی شرعی حیثیت کیا ہے! جدید دَور میں مختلف سَطح کے قانون ساز اداروں کے اراکین، وزراء اور صدر کا انتخاب ووٹ کے ذریعے ہی ہوتا ہے، بعض مَناصب کے انتخابات بالواسطہ اور بعض کے بلاواسطہ ہوتے ہیں، اور ووٹر کے لیے کم از کم عمر کی شرط بھی ہوتی ہے، جبکہ تعلیم یا صداقت ودِیانت کی کوئی شرط نہیں ہوتی، عام انتخابات میں ہر ادنیٰ واعلیٰ، عالم وجاہل، دیانتدار اور بددیانت کی رائے کا وزن برابر ہوتا ہے۔

(۱) پ۵، النساء: ۱۳۵.
(۲) پ۵، النساء: ۸۵.

(۳) ووٹ کی حیثیت **"قضا"** یعنی فیصلہ (Judgement) کی طرح ہے، کہ اگر ووٹر اپنے فیصلے میں خِیانت سے کام لیتا ہے، تو جان لینا چاہیے کہ اس بارے میں سخت وعید آئی ہے، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں، تاجدارِ ختمِ نبوّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَنِ اسْتَعْمَلَ عَامِلاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ فِيهِمْ أَوْلَى بِذَلِكَ مِنْهُ، وَأَعْلَمُ بِكِتَابِ الله وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ، فَقَدْ خَانَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَجَمِيعَ الْمُسْلِمِينَ»[1] "اگر صاحبِ اختیار نے یہ جاننے کے باوُجود کہ (منصب کے لیے) کتابُ اللہ اور سنّتِ نبی کا زیادہ علم رکھنے والا بہتر شخص موجود ہے، کسی (جاہل وخائن) کو عامل بنایا، اس نے اللہ ورسول اور تمام مسلمانوں سے خِیانت کی"۔

لہذا جب ووٹرز (Voters) کے پاس منصبِ قضا (Judgement) آئے اور وہ عدل پر مبنی فیصلے نہ کریں، تو اُن کا یہ توقُّع رکھنا عبث ہوگا کہ جس امیدوار کے بارے میں انہوں نے فیصلہ کرتے وقت ظلم کیا ہے، وہ عدل کا علمبردار ہوگا! اور ایسی توقُّع بَبول (کِیکَر) کے درخت سے گلاب کے پھولوں یا انگور کے خوشہ کی تمنّا کرنے کے مترادِف ہے۔

ووٹ کی خاطر علماء ومشائخ کا ناجائز اثر ورُسوخ

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ أُنَاساً مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَقُولُونَ: نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ، وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِينِنَا، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ، كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ، كَذَلِكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ

---

(١) "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب آداب القاضي، ١٠/ ١١٨.

قرْبِهِمْ إِلَّا الْخَطَايَا»[1] "میری امّت کے کچھ لوگ علمِ دین سیکھیں گے، قرآن پڑھیں گے، اور کہیں گے کہ ہم حکمرانوں کے پاس جائیں، ان سے دنیا لے آئیں، اور اپنا دِین اُن سے بچا لائیں! لیکن ایسا نہیں ہو پائے گا، جیسے بَبول کے درخت سے کانٹے ہی چُنے جاتے ہیں، ایسے ہی فاجر اُمراء کے قرب سے خطائیں چُنی جائیں گی"۔ یعنی بعض علماء وقرّاء حضرات نفسانی لالچ کی خاطر، اور مال وعزّت حاصل کرنے کے لیے، فاسق وفاجر اُمراء وحُکّام کے پاس محض دنیا کی غرض سے آمد ورفت اور نشست وبرخاست رکھیں گے!۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فاسق اور بے دِین اُمراء مراد ہیں، ان کے پاس علماء کا جانا دین کے لیے خطرناک ہے؛ کہ وہ ان سے اپنی مرضی کے مطابق غلط فتوے حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ آج ہمارے زمانے میں بھی دیکھا جارہا ہے، کہ فُسّاق مالدار انتخاب کے موقع پر ووٹ کے لیے علماء ومشایخ کے اثر ورُسوخ کا ناجائز استعمال کرتے ہیں، جبکہ دیندار اُمراء کے پاس دینی فائدے کے لیے علماء کا جانا جائز بلکہ بہت مفید ہے۔

حضرت سیّدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام عزیزِ مصر کے افسرِ اَموال (وزیرِ خزانہ) رہے، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی برکت سے عزیزِ مصر کو ایمان نصیب ہوا اور دنیا کو قحط سے امان ملی۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے شاگرد امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ خلیفہ ہارون الرشید کے دَور میں قاضِی القُضاۃ (اسلام کے سب سے اوّل چیف جسٹس) رہے، آپ علیہ الرحمۃ

---

(١) "سنن ابن ماجه" مقدّمة المؤلِّف، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ر: ٢٥٥، صـ٥٢. و"مسند الشاميّين" للطَبَراني، ما انتهى إلينا من مسند أبي شَيبة ...إلخ، ر: ٢٥٥٦، ٣/ ٤٠٥.

کی برکت سے خلیفہ کو تقوی نصیب ہوا، اور دنیا علم سے مالا مال ہو گئی۔ اور یہ شواہد اُس حدیث پاک کے خلاف ہرگز نہیں"[۱]۔

حضرت ابو سَماح اَزدی اپنے چچازاد بھائی، صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت سیّدنا امیرِ مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: «مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئاً ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهُ دُونَ المِسْكِينِ، أَوِ المَظْلُومِ، أَوْ ذِي الْحَاجَةِ، أَغْلَقَ اللهُ دُونَهُ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ عِنْدَ حَاجَتِهِ وَفَقْرِهِ أَفْقَرَ مَا يَكُونُ إِلَيْهِ»[۲] "جو لوگوں کے کسی مُعاملے کا والی بنایا جائے، پھر اس نے مسکین یا مظلوم یا حاجتمند پر اپنا دروازہ بند کر لیا، تو اللہ تعالی اس کی محتاجی اور فقیری کے وقت اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر لے گا، جبکہ اسے ان سے سخت محتاجی ہو گی"۔

"یعنی جب ایسے بادشاہ کو لوگوں کے تعاوُن کی ضرورت ہو گی، تب اللہ تعالی اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر لے گا، اس طور پر کہ لوگ اس کی مدد نہیں کریں گے۔ اگر کسی کو اس حدیث پاک کی عملی تصویر دیکھنی ہو، تو ہمارے زمانے میں الیکشن کے وقت ووٹ کی بھیک مانگنے والوں کا حال دیکھ لے"[۳]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! برسہا برس سے انتخابات میں ہمارے لوگ، زانیوں، شرابیوں، بدمعاشوں اور لٹیروں کو ووٹ دے کر، اعلیٰ مَناصب اور

---

(۱) "مرآۃ المناجیح" کتاب العلم، تیسری فصل، زیرِ حدیث: ۲۶۲، ۱/۲۰۷، ملخصًا۔
(۲) "شُعب الإيمان" ٤٩- باب في طاعة أولي الأمر، ر: ٧٣٨٤، ٦/ ٢٥٠٥.
(۳) "مرآۃ المناجیح" باب ما علی الوُلاۃ من التیسیر، تیسری فصل، زیرِ حدیث: ۳۶۲۷، ۵/۶۲۷۔

عہدوں تک پہنچا کر آزماتے رہے، مگر انہوں نے ملک وقوم کی کوئی خاص خدمت نہیں کی، بلکہ عوام اور قومی خزانے لُوٹ لُوٹ کر عیاشیاں کرتے رہے، جب اقتدار واختیارِ حکومت اکثر ایسے ہی لوگوں کے ہاتھ میں رہا جو اِقامتِ دین اور رِعایا پروَری کے مُعاملے میں نااہل قرار دیے جاچکے ہیں، تو ایسے آزمائے ہوؤں کو دوبارہ ہرگز ووٹ نہ دیں، بلکہ محض حضور اکرم ﷺ کے دین کو تخت پر لانے، ناموسِ رسالت کی حفاظت کرنے، ختمِ نبوّت پر پہرہ دینے، اور رِعایا کی خدمت کرنے کی نیّت سے دین وملّت کا صحیح درد رکھنے والے باصلاحیت وباکردار افراد کو ووٹ دے کر، اسمبلیوں تک پہنچانے کی پوری کوشش کریں، اور ملک وقوم کو دینی ودنیوی نقصانات سے بچائیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات اور سازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خون ریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما، اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، اور ان خدمات کے لیے ہمیں اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرتے ہوئے اچھے نمائندے منتخب کرنے کی سعادت عطا فرما، وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کے درَجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

ماحولیات کی حفاظت

(جمعة المبارک ۱۳ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ - ۲۷/۰۷/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

ماحولیات کی نگہبانی اور حفاظت

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے اسلام کواِن قواعد ومَبادی کا مجموعہ بنایا ہے، جن سے انسان کی راہیں اُس کے اِرد گرد ماحول کے ساتھ باہمی مُعاملات میں مضبوط ہوں، نیز انسان کو اپنے ماحول کی نگہبانی اور حفاظت کا حکم بھی دیا، اللہ تعالی نے ہمیں اپنی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اِسراف اور فُضول خرچی سے بھی منع فرمایا ہے، اور ماحولیاتی وسائل میں اِسراف تواُن وسائل کو تباہ وبرباد کرنے کے متراِدف ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾(۱) "کھاؤ اور پیو، اور فُضول مت اُڑاؤ! یقیناً فضول خرچ اللہ تعالی کو پسند نہیں"۔ سروَرِ عالَم ﷺ نے بھی فُضول خرچی سے منع فرمایا ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ حضرت

(۱) پ۸، الأعراف: ۳۱.

سیّدنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے گزرے تو وہ وضو کر رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مَا هَذَا السَّرَفُ؟!» "یہ کیا اِسراف ہے؟" حضرت سعد نے عرض کی: کیا وضو میں بھی اِسراف ہے؟ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهرٍ جَارٍ»[1] "ہاں، اگرچہ تم بہتی نہر پر ہی کیوں نہ ہو!"۔

دینِ اسلام نے فساد سے منع فرمایا ہے

عزیزانِ محترم! ماحول کو خوشگوار و پُرامن رکھنے کے لیے اسلام نے فساد سے منع فرمایا ہے؛ اس لیے کہ اس بُرائی کے بہت نقصانات ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ﴾[2] "زمین میں فساد نہ چاہو، یقیناً اللہ تعالی فسادیوں کو پسند نہیں فرماتا"۔ ایک اَور مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾[3] "اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ! اِس میں تمہارا بھلا ہے اگر ایمان لاؤ"۔

ماحولیاتی صفائی ستھرائی

جانِ برادر! نبئ کریم رؤف ورحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پانی کی حفاظت کے پیشِ نظر اس میں گندگی ڈالنے سے منع فرمایا؛ کہ پانی زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اسی طرح حضور نبئ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بدن، لباس، کھانے پینے کی چیزوں، سڑکوں اور گھروں کی صفائی ستھرائی کا بھی تاکیداً حکم فرمایا ہے، اور پاکیزگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے،

---

(۱) "سنن ابن ماجه" كتاب الطهارة، باب ما جاء في القصد ...إلخ، ر: ٤٢٥، صـ٧٩.

(۲) پ٢٠، القصص: ٧٧.

(۳) پ٨، الأعراف: ٨٥.

سرورِ کونین ﷺ نے کھانے پینے کی چیزوں سے متعلق محافظت پر تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «أَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ الله، وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ الله»[۱] "اللہ تعالی کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا منہ بند کرو! اور اللہ تعالی کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو!"۔

ماحولیاتی ہریالی

عزیزانِ مَن! تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ نے درخت لگانے کی ترغیب دلاتے ہوئے اس کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا: «إِنْ قَامَتْ عَلَى أَحَدِكُمُ الْقِيَامَةُ، وَفِي يَدِهِ فَسْلَةٌ، فَلْيَغْرِسْهَا»[۲] "اگر تم میں سے کسی پر قیامت قائم ہو، اور اُس کے ہاتھ میں کوئی پودا ہو، تو چاہیے کہ اس حالت میں بھی اُسے لگا دے"۔ یہ ماحولیاتی ہریالی کو وسعت دینے اور زمین کو صحراء بننے سے بچانے پر تاکید ہے۔

درخت لگانے کا اجر وثواب

عزیزانِ گرامی قدر! سرکارِ دو عالَم ﷺ درخت لگانے کا اجر وثواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْساً، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعاً، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ»[۳] "جو مسلمان کوئی پودا یا درخت لگائے، یا کھیتی کاشت کرے، اور کوئی پرندہ، انسان یا جانور اُس میں سے کھائے، تو وہ لگانے والے کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے"۔

---

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الأشربة، ر: ٥٢٥٠، صـ٩٠٠.

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك، ر: ١٢٩٠١، ٤/ ٣٦٧.

(۳) "صحيح مسلم" باب فضل الغرس والزرع، ر: ٣٩٦٨، صـ٦٧٩.

مضرِ صحت اسباب

حضراتِ گرامی قدر! دینِ اسلام نے انسان کی نفسیات اور صحت پر منفی اثرات مرتَّب کرنے والے اسباب سے خلاصی کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا ہے، جیسے گاڑیوں کے ہارن (Horns)، یا ٹیپ ریکارڈرز (Tape Recorders) وغیرہ کی بلند آوازوں کا شور انسانی سماعت کو کمزور کرتا، اور ذہنی تناؤ کا سبب بنتا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾[1]

"اپنی آواز کچھ پست کرو! یقیناً سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی ہے"۔

یہ ہیں اسلام کے وہ بعض ضابطے جو ماحولیات کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں، اب غور اس بات پر کرنا ہے کہ کیا آج ہم ان ضوابط کو اختیار کیے ہوئے ہیں؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج ہمارے مُعاشرے میں ماحولیاتی مشکلات شدّت اختیار کرتی جا رہی ہیں، جو اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ بَشریت کے فائدے کے لیے دینِ اسلام کی اِن روشن تعلیمات کو اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔

نعمت کو خراب کرنا

عزیزانِ محترم! خوبصورت ماحول اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، ہم پر لازم ہے کہ اس پر بھی اللہ تعالی کا شکر بجالائیں، اور ادائے شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس نعمت کی حفاظت وبہتری کے لیے کوشش کریں؛ تاکہ یہ بغیر مشکلات کے خدمتِ بَشریّت ہو جائے، بلاشبہ اللہ تعالی نے کسی نعمت کو خراب کرنے والے کی سخت گرفت کا وعدہ فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ

---

(۱) پ ۲۱، لقمان: ۱۹.

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾[۱] "جو اللہ تعالی کی آئی ہوئی نعمت کو خراب کرے، تو یقیناً اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

آبی ماحول کی حفاظت

حضراتِ ذی وقار! بلاشبہ دینِ اسلام نے آبی ماحول کی بھی حفاظت کا حکم فرمایا ہے، جیسے نہروں، کنوؤں اور چشموں میں گندگی یا نجاست ڈالنے، یا قضائے حاجت کر کے انہیں گندا کرنے سے منع فرمایا، اسی طرح اس میں سے پینے والے، یا نہانے والے کو تکلیف دینے سے بھی منع فرمایا؛ تاکہ انسان پانی کے فوائد سے محروم نہ ہو جائے، چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ المَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ»[۲] "تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے! کہ پھر اُسی سے غسل کرے گا"۔

لعنت وملامت کے اسباب

جانِ برادر! اسلامی تعلیمات نے ہمیں راستوں اور درختوں کے سایہ میں قضائے حاجت سے منع فرمایا ہے؛ کہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ» "لعنت کے اسباب سے بچو!" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے پوچھا: یا رسول اللہ! لعنت کے اسباب کیا ہیں؟ مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ فِي ظِلِّهِمْ»[۳] "جو شخص لوگوں کے راستے یا سائے میں بیٹھنے کی جگہ پر

---

(۱) پ۲، البقرة: ۲۱۱.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الوضو، باب البول في الماء الدائم، ر: ۲۳۹، صـ٤٤.

(۳) "صحيح مسلم" كتاب الطهارة، باب النهي عن التخلي ...إلخ، ر: ٦١٨، صـ١٢٧.

قضائے حاجت کرے" یعنی یہ فعل لعنت وملامت کا سبب ہے۔

بلاضرورت درخت کاٹنا

حضراتِ گرامی قدر! اسلام نے ہمیں راستے کی حفاظت اور اُس کی صفائی ستھرائی کا حکم دیا ہے، اور جب تک کسی درخت کے باقی رکھنے میں لوگوں کا فائدہ ہو، اُسے اکھاڑنے یا جلانے سے منع فرمایا ہے؛ تاکہ لوگ اُس کے سائے یا پھلوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں، حضور نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً، صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ»[1] "جس نے بیری کا درخت کاٹا، اللہ تعالی اُسے سَر کے بَل جہنّم میں ڈالے گا"۔

راستے سے تکلیف دہ چیز دُور کرنا

میرے محترم بھائیو! مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے اچھے ماحول کی بقاء پر قابو پانے کے لیے، اس کی صفائی ستھرائی اور گندگی سے حفاظت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے، اسی خاص اہتمام کے سبب رحمتِ عالمیان ﷺ نے صفائی کو ایمان کا ایک حصہ شمار کرتے ہوئے، گزر گاہوں کو صاف رکھنے کے لیے ان سے تکلیف دہ چیزوں کو دُور کرنے کا حکم فرمایا: «الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ، أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ»[2] "ایمان کے ستّر۷۰ یا ساٹھ۶۰ شعبے ہیں، جن میں سب سے افضل لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کہنا ہے، اور سب سے اَدنی شُعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے"۔

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في قطع السدر، ر: ۵۲۳۹، صـ۷۳۵.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الإيمان، ر: ۱۵۳، صـ۳۹.

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! لفظ "تکلیف دہ" عام ہے، اس میں ہر وہ تکلیف داخل ہے جس سے لوگوں کو پریشانی ہو، اس کے اِزالہ اور اُس سے خلاصی کا مسلمان کو حکم دیا گیا، نبئ کریم ﷺ نے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنے کو گناہوں کی مغفرت کے اسباب میں سے ایک اہم سبب قرار دیا ہے، جس پر آپ ﷺ کا یہ فرمان واضح دلیل ہے: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ»[۱] "ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ کانٹے دار شاخ راستے میں پائی تو اُسے ہٹا دیا، اللہ تعالی نے اُس کے عمل کو قبول فرما کر اُس کی مغفرت فرما دی"۔ گویا یہ عمل جنّت میں داخلے کا ایک آسان ذریعہ ہے۔

نسلِ انسانی اور کھیتیوں کو برباد کرنے کی کوشش

جانِ برادر! اسلام نے نسلِ انسانی کے ساتھ ساتھ فصلوں کو اُجاڑنے، اور پیڑ پودوں کو برباد کرنے سے بھی منع کیا ہے، اور اسے زمین میں فساد پھیلانے سے تعبیر کیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾[۲] "جب وہ لَوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی، اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور اللہ تعالی فساد کو ناپسند کرتا ہے"۔

گھر کے صحن اور اِرد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! دینِ اسلام نے ماحولیات کی حفاظت، راستوں، گلیوں اور سڑکوں کی صفائی، اور گھروں کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے،

(۱) "صحيح مسلم" كتاب الإمارة، باب بيان الشهداء، ر: ٤٩٤٠، صـ٨٥٦.
(۲) پ۲، البقرة: ۲۰۵.

حضور رحمتِ عالَم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے: «إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ، كَرِيمٌ يُحِبُّ الكَرَمَ، جَوَادٌ يُحِبُّ الجُودَ، فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِاليَهُودِ»[1] "اللہ تعالی اچھا ہے اچھوں کو پسند کرتا ہے، پاک ہے پاکی وصفائی کو پسند کرتا ہے، مہربان ہے مہربانی کو پسند کرتا ہے، سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے، تو اپنے گھر کے صحن اور اِرد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھو اور یہود کی مُشابہت اختیار نہ کرو!" لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اِرد گِرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں، ماحول کو آلُودہ ہونے سے بچائیں، راستے میں آتے جاتے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دیا کریں، پیڑ پودوں کو نقصان نہ پہنچائیں، پینے کا پانی گندا نہ کریں اور ماحولیاتی آلُودگی پھیلانے کا سبب نہ بنیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اپنے اِرد گرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کی توفیق عطا فرما، ماحولیاتی آلُودگی پھیلانے سے بچا، اپنے وطن کو صاف ستھرا رکھنے کی توفیق عطا فرما، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(١) "سنن الترمذي" كتاب الأدب، باب ما جاء في النَّظافة، ر: ٢٧٩٩، صـ٦٣١.

یومِ عرَفہ اور عیدِ قرباں

(جمعۃ المبارک ۰۵ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۸/۰۸/۱۷ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

یومِ عرَفہ

برادرانِ اسلام! یومِ عرَفہ ذی الحجّہ کی ۹ تاریخ کو کہتے ہیں، تمام دنوں میں جمعۃ المبارک کا دن، اور سال بھر کے دنوں میں عرَفہ کا دن تمام ایام میں افضل واعلیٰ ہے۔ عرَفہ کا وہ دن جس میں جمعۃ المبارک بھی ہو، وہ اَور بھی زیادہ افضل ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے اِن مقدّس ایام میں عبادات کی کثرت، اور ان دنوں کے احترام کی خصوصی تعلیم فرمائی ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اِن مقدّس ایام میں عبادت کا خوب اہتمام فرمایا، اِن مبارک ایام کو خوشی اور عید کے طور پر منایا، اسی دن خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے دینِ اسلام کو مکمل فرمایا، ربِ کائنات جلّ جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

دِیۡنًا﴾[۱] "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا"۔

اس آیتِ مبارکہ کے بارے میں حدیثِ پاک میں حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا، کہ اے امیر المؤمنین! آپ کی کتاب قرآنِ مجید میں ایک آیت ہے، جسے آپ لوگ پڑھتے بھی ہیں، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی، تو ہم اس آیت کے نُزول کے دن کو عید کے طور پر مناتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «أَيُّ آيَةٍ؟» "کونسی آیت؟" اُس نے یہی آیت: ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ پڑھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: «قَدْ عَرَفْنَا ذلِكَ الْيَوْمَ، وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ»[۲] "ہم اُس دن اور اُس مقام کو پہچانتے ہیں، جس میں یہ آیت نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی، وہ مقامِ عرفات، اور جمعہ کا دن تھا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس وقت کھڑے تھے"۔

حضرتِ سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جواب کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمان تو پہلے ہی اس دن کو بطورِ عید منا رہے ہیں کہ عرَفہ کا دن بھی عید ہے اور جمعہ کا دن بھی عید۔ حضرت سیّدنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، تو آپ نے فرمایا: «فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدَيْنِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ، وَيَوْمِ عَرَفَةَ»[۳] "جس روز یہ آیت نازِل ہوئی اُس دن دو ۲ عیدیں تھیں: جمعہ اور عرَفہ کا دن"۔

---

(۱) پ٦، المائدة: ٣.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، ر: ٤٥، صـ١١.

(۳) "سنن الترمذي" [باب] ومن سورة المائدة، ر: ٣٠٤٤، صـ٦٨٥.

حضرت سیّدنا امیرِ مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بر سرِ منبر اس آیتِ مبارکہ: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾(۱) کو اختتام تک تلاوت کر کے فرمایا: «نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَة»(۲) "یہ آیت بروزِ جمعہ عرَفہ کے دن نازل ہوئی"۔

عزیزانِ محترم! ۹ ذی الحجہّ کا دن وہ عظیم الشان دن ہے، جس کی قسم اللہ تعالی نے اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرمائی، خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ﴾(۳) "اُس دن کی قسم جو گواہ ہے! اور اُس دن کی جس میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں!"۔ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «اَلْيَوْمُ الْمَشْهُودُ: يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ»(٤) "یومِ مشہود: عرَفہ کا دن، اور یومِ شاہد: جمعہ کا دن ہے"۔

یومِ عرَفہ کا روزہ

میرے محترم بھائیو! مسلمان کے لیے پانچ ۵ دن، یعنی ایک عید الفطر اور ذوالحجہ کی ۱۰ سے ۱۳ تک چار ۴ دن کے علاوہ پورا سال روزہ رکھنا جائز ہے، اور یومِ عرَفہ کے روزے کی فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے، کہ نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی اس دن روزہ رکھا کرتے، چنانچہ ہُنَیدہ بن خالد نے ایک عورت سے روایت کی، کہ نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی کسی زوجۂ محترمہ نے فرمایا: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ تِسْعَ

---

(١) پ٦، المائدة: ٣.

(٢) "المعجم الكبير" ر: ٩٢١، ١٩/ ٣٩٢.

(٣) پ٣٠، البُروج: ٣.

(٤) "سنن الترمذي" [باب] ومن سورة البُروج، ر: ٣٣٣٩، صـ٧٦٢.

ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلاَثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيْس»[1] "رسول اللہ ﷺ نو ۹ ذی الحجہ، عاشورہ کے دن، ہر مہینے میں تین ۳ دن، اور ہر مہینے کی پہلی پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے"۔

حضرت سیّدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ سے یومِ عرفہ کے روزے سے متعلق پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَة»[2] "وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفّارہ ہوجاتا ہے"۔

حضراتِ ذی وقار! سرکارِ دوعالَم ﷺ نے اس مبارک دن کے روزے کی اہمیت وفضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَه سَنَةٌ أَمَامَه وَسَنَةٌ بَعْدَه»[3] "جس نے عرفہ کے دن کا روزہ رکھا، اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں"۔

حضرت سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَه ذَنْبُ سَنَتَيْنِ مُتَتَابِعَتَين»[4] "جس نے عرفہ کا روزہ رکھا، اس کے لگاتار دو ۲ سال کے گناہ مُعاف ہوجاتے ہیں"۔

امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، نبیٔ رحمت ﷺ فرماتے تھے: «صِيَامُ يَوْمِ عَرْفَةَ، كَصِيَامِ أَلْفِ يَوْمٍ»[5]

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الصيام، باب في صوم العشر، ر: ۲٤۳۷، صـ۳٥۳.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الصيام، ر: ۲۷٤۷، صـ٤۷۷.
(۳) "سنن ابن ماجه" باب صيام يوم عرفة، ر: ۱۷۳۱، صـ۲۸۹.
(٤) "المعجم الكبير" سهل بن سعد الساعدي، ر: ٥۹۲۳، ٦/ ۱۷۹.
(٥) "شُعب الإيمان" تخصيص يوم عرفة بالذكر، ر: ۳۷٦٤، ۳/ ۱۳۸۲.

"عرَفہ کا روزہ ایک ہزار روزوں کے برابر ہے"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے عرَفہ کے روزے کے بارے میں فرمایا: «كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَعْدِلُه بِصَوْمِ سَنَتَيْنِ»[1] "ہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں، اس دن کے روزے کو دو ۲ سال کے روزوں کے برابر جانتے تھے"۔

عرَفہ کے دن اعضاء کو گناہوں سے روکے رکھنا

عزیزانِ مَن! نبئ رحمت شفیعِ امّت ﷺ نے وصیت فرمائی، کہ عرَفہ کے دن اپنے اعضاء کو گناہوں سے روکے رکھو!؛ کہ یہ مغفرت کا دن ہے، اپنے اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھنا بھی دیگر گناہوں کے کفّارے کا باعث ہے، حضرت سیّدنا فضل بن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، نبئ کریم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ حَفِظَ لِسَانَه وَسَمْعُه وَبَصَرُه يَوْمَ عَرَفَةَ، غُفِرَ لَه مِنْ عَرَفَةَ إِلى عَرَفَةَ»[2] "جو عرَفہ کے دن اپنی زبان، کان اور آنکھ کی حفاظت کرے، اس کے اس عرَفہ سے اگلے عرَفہ تک گناہ مُعاف کر دیے جاتے ہیں"۔ لہٰذا ہو سکے تو رِضائے الٰہی کی خاطر اعضائے بدن کا بھی روزہ رکھ لینا چاہیے؛ کہ یہ گناہوں کے کفّارے کا سبب ہے۔

یومِ عرَفہ کی دعا

عزیزانِ محترم! دیگر اَوقات کی نسبت یومِ عرَفہ میں عبادت، ذِکر واَذکار، درود وسلام کی کثرت، اور گریہ وزاری، اور عجز وانکساری کے ساتھ دعا واستغفار میں زیادہ کوشش

---

(۱) "المعجم الأوسط" باب الألف، من اسمه أحمد، ر: ۷۵۱، ۱/ ۲۱۹.

(۲) "شُعب الإيمان" تخصيص يوم عرفة بالذكر، ر: ۳۷۶۸، ۳/ ۱۳۸۳.

کرنی چاہیے؛ کہ یہ قبولیت کا دن ہے، سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِي: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"»[1] "بہترین دعا یومِ عرَفہ کی دعا ہے، میں اور مجھ سے پہلے تمام پیغمبروں نے جو کچھ کہا، اس میں بہترین بات یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔ لہٰذا اس دن بالخصوص یہ دعا، اور دیگر ذکر واَذکار اور درود وسلام وغیرہ نیک اعمال سے ہرگز غفلت نہیں برتنی چاہیے!۔

عرَفہ کے دن کا خطبہ

حضراتِ گرامی قدر! عرَفہ کے دن حضورِ پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ اُونچی جگہ پر جلوہ فرما ہوئے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو خطبہ ارشاد فرمایا، اس خطبے میں مسلمانوں کے لیے باہم رہن سہن کے اُصول بیان فرمائے، اسی طرح غیر مسلموں کے ساتھ سُلوک کو بھی بیان فرمایا، اور اسی خطبے میں جان ومال، عزّت وآبرُو کی حُرمت اور ان کی حفاظت کی تاکید فرمائی، یہاں تک کہ لوگ اپنی جان ومال اور عزّتوں سے متعلق امن وامان محسوس کرنے لگے، حقوق العباد کی اہمیت پر بھی زور دیا، بالخصوص خواتین کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا...، فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ؛ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ»[2] "یقیناً تمہارے جان ومال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں، جیسے اِس شہر

(١) "سنن الترمذي" أبواب الدعوات [باب في دعاء يوم عرفة] ر: ٣٥٨٥، صـ٨١٧.
(٢) "صحيح مسلم" باب حجّة النّبي ﷺ، ر: ٢٩٥٠، صـ٥١٥، ملتقطاً.

اور اِس مہینے میں آج کے دن کی حرمت ہے...! خواتین کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو!؛ کیونکہ تم نے عورتوں کو اللہ تعالی کی امان میں لیا ہے، اور اللہ تعالی کے کلمہ (نکاح) سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے"۔

تکبیراتِ تشریق

جانِ برادر! ایامِ تشریق میں ذکرُاللہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾[1] "گنے ہوئے دنوں میں اللہ تعالی کی یاد کرو!"۔

عرَفہ یعنی نو ۹ ذی الحجّہ کی فجر سے تیرہ ۱۳ کی عصر تک، ہر فرض نماز جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے، اس کے بعد بلند آواز سے ایک بار: اللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، اللهُ أَكْبَرُ، وَلِلهِ الْحَمْدُ پڑھنا واجب[2] اور تین ۳ بار کہنا افضل ہے[3]۔

قربانی

عزیزانِ گرامی قدر! یاد رکھیں کہ قربانی کرنا بہت پیاری سنّت اور ایک ایسی عبادت ہے، کہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی جان کے فدیہ میں ذبیحہ دے کر، لوگوں کے لیے اس کو مقرّر فرما دیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾[4] "ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس (اسماعیل) کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا"۔ اللہ ربُّ العالمین نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور آپ کی ساری

---

(١) پ٢، البقرة: ٢٠٣.

(٢) "تبيين الحقائق" تكبير التشريق وقته وعدده وشروطه، الجزء١، صـ٢٢٧.

(٣) "بہارِ شریعت" حصّہ ۴، عیدین کا بیان، ۱/۷۸۴، ۷۸۵۔

(٤) پ٢٣، الصّٰفّٰت: ١٠٧.

اُمَّت کو قربانی کا حکم فرمایا، چنانچہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾[۱] "توتم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو!"۔

قربانی کے فضائل واَحکام

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! عید الاضحیٰ کے دن مسلمان کا سب سے بہتر عمل قربانی ہے، ہر صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے، لہٰذا نمازِ عید سے فراغت کے بعد، بارگاہِ الٰہی میں اپنی جانب سے قربانیاں پیش کریں، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ، أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، إِنَّه لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الأَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً»[۲] "قربانی کے دن اللہ تعالی کی بارگاہ میں مسلمان کا کوئی عمل خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ نہیں، قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں سمیت آئے گا، اور یقیناً اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے، اللہ تعالی کے یہاں مقامِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، توخوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو!"۔

چار قسم کے جانور کی قربانی درست نہیں

برادرانِ اسلام! قربانی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ جانور اچھا اور بے عیب ہو، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِيْنَ فِي الْأَضَاحِي: (۱) الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا (۲) وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا

---

(۱) پ۳۰، الكوثر: ۲.

(۲) "سنن الترمذي" باب ما جاء في فضل الأضحِية، ر: ۱٤۹۳، صـ۳٦۳.

(٣) وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا (٤) وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي»[1] "چار۴ قسم کے جانوروں کی قربانی درست نہیں: (۱) وہ کانا جانور جس کا کانا پَن صاف معلوم ہو، (۲) ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو، (۳) ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پَن صاف معلوم ہو، (۴) ایسا کمزور وناتواں جانور جس کی ہڈیوں میں گُودا نہ رہا ہو"۔

قربانی کا وقت

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت سیّدنا ابنِ عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: «الأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الأَضْحَى»[2] "قربانی دس۱۰ ذی الحجّہ کے بعد بھی دو۲ دن تک ہے۔ حضرت سیّدنا امام مالک رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس کی مثل روایت پہنچی ہے[3]۔ "یہ حدیث حضرت امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد کی قوی دلیل ہے، کہ قربانی (دس۱۰ ذی الحجّہ کی صبح سے) ۱۲ویں کے سورج ڈُوبنے تک ہے"[4]۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! یومِ عرَفہ اور عیدِ قرباں کے ایام بڑے مقدّس ہیں، لہٰذا ان ایام میں اپنا زیادہ تَر وقت عبادت وریاضت میں گزاریں، ذِکر واَذکار کریں، گناہوں سے بچیں، اور خوب صَدقہ وخیرات کریں۔

---

(١) "سنن النَّسائي" كتاب الضحايا، ر: ٤٣٧٧، الجزء ٧، صـ٢٢٨.

(٢) "موَطّأ الإمام مالك" كتاب الضَحايا، ر: ١٠٥٢، صـ٢٧٦.

(٣) المرجع نفسه، تحت ر: ١٠٥٢، صـ٢٧٦.

(۴) "مرآۃ المناجیح" قربانی کا باب، تیسری فصل، زیرِ حدیث: ۱۴۷۳، ۳۷۶/۲۔

دعا

اے اللہ! ہمیں یومِ عرَفہ میں خوب نیکیاں کرنے کی سعادت اور دنیا وآخرت میں اس کی برکتیں نصیب فرما، ہماری قربانیوں اور دیگر اعمالِ حسنہ کو قبول فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصہ عطا فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

جاں نثارانِ وطن

(جمعۃ المبارک ۱۹ ذی الحجّۃ ۱۴۳۹ھ - ۲۰۱۸/۰۸/۳۱ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اے مردِ مجاہد جاگ ذرا

برادرانِ اسلام! اَقوامِ عالَم کی داستان عُروج وزوال سے مَرقوم ہے، چاہے اس قومی تشخص کی بنیاد مذہب پر ہو یا جغرافیائی حدود پر، پاکستان خوش قسمتی سے دنیا کا وہ خطہ ہے کہ جو دونوں دَولتوں سے مالا مال ہے۔ ہر قوم کی تاریخ میں کچھ وقت اور گھڑیاں ایسی ضرور آتی ہیں، کہ جب ذاتی مفاد اور جان ومال، ملکی واجتماعی مَفادات کے آگے ہیچ دکھائی دیتے ہیں، آزمائش کی ان گھڑیوں میں جب قوم اپنے فرض سے آنکھیں چُرائے، کڑیل جوان میدانِ جنگ کے بجائے گھر میں چھپنے کو ترجیح دیں، تو ایسی اقوام کے مقدّر میں آنے والے دنوں کا سورج خوشی ومسرّت نہیں، بلکہ اپنوں کی لاشوں کے ساتھ ساتھ غلامی کی نہ ٹوٹنے والی زنجیر بھی لے کر طلوع ہوتا ہے، اور پھر بسااوقات اُس غلامی کے طَوق سے جان چھڑاتے چھڑاتے صدیاں بِیت جاتی ہیں۔ ایسا

ہی ایک لمحہ ٦ ستمبر ۱۹٦۵ء میں وطنِ عزیز پاکستان پر بھی آیا، جب ہندوستان کی طرف سے رات کی تاریکی میں بغیر کسی اطلاع کے جنگ مسلّط کی گئی، جو کہ پاکستانی قوم کے ریاستی نصب العین، دو ۲ قومی نظریہ، باہمی اتحاد اور حبُ الوطنی کے لیے ایک بڑا چیلنج تھی، جسے اس جَری قوم نے کمال وقار اور بے مثال جذبۂ حُریّت کے ساتھ قبول بھی کیا، اور لازوال قربانیاں پیش کر کے ایک زندہ قوم ہونے کا ثبوت بھی دیا۔

دَورانِ جنگ ہر پاکستانی کی ایک ہی لگن تھی، کہ اُسے دشمن کا سامنا کرنا اور کامیابی حاصل کرنا ہے۔ جنگ کے دَوران ہمارے جوانوں کی نظر دشمن کی بھاری نفری وعسکری طاقت پر نہیں، بلکہ ان مجاہدین کی نظر صرف اللہ کے فضل ورحمت اور اپنے جوشِ ایمانی پر تھی۔ اس وقت تمام پاکستانی متحد ہو کر میدان میں کُود پڑے تھے، پاک اَفواج، علماء ومشائخِ اہلِ سنّت، اساتذہ، طلبہ، شاعر، ادیب، فنکار، گلوکار، ڈاکٹرز، سول ڈیفنس کے رِضاکار، مزدور، کسان اور ذرائعِ اِبلاغ، الغرض سب پر گویا ایک ہی دُھن سوار تھی: "اے مردِ مجاہد جاگ ذرا، اب وقتِ شہادت ہے آیا!"۔

عزیزانِ محترم! سلام ہے اس قوم کو جس نے اپنے فرائض سے آنکھیں نہیں چُرائیں، سلام ہے ان نوجوانوں کو جن کے لیے مُلکی سلامتی ان کی اپنی جان ومال سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل تھی۔ سلام ہے ان ماؤں کو جنہوں نے ملکی سلامتی کو اپنے جگر پاروں پر ترجیح دی، سلام ہے ان بیواؤں کو جنہوں نے اپنے سُہاگ کی لاشوں پر نَوحہ نہ کیا، بلکہ آج تک اس بات پر فخر کرتی ہیں، کہ ہمارا تعلق اِن عظیم شہدائے کرام سے ہے۔

شہادت

میرے محترم بھائیو! انہیں یہ فخر کیوں نہ ہو، کہ اللہ تعالی نے ان شہیدوں اور ملک وملّت کی حفاظت کرنے والوں کو اپنی رِضا کے لیے چُن لیا ہے، جنّت کے اعلیٰ درجات ان کے لیے مقدّر فرما دیے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ﴾[1] "تاکہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی، اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے!"۔

شہداء کا اَجر وثواب

عزیزانِ گرامی قدر! شہادت ایک عظیم مَنصب، اور اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۞ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۞ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾[2] "وہ اپنے رب تعالی کے پاس زندہ ہیں، روزی بھی پاتے ہیں، جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس پر شاد ہیں، اور اپنے بعد آنے والوں کی خوشیاں منا رہے ہیں، جو ابھی ان سے نہیں ملے، کہ ان پر نہ کچھ خَوف ہے اور نہ کچھ غم۔ اللہ کی نعمت اور فضل کی خوشیاں مناتے ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالی مسلمانوں کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔ کہ وہ جو اچھے اعمال اپنی زندگی میں کرتے تھے، اللہ تعالی ان کے مرنے کے بعد بھی ان اعمالِ صالحہ کو لکھتا ہے، اور خیر وبھلائی ان سے منقطع نہیں ہوتی۔

---

(۱) پ٤، آل عمران: ١٤٠.

(۲) پ٤، آل عمران: ١٦٩-١٧١.

شہداء اور ان کا مقام و مرتبہ

میرے عزیز ہم وطنو! شہید وہ ہے جو اپنی جان، مال، اَولاد، عزّت وآبرُو یا دِین ووطن کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا ہو، اور وطن وہ ہے جہاں آدمی کا مال اور اہل وعِیال ہوں، وطن کی بدَولت انسان کی عزّت وپہچان ہوتی ہے، لہذا اس وطن کی حفاظت ایک عظیم خدمت اور کارِ ثواب ہے۔ جو لوگ دِفاعِ وطن کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، وہ اللہ تعالی کے ہاں عظیم مَراتب پاتے ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ * سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ * وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ﴾[۱] "جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، اللہ تعالی ہرگز اُن کے عمل ضائع نہیں فرمائے گا، جلد اُنہیں راہ دے گا اور ان کا کام بنادے گا، اور انہیں جنّت میں لے جائے گا، اُنہیں اس جنّت کی پہچان کرادی ہے"۔ یعنی ان کے اجر وثواب کو ہرگز ضائع نہیں فرمائے گا، بلکہ ان میں کثرت کے ساتھ اضافہ فرمائے گا۔ علماء فرماتے ہیں کہ "ان کے کام بنادے گا" یعنی ان کے کام اور ان کے حال کو درست فرمائے گا"[۲]۔

اسلامی سرحدوں کی نگہبانی

جانِ برادر! عوام وخواص کی کثیر تعداد تمام شہداء کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، ان کی یاد میں ہر سال ایک دن چھ ۶ ستمبر کو بطور ملکی تہوار خاص کیا گیا ہے؛ تاکہ یہ دن وطنِ عزیز کی تاریخ کا ایک یاد گار دن ہو، جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے اور

---

(١) پ٢٦، محمّد: ٤-٦.

(٢) "تفسير ابن كثير" سورة محمد، تحت الآية: ٤ و٥، ٤/ ١٧٧، ١٧٨، ملتقطاً.

ہماری طرف سے ان شہداء کی خدمت میں خراجِ تحسین ہو؛ تاکہ اس ملک میں بسنے والے سب لوگ ان کی جانی ومالی قربانیوں کو یاد رکھیں، کہ ان مجاہدین نے کس طرح اس وطنِ عزیز کی نگہبانی کی، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، خَيْرٌ مِن الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا»[۱] "اللہ تعالی کی راہ میں ایک دن اسلامی سرحدوں کی نگہبانی کرنا، دنیا جہاں سے بہتر ہے"۔

شہداء کے لیے جنّت کی نعمتیں

میرے محترم بھائیو! راہِ حق کے شہید جنّت کی نعمتوں میں خوش وخرم رہیں گے، حضرت سیّدنا ابن عبّاس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ، ثُمَّ تَأْوِي إِلَى تِلْكَ الْقَنَادِيلِ، فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمُ اطِّلَاعَةً» "ان کی رُوحیں سبز پرندے کے قالِب میں ہیں، جن کے لیے عرشِ الٰہی سے لٹکی قِندیلیں ہیں، جنّت میں جہاں چاہیں جائیں گے، پھر ان قِندیلوں کی طرف لَوٹ آئیں گے، اور ان کا رب انہیں اپنا دیدار کرائے گا"۔

اللہ تعالی ان سے فرمائے گا: «هَلْ تَشْتَهُونَ شَيْئاً؟ قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي؟ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا، فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا، قَالُوا: يَا رَبِّ! نُرِيدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمَّا رَأَى أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوا»[۲] "کیا تم کچھ اَور بھی چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے:

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الجهاد والسِير، ر: ۲۸۹۲، صـ٤٧٨.
(۲) "صحيح مسلم" كتاب الجهاد، ر: ٤٨٨٥، صـ٨٤٥.

ہم اَور کیا چیز چاہیں؟ کہ ہم جنّت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں! اللہ تعالی ان سے تین ۳ مرتبہ یہی فرمائے گا، جب وہ جنّتی اپنے جی میں کہیں گے کہ وہ ہرگز نہیں چھوڑے جائیں گے جب تک کہ مزید کچھ مانگ نہ لیں! تو وہ عرض کریں گے کہ اے رب! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُوحیں ہمارے جسموں میں واپس لَوٹا دے؛ تاکہ ہم تیری راہ میں دوبارہ قتل کیے جائیں، اللہ تعالی جب ملاحظہ فرمائے گا کہ انہیں مزید کوئی حاجت نہیں، تو وہ ایسے ہی چھوڑ دیے جائیں گے"۔

اللہ کی راہ میں پہرا دینا

جانِ برادر! ہر وہ مجاہد جو اپنے وطن کی حفاظت وسلامتی کے لیے شب ورَوز نگہبانی کرے، اللہ تعالی کی راہ میں پہرہ دے، اُسے جہنم کی آگ چُھو بھی نہیں سکتی، جیساکہ سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: (١) عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ الله، (٢) وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ الله»[1] "دو ۲ قسم کی آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چُھوئے گی: (۱) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے رُوئی، (۲) اور وہ آنکھ جو اللہ تعالی کی راہ میں پہرا دیتی رہی"۔

مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے فرمایا: «مَنْ مَاتَ مُرَابِطاً فِي سَبِيلِ الله أَجْرَى عَلَيْهِ أَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأَجْرَى عَلَيْهِ رِزْقَهُ، وَأَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ، وَبَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ آمِناً مِنَ الْفَزَعِ»[2] "جو اسلامی سرحد پر نگرانی کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں مرا، تو اس نے دنیا میں جو عمل کیا

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب فضائل الجهاد، ر: ١٦٣٩، صـ٣٩٥.

(٢) "سنن ابن ماجه" باب فضل الرباط في سبيل الله، ر: ٢٧٦٧، صـ٤٧١.

ہے اس کا اجر اُسے ملتا رہے گا، اور اس کا رزق بھی جاری رہے گا، فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا، اور اللہ تعالی قیامت کے دن اسے غموں سے محفوظ اٹھائے گا"۔

جہنم کی آگ اسے کبھی نہ چھوئے گی، رحمتِ عالمیان ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ الله، وَدُخَانُ جَهَنَّمَ، فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ»[1]

"اللہ تعالی کی راہ کا غُبار اور جہنّم کا دھواں، مسلمان بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوں گے"۔

بہترین سخاوت

عزیزانِ محترم! مَملکتِ خداداد اسلامی جُمہوریہ پاکستان کے شہداء نے اپنا حق ادا کرتے ہوئے، وطن عزیز کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے مادرِ وطن کی حفاظت کی، انہوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ دینِ اسلام اور اپنے وطن سے جو ساری دنیا سے قیمتی ہے، کتنی محبت کرتے ہیں! یہ لوگ عظیم قربانیاں پیش کرکے اپنے بعد والوں کے لیے بہترین مثال بن گئے، اور کیوں نہ ہو؟ کہ مسلم بن ولید جیسا شاعر بھی کہتا ہے: "جان قربان کرنے والا اگر اس میں بخل نہ کرے، تو جان قربان کرنا ہی بہترین سخاوت ہے"[2]۔

6 ستمبر پاکستان کے یومِ دفاع و جرأت اور بہادری کا تاریخی دن ہے، یہ تاریخ رہتی دنیا تک درخشاں رہے گی۔ ہم تمام شہیدوں، غازیوں، دلیروں اور بہادروں کو سلام پیش کرتے، اور وطنِ عزیز سے عہدِ وفا کی تجدید کرتے ہوئے، یہ مصمم ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے ملک میں دہشت ودہشت گردوں، نا انصافیوں، احساسِ محرومی، لسانی،

---

(١) المرجع نفسه، باب الخُروج في النفير، ر: ٢٧٧٤، صـ٤٧٢.

(٢) "جَمهرة الأمثال" التفسير، تحت ر: ٨١، ١/ ٩٥.

صوبائی اور دیگر تمام تعصُبات وفسادات کو آخری حد تک ختم کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے، اپنی طاقت وبساط کے مطابق مملکتِ خداداد کی سلامتی، استحکام، تعمیر وترقی اور بھلائی کے لیے جو کچھ بھی ممکن ہوا، ضرور کریں گے؛ کیونکہ دین ووطن کی بقاء ہی میں ہماری بقاء ہے!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں وطنِ عزیز کے شہداء کی قدردانی کی توفیق نصیب فرما، اپنے شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعادت عطا فرما! ہمارے اعمالِ حسنہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، وطنِ عزیز کو اندرونی وبیَرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

رحم دلی اور حسنِ اَخلاق

(جمعۃ المبارک ۱۷محرّم الحرام ۱۴۴۰ھ - ۲۸/۰۹/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

رحم دلی

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے ہمیں دَولتِ اسلام عطا فرما کر ہم پر احسانِ عظیم فرمایا، اسلام محبت، اُلفت، ہمدردی، رواداری، مُساوات، مہربانی، نرمی، احسان، حسنِ سُلوک اور رحم دلی کا دین ہے، رَحمت دل کی اُس نرم کیفیت کو کہتے ہیں، جس کے سبب کسی پر کسی ایسی نعمت کے ذریعے احسان کیا جائے، جو اس احسان کا حقدار نہ ہو، احسان کا لفظ کبھی رقّت یعنی نرمی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، کبھی صرف حسنِ سُلوک کے معنی میں آتا ہے۔

کمال مہربان

مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾[1] "یقیناً تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقّت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان ہیں"۔ ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[2] "ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بناکر بھیجا"۔

رحیمانہ سُلوک

عزیزانِ مَن! حضور رحمتِ عالمیان ﷺ فرماتے ہیں: «جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ فِي مِئَةِ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَه تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءاً، وَأَنْزَلَ فِي الأَرْضِ جُزْءاً وَاحِداً، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ، حَتَّى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ»[3] "اللہ تعالی نے رحمت کے سو ۱۰۰ حصے کیے، ننانوے ۹۹ حصے اپنے پاس رکھ لیے، اور ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا، مخلوق جو ایک دوسرے کے ساتھ رحیمانہ سُلوک کرتی ہے یہ اُسی رحمت کے ایک حصے کا نتیجہ ہے، یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے سے اپنا پاؤں دور کرتا ہے کہ کہیں بچے کو تکلیف نہ پہنچے، وہ بھی اُسی رحمت کے ایک حصے کے باعث ہے"۔

اللہ تعالی کی رحمت

میرے محترم بھائیو! رحمت ورحم دلی کے کچھ تقاضے ہیں، اُن میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ آپس میں مہربانی کا برتاؤ کریں، رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) پ۱۱، التوبة: ۱۲۸.

(۲) پ۱۷، الأنبياء: ۱۰۷.

(۳) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٦٠٠٠، صـ١٠٥٠.

«الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوا أَهْلَ الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ»[(۱)] "رحم کرنے والوں پر رحمٰن جَلَّ جَلَالُہٗ رحمت فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا"۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رحمت اُسی کو ملتی ہے جو انسان، حیوان، نباتات اور تمام مخلوقات کے ساتھ رحمدلی و مہربانی کا سُلوک کرتا ہو۔

حضراتِ گرامی قدر! اللہ تعالی اور اس کے رحیم حبیبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فرمانبرداری بھی رحمتِ خداوندی کے حصول کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے، اللہ تعالی کا ارشادِ پاک ہے: ﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾[(۲)] "اللہ تعالی اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو جاؤ؛ تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

جانِ برادر! رحمت ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالی کے بندوں میں سے صرف اسے ملتی ہے جو اللہ تعالی کی مخلوق پر مہربان ہو، اللہ تعالی اُسے اپنی رحمت سے محروم نہیں فرماتا، اور اللہ تعالی کے بندوں میں سے کامیاب وہ ہے جسے اللہ کریم یہ نعمت عطا فرمائے، اللہ تعالی کے حبیبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ»[(۳)] "اللہ تعالی اس پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا"۔

جبکہ رحمت سے محرومی بدبختی ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ»[(٤)] "شفقت ورحمدلی کی عادت سے صرف بدبخت ہی محروم رہتا ہے"۔

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الرحمة، ر: ٤٩٤١، صـ٦٩٦.
(٢) پ٤، آل عمران: ١٣٢.
(٣) "صحيح البخاري" كتاب التوحيد، ر: ٧٣٧٦، صـ١٢٦٩.
(٤) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الرحمة، ر: ٤٩٤٢، صـ٦٩٦.

والدین کے حق میں دعا

حضراتِ ذی وقار! دنیا میں کسی کے لیے بھی یہ ممکن نہیں، کہ بغیر رحمدلی ومہربانی کے آپس میں ایک ساتھ زندگی گزار سکیں، جبکہ عظیم ترین مہربانی اَولاد کی اپنے والدین کے ساتھ رحمدلی ومہربانی ہے، اسی کی تعلیم قرآنِ مجید میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمائی، کہ اَولاد اپنے والدین کے حق میں اس طرح دعا کرے: ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾[1] "عرض کروکہ اے میرے رب! تُوان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

رحمت وشفقت

حضراتِ محترم! ایک آدمی کی رحمدلی اس کی زوجہ اور اَولاد کے ساتھ یہ ہے، کہ وہ ان کے حُقوق کی رعایت کرے، ان کی دیکھ بھال کرے، ان کے کھانے پینے، پہننے اُوڑھنے، رہن سہن، علاج مُعالجے اور تعلیم وتربیت کا بھرپور اہتمام کرے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں، کہ ایک دن نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا، اُس نے صحابۂ کرام کو دیکھا کہ وہ اپنے بچوں کو پیار سے چُومتے ہیں، ان کا بوسہ لیتے ہیں، تو وہ حیرت سے کہنے لگا کہ کیا تم لوگ اپنے بچوں کو چُومتے بھی ہو؟ ہم تو بچوں کو کبھی نہیں چُومتے! نبیٔ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اُس کی بات سن کر فرمایا: «أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ»[2] "اللہ تعالی نے تیرے دل سے جو رحمت وشفقت نکال لی ہے، تو میں اس کا کیا کروں!"۔

---

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۲٤.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب الأدب، ر: ٥٩٩٨، صـ١٠٤٩، ١٠٥٠.

ساری مخلوق کے لیے ہمدردی

عزیزانِ محترم! بلا شبہ ہر حال میں ہمارا باہم مہربانی سے پیش آنا، ہمارے لیے اللہ تعالی کی رحمت کے حصول کا اہم ذریعہ ہے، مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے بھی ہمیں تاکید فرمائی، کہ آپس میں رحم دلانہ، ہمدردانہ اور مہربانی کا برتاؤ کریں، اور غیروں پر بھی بلاوجہ سختی نہ کریں، حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالم ﷺ فرماتے ہیں: «لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تَرَاحَمُوا» "تم اس وقت تک جنّت کے حقدار نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں رحم دلی ومہربانی کا سُلوک نہ کرو!" صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! ہم سب ایک دوسرے کے ساتھ رحم دل ہیں، حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: «إِنَّهُ لَيْسَ بِرَحْمَةِ أَحَدِكُمْ، وَلكِنْ رَحْمَةُ الْعَامَّةِ، رَحْمَةُ الْعَامَّةِ!»[1] "صرف کسی خاص شخص کے ساتھ رحم دلی مطلوب نہیں، بلکہ صحیح معنی میں رحم دلی ومہربانی یہ ہے، کہ تمہارے دل میں اللہ تعالی کی ساری مخلوق کے لیے ہمدردی ہو!"۔

آپس میں محبت، رحم دلی اور شفقت

حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكى مِنْهُ عُضْوٌ، تَدَاعى لَه سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّى»[2] "مسلمانوں کی آپس میں محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، جس

(۱) "مستدرَك الحاكم" كتاب البرّ والصّلة، ر: ۷۳۱۰، ۷/ ۲٦۱۰.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب البرّ والصّلة والأدب، ر: ٦٥٨٦، صـ۱۱۳۱.

طرح جسم کے کسی ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم تکلیف، بے خوابی اور بُخار کی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے"۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان تکلیف میں ہو تو رحم دلی و محبت کے سبب، دیگر مسلمان بھی اُس کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔

ہمدردانہ سُلوک

عزیزانِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا امام مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان فرماتے ہیں، کہ حضرت سیّدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فرمایا کرتے تھے: «لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ الله فَتَقْسُوْا قُلُوبُكُمْ؛ فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيْ بَعِيْدٌ مِنَ الله، وَلكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ! وَلَا تَنْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ، وَانْظُرُوْا فِيْ ذُنُوبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيدٌ، فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلى وَمُعَافى، فَارْحَمُوْا أَهْلَ الْبَلَاءِ، وَاحْمَدُوا اللهَ عَلَى الْعَافِيَة!»[1] "ذکر اللہ کے سِوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو، ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے، کہ سَنگ دل شخص رحمتِ الٰہی سے دُور ہوتا ہے مگر تم جانتے نہیں! لوگوں کے گناہ اس طرح نہ دیکھو کہ گویا تم رب ہو، بلکہ اپنے آپ کو غلام تصوُّر کرتے ہوئے اپنے گناہوں پر نظر رکھو، کچھ لوگ آفات میں مبتلا کیے جاتے ہیں، اور بہت سارے لوگوں کو عافیت مل جاتی ہے، لہٰذا جو مبتلا کیے گئے ہیں اُن کے ساتھ ہمدردانہ سُلوک کیا کرو، اور اپنی عافیت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا کرو!"۔

حسنِ اَخلاق

عزیزانِ محترم! یقیناً انبیائے کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا ایک عظیم مقصد اچھے اَخلاق کی تکمیل بھی ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: «إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ

---

(١) "الموطّأ" باب ما يكره من الكلام بغير ذكر الله، ر: ١٨٥١، صـ٥٤٩.

مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ»[1] "میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ اَخلاقی اچھائیوں کو کامل ومکمل کردُوں"۔

حضراتِ گرامی قدر! الله تعالی نے اپنے نبئ برحق ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ کو قرآنِ کریم میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾[2] "یقیناً آپ کا اَخلاق بڑی شان وعظمت والا ہے"۔ مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے حسنِ اَخلاق کو اپنانے کی ترغیب دی، تقوی وپرہیزگاری اور حسنِ اَخلاق کو جمع فرمایا، کہ جب رسولِ کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی چیزیں اکثر لوگوں کے جنّت میں داخلے کا سبب بنتی ہیں؟ تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا: «تَقْوَى الله وَحُسنُ الخُلُقِ»[3] "خوفِ خدا اور اچھے اَخلاق"۔

حسنِ اَخلاق کے فوائد

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! حسنِ اَخلاق کے فوائد کثیر ہیں، اچھے اَخلاق پر کاربند شخص سے لوگ محبت کرتے ہیں، اور ایسا شخص روزے داروں کا مقام حاصل کرلیتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ»[4] "یقیناً آدمی اپنے اچھے اَخلاق کی بدَولت عبادت گزار روزہ دار کا مقام حاصل کرلیتا ہے"۔

---

(١) "السنن الكبرى" كتاب الشهادات، باب بيان مَكارم الأخلاق ...إلخ، ١٠/ ١٩٢.

(٢) پ٢٩، القلم: ٤.

(٣) "سنن الترمذي" باب ما جاء في حسن الخُلق، ر: ٢٠٠٤، صـ٤٦٣.

(٤) "مسند الإمام أحمد" مسند السيِّدة عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ٢٥٥٩٤، ٩/ ٥٥٥.

بروزِ قیامت میزان میں سب سے زیادہ وزنی عمل

میرے محترم بھائیو! کل بروزِ قیامت میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزن دار اچھے اَخلاق ہوں گے، حضرت سیّدنا ابودَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «مَا شَيْءٌ أَثْقَلَ فِيْ مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ؛ فَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيْءَ»[1] "قیامت کے دن مؤمن کے ترازُوئے اعمال میں اچھے اَخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی؛ کیونکہ اللہ تعالی بے حیائی وبدگوئی کرنے والے سے نفرت فرماتا ہے"۔

عرشِ الٰہی کے سائے میں جگہ

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «أَوْحَى اللهُ إِلى إِبْرَاهِيمَ: يَا خَلِيلِيْ!، حَسِّنْ خُلُقَكَ وَلَوْ مَعَ الْكُفَّارِ، تَدْخُلُ مَدْخَلَ الْأَبْرَارِ؛ فَإِنَّ كَلِمَتِيْ سَبَقَتْ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُه أَنْ أُظِلَّه تَحْتَ عَرْشِيْ، وَأَنْ أَسْقِيَه مِنْ حَظِيْرَةِ قُدْسِيْ، وَأَنْ أُدْنِيَه مِنْ جِوَارِيْ!»[2] "اللہ تعالی نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی، کہ اے میرے خلیل! اگرچہ مُعاملہ کفّار کے ساتھ ہو، تم پھر بھی اپنے اَخلاق اچھے ہی رکھو؛ یہ چیز تم کو اَبرار (نیکوں) کے زُمرے میں داخل کردے گی؛ اس لیے کہ جس کے اَخلاق اچھے ہوں، میں اس کے لیے پہلے ہی فرما چکا ہوں کہ میں اُسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دُوں گا، اسے اپنی جنّت سے سَیراب کروں گا، اور اسے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دُوں گا!"۔

---

(۱) "سنن الترمذي" باب ما جاء في حُسن الخُلق، ر: ۲۰۰۲، صـ٤٦٢.
(۲) "المعجم الأوسط" باب الميم، بقية مَن اسمه محمّد، ر: ٦٥٠٦، ٥/ ٣٧.

زیادہ پسندیدہ

ایک اَور موقع پر رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُم إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِساً يَوْمَ القِيَامَةِ أَحَاسِنُكُم أخلاقاً»[١] "یقیناً تم میں سے میرا زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے دن میرے زیادہ قریب وہ ہوگا، جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہوں"۔

جامع ترین نصیحت

میرے محترم بھائیو! ہم سب پر لازم ہے کہ اپنے پیارے نبی ﷺ کی اس جامع ترین نصیحت کو ذہن نشین کرلیں، کہ سرکارِ دو عالَم ﷺ نے فرمایا: «اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ!»[٢] "تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اور گناہ کے بعد فوراً کوئی نیکی کرلیا کرو؛ کہ وہ اُس گناہ کو مٹادے گی، اور لوگوں سے اچھے اَخلاق سے پیش آیا کرو!"۔

ایمان کے اعتبار سے کامل

مصطفی کریم ﷺ نے حسنِ اَخلاق کو کمالِ ایمان سے شمار فرمایا، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيماناً أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً، وَخِيارُكُمْ خِيارُكُمْ لِنِسائِهِم»[٣] "تمام

---

(١) "سنن الترمذي" أبواب البرّ والصلة، باب ما جاء في معالي الأخلاق، ر: ٢٠١٨، صـ٤٦٥.

(٢) المرجع نفسه، باب ما جاء في معاشرة الناس، ر: ١٩٨٧، صـ٤٦٠.

(٣) المرجع السابق، باب ما جاء في حقّ المرأة على زوجها، ر: ١١٦٢، صـ٢٨٢.

مسلمانوں میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اَخلاق میں سب سے اچھا ہے، اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہے"۔

اللہ تعالی کی محبت کے حصول کا اہم ذریعہ

جانِ برادر! حسنِ اَخلاق لوگوں کی محبت کے ساتھ ساتھ، مصطفی جانِ رحمت ﷺ اور اللہ تعالی کی محبت کا بھی ذریعہ ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ سے جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی، کہ اللہ تعالی کے بندوں میں سے اُس کا پسندیدہ ترین کون ہے؟ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً»[1] "جو اُن میں سب سے زیادہ اچھے اَخلاق والا ہے"۔

بندوں کے اچھے اعمال میں سے حسنِ اَخلاق بھی ہے

حضراتِ ذی وقار! حسنِ اَخلاق اعمالِ صالحہ میں سے ایک اعلیٰ صفت ہے، حضرت سیّدنا اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! بندے کو کونسی چیز سب سے اچھی عطا کی گئی؟ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: «خُلُقٌ حَسَنٌ»[2] "اچھے اَخلاق"۔

اچھے اَخلاق والا اچھا ہی سمجھا جاتا ہے

برادرانِ اسلام! جس کے اَخلاق اچھے ہوتے ہیں، لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اور اسے اچھا سمجھتے ہیں، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ

---

(١) "المعجم الأوسط" باب الميم، مَن اسمه محمّد، ر: ٦٣٨٠، ٤/ ٣٩٩.

(٢) "سنن ابن ماجه" كتاب الطِّب، باب ما أنزل الله ...إلخ، ر: ٣٤٣٦، صـ٥٨٥.

أَحْسَنكُمْ أَخْلَاقاً»(۱) "یقیناً تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اَخلاق سب سے اچھے ہیں"۔

عمر میں برکت کا ایک بہترین سبب

عزیزانِ گرامی قدر! حسنِ اَخلاق کی برکت سے گھروں میں سُکون رہتا ہے اور عمر میں بھی برکت ہوتی ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: «صِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الخُلُقِ، وَحُسْنُ الْجِوَارِ، يَعْمُرانِ الدِّيَارِ، وَيَزِيدانِ فِي الأَعْمَارِ»(۲) "صلہ رحمی، اچھے اَخلاق اور اچھے پڑوس، اچھی آبادی اور عُمروں میں اضافہ کا سبب ہیں"۔

اچھے اَخلاق کی بدَولت دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں

عزیزانِ محترم! اچھے اَخلاق کی بدَولت دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ﴾(۳) "نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی، اے سننے والے! بُرائی کو بھلائی سے ٹال، تبھی تجھ میں اور دشمن میں جو عداوَت تھی، وہ ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست"۔ یعنی اپنے ذاتی مُعاملات میں بُرائی کو بھلائی سے ٹال دو، غصہ کو صبر سے، جہالت کو علم سے، کسی کی بد سلوکی کو مُعاف کر کے اور بداَخلاقی کو خوش اَخلاقی کے ذریعے دُور کردو!۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب المناقب، باب صفة النّبي صلى الله تعالى عليه وسلم، ر: ۳۵۵۹، صـ۵۹۷.

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رضي الله تعالى عنها، ر: ۲۵۳۱٤، ۹/ ۵۰٤.

(۳) پ ۲٤، حم السجدة: ۳٤.

سب سے بہتر

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اچھے اَخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ والدین سے بھلائی اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کیا جائے؛ کیونکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو اپنے ساتھ ہونے والے اچھے سُلوک کے بدلے میں دوسروں سے اچھا برتاؤ کرے، بلکہ حقیقت میں حسنِ سُلوک کرنے والا وہ ہے، کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تب بھی وہ اس سے رشتے کو قائم رکھے، پڑوسیوں سے بھلائی کرنا اور انہیں فائدہ پہنچانا بھی حسنِ اَخلاق میں سے ہے، ہر خاص وعام کو سلام اور اچھی گفتگو کرنا، کھانا کھلانا اور اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرنا بھی حسنِ اَخلاق اور مشہور و معروف سنّتِ مبارکہ ہے، لیکن آج بہت سے لوگ اس سنّت کو بھی ترک کیے ہوئے ہیں، حالانکہ سلام کرنے سے اُس مسلمان اور اس کے گھر والوں پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو ہمدردی، رحمدلی اور مہربانی کی نعمت سے مالامال فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے، ہمارے اعمالِ حَسَنہ قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

سیّدنا امام حَسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

(جمعۃ المبارک ۲صفر المظفر ۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۸/۱۰/۱۲ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خانوادۂ عالیہ کے ہر فَرد کو اللہ تعالی نے فضائل وکمالات کا جامع بنایا، بے شمار خصائص وکرامات سے بہرہ مَند فرمایا۔ حضرت سیّدنا امام حَسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ اقدس سے خصوصی تعلق حاصل ہے۔

سیّدنا امام حَسن کی ولادتِ باسعادت

عزیزانِ محترم! ۱۵رمضان ۳ھ کو حضرت امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ولادت ہوئی[۱]۔

حسن نام پہلے آپ ہی کو عطا ہوا

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پہلے کسی کا نام حسن نہیں رکھا گیا، یہ نام سب سے پہلے آپ ہی کو عطا ہوا[۲]۔

---

(۱) "مدارجُ النبوّت" قسم ۲، باب ۴، تولُد امام حسن، الجزء ۲، صـ۱۱۰۔

(۲) "تاريخ الخلفاء" الحسن بن علي بن أبي طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، صـ١٤٤.

آپ کی ولادت پر اذان

عزیزانِ مَن! سیّدنا ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ، بِالصَّلَاةِ»[1] "جب حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ہاں امام حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ولادت ہوئی، تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کے کان میں وہی اذان کہی جو نماز کے لیے کہی جاتی ہے"۔

سیّدنا امام حسن کا عقیقہ

جانِ برادر! حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: «عَقَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضي الله تعالى عنهما بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ»[2] "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف سے عقیقہ میں دو دو مینڈھے ذَبح فرمائے"۔

سیّدنا امام حسن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت

حضراتِ ذی وقار! حضرت سیّدنا براء بن عازِب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا، کہ حسن بن علی آپ کے کندھے پر ہیں اور آپ فرماتے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ»[3] "الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں، تُو بھی اس سے محبت فرما!"۔

اہلِ بیتِ نبی

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! حضرت سیّدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اہلِ بیتِ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں سے ہونے کا عظیم شرَف حاصل ہے، حضرت سیّدہ صفیہ بنت شَیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في المَولود يؤذّن في أذنه، ر: ٥١٠٥، صـ٧١٨.

(۲) "سنن النَّسائي" كتاب العقيقة، ر: ٤٢٢٥، الجزء٧، صـ١٧٤.

(۳) "صحيح البخاري" كتاب فضائل ...إلخ، ر: ٣٧٤٩، صـ٦٣١.

روایت ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں، کہ حضور نبئ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم صبح کے وقت اس حال میں باہر تشریف لائے، کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک چادر مبارک اُوڑھ رکھی تھی، جس پر سیاہ اُون سے کجاووں کے نقش بنے ہوئے تھے، حضرت حسن بن علی آئے، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنہیں اُس چادر میں داخل فرمالیا، پھر حضرت حسین آئے اور اُن کے ساتھ چادر میں داخل ہوگئے، پھر حضرت فاطمہ زَہراء تشریف لائیں، تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں بھی چادر میں لے لیا، پھر حضرت علی تشریف لائے تو سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا، پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا﴾[1] "اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے، اور تمہیں پاک کرکے خُوب ستھرا کر دے!"[2]۔

ہم شکلِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم

میرے محترم بھائیو! حضرت سیّدنا ابوجحیفہ وہب بن عبد اللہ سوائی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَكَانَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ»[3] "میں نے رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا کہ حضرت حسن بن علی آپ کے ہم شکل تھے"۔

شانۂ مبارک پر سوار

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت امام حسن بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو شانۂ مبارک پر سوار کیے ہوئے تھے، ایک صاحب نے عرض کی کہ صاحبزادے آپ کی سواری کیسی اچھی

---

(١) پ٢٢، الأحزاب: ٣٣.

(٢) "صحيح مسلم" باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ، ر: ٦٢٦١، صـ١٠٦٧.

(٣) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب، ر: ٣٧٧٧، صـ٨٥٧.

ہے! نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: «وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ!»(۱) "اور سوار بھی تو کیسا عمدہ ہے!"۔

تعلیم وتربیت

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تعلیم وتربیت رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمائی، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چند کلمات سکھائے؛ تاکہ میں انہیں وِتر کے قنوت میں پڑھا کروں: «اللّهُمّ اهْدِنِي فيمَنْ هَدَيتَ، وعافِنِي فيمَنْ عافَيْتَ، وتَوَلّني فيمَنْ تَوَلَّيتَ، وبارِكْ لي فيما أعطيتَ، وَقِنِي شَرَّ ما قَضَيْتَ، إنّك تَقضي ولَا يُقضَى عَليك، وإنّه لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيتَ، ولَا يعِزّ من عاديت، تبارَكْتَ رَبَّنا وتَعالَيتَ»(۲) "اے اللہ مجھے ہدایت والوں میں ہدایت دے! اور عافیت والوں میں عافیت دے! جن کا تُو والی ہے اُن میں میرا بھی والی ہوجا، اپنی عطا میں مجھے برکت عطا فرما، اور قضاء وقدر کی برائی سے مجھے بچا، کہ تُو ہی سب پر فیصلہ فرماتا ہے، اور تجھ پر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں، جس کا تو والی ہو وہ ذلیل نہیں ہوسکتا، اور جو تیرا دشمن ہے وہ عزّت نہیں پاسکتا، اے ہمارے پروَردگار تو برکت وبلندی والا ہے"۔

ایک اَور مقام پر حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا، کہ میں نے حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ بات سیکھی ہے کہ «دَعْ مَا يرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يرِيبُكَ؛ فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الكَذِبَ رِيبَةٌ»(۳) "جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے

---

(۱) المرجع نفسه، باب [إنّ الحسن والحسين] ...إلخ، ر: ۳۷۸٤، صـ۸۵۸.
(۲) "سنن أبي داود" باب القنوت في الوتر، ر: ۱٤۲۵، صـ۲۱۳.
(۳) "سنن الترمذي" [باب حديث اعقلها وتوكل ...] ر: ۲۵۱۸، صـ۵۷۲.

چھوڑ کر، اُس چیز کو اختیار کرو جس میں تمہیں یقین واطمینان حاصل ہو؛ کیونکہ اطمینان سچ ہی میں حاصل ہوتا ہے، جبکہ جھوٹ کی نحوست سے انسان تردُد میں رہتا ہے"۔

سیّدنا امام حسن کی خلافتِ راشدہ

برادرانِ اسلام! حضرت سیّدنا سفینہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: «خلافةُ النُّبوَّة ثلاثونَ سنةً، ثمّ يؤتي الله المُلكَ -أو مُلْكَه- مَن يشاء» "خلافت تیس ۳۰ سال تک رہے گی، پھر سلطنت ہوجائے گی" (راویٔ حدیث) سعید بن جُمہان نے کہا کہ حضرت سیّدنا سفینہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے فرمایا کہ حساب لگالو، حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت دو ۲ سال، اور حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت دس ۱۰ سال، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت بارہ ۱۲ سال، اسی طرح حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی (چھ ۶ سال)[1]۔

"یہ حساب تقریبی ہے، اس میں مہینے چھوڑ دیے گئے ہیں، تحقیقی حساب یہ ہے کہ خلافتِ صدیقی دو ۲ سال چار ۴ ماہ، خلافتِ فاروقی دس ۱۰ سال چھ ۶ مہینے، خلافتِ عثمانی بارہ ۱۲ سال سے چند دن کم، خلافتِ حیدری چار ۴ سال نو ۹ ماہ، چاروں حضرات کی مدّتِ خلافت اُنتیس ۲۹ سال سات ۷ ماہ نو ۹ دن بنتی ہے، تیس ۳۰ سال مکمل ہونے میں پانچ ۵ ماہ باقی رہے، وہی حضرت سیّدنا امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت نے پورے کر دیے"[2]۔

---

(١) "سنن أبي داود" كتاب السُنّة، باب في الخلفاء، ر: ٤٦٤٦، صـ٦٥٧.

(۲) "اَشِعۃ اللمعات" "کتاب الفِتن، الفصل ۲، ۴/۳۰۶۔

سیّد و سردار

حضراتِ محترم! حضرت سیّدنا ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا، کہ حَسن بن علی آپ کے پہلو میں ہیں، آپ کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی شاہزادے کی طرف، اور ارشاد فرماتے: «ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ!»[1] "میرا یہ بیٹا سیّد و سردار ہے، مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو ۲ بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا"۔

اس فرمانِ عالی میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد، سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں پیش آیا، کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار اَفراد نے مَوت پر بیعت کرلی تھی، قلت وکمزوری کے خوف سے پاک ہوتے ہوئے بھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں سلطنت سے دست بردار ہوگئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری، حتی کہ کسی نے آپ کو مخاطَب کرکے کہا کہ اے مسلمانوں کی عار! آپ نے فرمایا کہ عار نار سے بہتر ہے! صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ نانا جان کی امّت میں قتل وغارت گری نہ ہو!۔

اَسلافِ امّت فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے ہمارے ہاتھ ان حضرات کے خون سے ملوّث نہیں ہونے دیے، تو چاہیے کہ ان پر لعن طعن کر کے ہم اپنی زبانوں کو ہرگز ملوّث نہ ہونے دیں۔

اس صلح کے وقت واقعہ یہ ہوا کہ حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

(۱) "صحيح البخاري" كتاب فضائل ...إلخ، ر: ٣٧٤٦، صـ٦٣٠، ٦٣١.

سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: «لَأُجِيزَنَّكَ بِجَائِزَةٍ لَمْ أُجْزِ بِهَا أَحَداً قَبْلَكَ، وَلَا أُجِيزُ بِهَا أَحَداً بَعْدَكَ» "میں آپ کو ایسا نذرانہ پیش کروں گا، جو نہ کبھی آپ سے پہلے کسی کو دیا، نہ آپ کے بعد کسی کو دوں!" چنانچہ آپ نے چالیس کروڑ نذرانہ میں پیش کیے، جو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیے[1]۔

حضرت سیّدنا امام حسن سے صلح

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جناب علی وفاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: «أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ»[2] "جو تم سے لڑے میری بھی اس سے لڑائی ہے، اور جو تم سے صلح کرے میں بھی اس سے صلح کرتا ہوں"۔

اس حدیثِ پاک کی بنا پر حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کرلی، لہذا امیر مُعاویہ اور ان کے رُفقاء پر، سرکارِ دو عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیتِ اَطہار سے صلح اور دوستی کے کلمات صادق آگئے[3]۔

پیدل سفرِ حج

میرے محترم بھائیو! حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: «لَقَدْ حَجَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ خَمْساً وَعِشْرِينَ حَجَّةً مَاشِياً، وَإِنَّ النَّجَائِبَ لَتُقَادُ مَعَهُ»[4] "حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس ۲۵ حج پیدل کیے ہیں،

---

(١) "المرقاة" كتاب المناقب والفضائل، تحت ر: ٦١٤٤، ١٠/ ٥٢١-٥٢٣، ملتقطاً.

(٢) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، ر: ٣٨٧٠، صـ٨٧٣.

(۳) "مرآۃ المناجیح" نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر والوں کے فضائل ...الخ، دوسری فصل، زیرِ حدیث: ۶۱۵۴، ۸/۴۲۷، ملخصاً۔

(٤) "مستدرَك الحاكم" كتاب معرفة الصحابة، ر: ٤٧٨٨، ٥/ ١٧٩٧.

حالانکہ خاص سواریاں آپ کے ہمراہ ہوا کرتیں"۔ مگر امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تواضُع اور اِخلاص وادب کا تقاضا تھا کہ آپ حج کے لیے پیادہ سفر فرماتے[۱]۔

حضرت امام حسن کی شہادت

جانِ برادر! عمران بن عبد اللہ بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ انہوں نے حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خواب میں دیکھا، کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾[۲] لکھی ہوئی ہے، آپ کے اہلِ بیت کو اس سے بہت خوشی ہوئی، لیکن جب یہ خواب حضرت سعید بن مسیّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے بیان کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ واقعی اگر یہ خواب دیکھا ہے تو حضرت امام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عمر کے چند ہی روز رہ گئے ہیں!۔ یہ تعبیر صحیح ثابت ہوئی اور چند ہی روز بعد آپ کو زہر دیا گیا۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو: مؤرخین نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ بنت اشعث بن قیس کی طرف کی ہے، اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ زہر خورانی بہ اِغوائے یزید ہوئی ہے، یزید نے اس عورت سے نکاح کا وعدہ کیا تھا، اس لالچ میں آکر اس نے حضرت امام کو زہر دیا[۳]۔

لیکن اس روایت کی کوئی سندِ صحیح دستیاب نہیں ہوئی، اور بغیر کسی سندِ صحیح کے کسی مسلمان پر قتل کا الزام، اور ایسی عظیم الشان شخصیت کے قتل کا اِلزام کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟! قطع نظر اس بات سے کہ اس روایت کے لیے کوئی سند نہیں، جبکہ مؤرخین نے بغیر کسی معتبر ذریعہ یا معتمَد حوالہ کے مَذکورہ واقعہ لکھ مارا، یہ خبر واقعات

---

(۱) "سوانح کربلا" سیّدین جلیلین شہیدین عظیمین حضراتِ حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، صـ۹۵۔

(۲) پ ۳۰، الإخلاص: ۱.

(۳) "تاريخ الخلفاء" الحسن بن علي بن أبي طالب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وفاته، صـ۱٤٧.

کے لحاظ سے بھی ناقابلِ اطمینان ہے! واقعات کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہوسکتی ہے، مشکل ہے کہ بعد کو ویسی تحقیق ہوپائے، خاص طور پر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو! مگر حیرت ہے کہ اہلِ بیتِ اَطہار کے اس امامِ جلیل کا قتل، اس قاتل کی خبر غیروں کو تو کیا ہوتی، خود آپ کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس بات کا پتا نہیں چلا۔ یہی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے برادرِ معظّم سے زہر دہندہ کا نام دریافت فرماتے ہیں، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دینے والے کا علم نہیں تھا[1]۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ طیبہ پر عمل کی توفیق، ہمدردی، رحمدلی اور مہربانی کی نعمت سے مالامال فرما، صحابہ واہلِ بیت کرام کا فرمانبردار بنا، ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، کسی بھی صحابی پر طعن وتشنیع سے محفوظ فرما، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، اور ہمیں تمام گناہوں سے بچا، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) "سوانح کربلا" حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت، ص۱۰۱۔

اسلامی معیشت

(جمعۃ المبارک ۹ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۸/۱۰/۱۹ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ بالله مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

اسلامی نظامِ معیشت

برادرانِ اسلام! اس وقت عالمِ اسلام کی صُورتحال اس اعتبار سے انتہائی افسوسناک ہے، کہ اسلامی نظامِ معیشت پوری دنیا میں کہیں بھی نافذ العمل نہیں ہے۔ سُود (Interest)، جُوا (Gambiling) اور لاٹری (Lottery) وغیرہ نے دنیا بھر کی معیشت کو جکڑ رکھا ہے۔ اس بھیانک جُرم میں جہاں مسلم عوام ملوَّث ہیں، وہیں مسلم حکومتیں بھی اس ظالمانہ نظامِ معیشت کو تبدیل نہ کرنے کے جُرم میں شریک ہیں۔ سُود کے خاتمے اور متبادلات کی کتنی ہی اسکیمیں (Schemes) پاکستان کے مقتدر اداروں: اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور تحقیقی اداروں کے پاس موجود ہیں، لیکن کوئی بھی حکومت اس طرف سنجیدہ جِدوجُہد کے لیے آمادہ نہیں، ان حالات میں اکثر بینک غیر اسلامی اسکیموں کو مختلف اسلامی نام دے کر عوام کے دینی جذبے کا بھی استحصال کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں سنجیدہ اور مسلسل جِدوجُہد کے بغیر غیر

اسلامی نظامِ معیشت سے چھٹکارا نہیں پایا جاسکتا۔ سرکار دو عالَم ﷺ نے مُعاشی استحکام کے لیے مُعاشی عدل کا عملی نظام پیش فرمایا، سُود کا خاتمہ کیا، رشوت کو ممنوع قرار دیا، اور ہر اُس لین دَین کی ممانعت فرمادی جس میں کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو۔ نبیٔ رحمت ﷺ کی ان تعلیمات کو اگر آج بھی ہم عملی جامہ پہنادیں، تو یقیناً مُعاشی واقتصادی خوشحالی جَنم لے سکتی ہے، غربت کا خاتمہ، اور جرائم سے پاک ایک خوش گوار مُعاشرہ وُجود میں آسکتا ہے۔

معیشت کے اسباب

جانِ برادر! اللہ تعالی نے رزق کے مختلف ذرائع کی صورت میں معیشت کے متعدّد اسباب پیدا فرمائے ہیں، ارشادِ ربّانی ہے: ﴿وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾[۱] "ہم نے تمہیں زمین میں بسایا، اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے، تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو" حالانکہ اُس ربِ کریم نے اپنے فضل سے تمہیں راحتیں مہیا کیں[۲]۔

عزیزانِ گرامی قدر! ایک اَور مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ﴾[۳] "ہم نے تمہارے لیے اس میں روزیاں پیدا کردیں، اور وہ پیدا کردیے جنہیں تم رزق نہیں دیتے"۔ یعنی مَویشی اور خُدّام وغیرہ[۴]۔

---

(۱) پ۸، الأعراف: ۱۰.

(۲) "خزائن العرفان" پ۸، الاعراف، زیرِ آیت:۱۰، صـ۲۸۱۔

(۳) پ۱٤، الحجر: ۲۰.

(۴) "خزائن العرفان" پ۱۴، الحجر، زیرِ آیت:۲۰، صـ۴۸۲۔

معیشت کا تنگ ہونا

عزیزانِ محترم! دنیوی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو جاننا اور ان پر عمل پیرا ہونا، یقیناً اللہ تعالی اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ، ہماری معیشت میں بھی وُسعت وبرکت کا باعث ہے، جبکہ اس کے برعکس علمِ دین سے یکسر دُوری اختیار کرنے سے معیشت میں تنگی اور مُعاشی نظام میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾[1] "جس نے میری یاد سے منہ پھیرا، تو یقیناً اس کے لیے تنگ زندگانی ہے"۔

یعنی جو میرے اَحکام اور میرے رسول پر نازل کردہ تعلیمات کی مخالفت کرے، ان سے اِعراض کرے اور انہیں بُھلا دے، اور کسی اَور کے طرزِ زندگی کو اختیار کرے، تو اُس کی معیشت تنگ ہو جائے گی۔ یہ تنگی دنیا میں ایسے ہوگی کہ اسے کوئی اطمینان حاصل نہیں ہوگا، شرحِ صدر کی دَولت سے محروم رہے گا، بلکہ گمراہی کے باعث اس کا سینہ تنگ ہوگا، اگرچہ ظاہری طور پر وہ عیش وعشرت کی حالت میں رہے[2]۔

حضرت سیّدنا سعید بن جبیر علیہ الرحمۃ نے تنگیٔ معیشت کا یہ مطلب بھی بیان فرمایا ہے کہ "ہم اُس سے قناعت کی صفت سَلب کرلیں گے، یہاں تک کہ وہ سَیر نہ ہوگا"[3] یعنی اس میں لالچ اور دنیا کی حرص بڑھادی جائے گی۔

---

(١) پ١٦، طٰهٰ: ١٢٤.

(٢) "تفسير ابن كثير" پ١٦، سورة طٰهٰ، تحت الآية: ١٢٤، ٣/ ١٧٢، ملخّصاً.

(٣) "تفسير المَظهری" پ١٦، سورة طٰهٰ، تحت الآية: ١٢٤، ٦/ ١٠١.

اپنے عیش پر اِترانا

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! اللہ تعالی جب کسی بستی پر ناراض ہوکر، ان سے اپنی نعمتیں چھین لینا چاہتا ہے، توبظاہر ان کی معیشت کتنی ہی مضبوط ہو، قانونِ الٰہی کی سزا ان پر نافذ ہوکر ہی رہتی ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَاۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًاؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ﴾[1] "ہم نے کتنے ہی شہر ہلاک کردیے، جو اپنے عَیش پر اِترا گئے تھے، تو یہ ان کے مکان ہیں کہ ان کے بعد ان میں سُکونت نہ ہوئی مگر کم، اور ہم ہی وارث ہیں"۔

گزر بسر کا سامان

میرے محترم بھائیو! بنی نوعِ انسان کے مابین عہدوں اور مَناصب کے فرق کے باعث سب ایک دوسرے سے مستفید ہوتے ہیں، جیسے قرآنِ کریم میں اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا: ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ﴾[2] "ہم نے ان کی گزر بسر کا سامان ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں بانٹا، اور ان میں ایک کو دوسرے پر رُتبے میں بلندی عطا کی"۔ لہذا ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے رزق کے حُصول کے لیے کوشش کرتا رہے۔

مُعاشی زندگی کی خوش گواری

حضراتِ ذی وقار! حضرت سیّدنا ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهُ فِي مَعِيشَتِهِ»[3]

---

(١) پ ٢٠، القصص: ٥٨.

(٢) پ٢٥، الزخرف: ٣٢.

(٣) "مسند الإمام أحمد" باقي حديث أبي الدرداء، ر: ٢١٧٥٤، ٨/ ١٦٣.

"انسان کا اپنی معیشت میں نرمی (اعتدال) اختیار کرنا، اس کی دانائی سے ہے"۔

اِخلاص کے ساتھ اپنے اہل وعِیال، دوست احباب کی حاجت رَوائی کرنا، ان کے لیے اسباب اختیار کرنا، اللہ تعالی کو بے حد پسند اور کارِ ثواب ہے، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ اَبد قرار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِكَ»[1] "رِضائے الٰہی کے لیے تم جو کچھ خرچ کرتے ہو، اس پر تمہیں اجر دیا جاتا ہے، یہاں تک جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو (اس پر بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ثواب دیتا ہے)"۔

عزیزانِ مَن! یوں تو زندگی کے ہر مُعاملہ میں میانہ رَوی اختیار کرنا سُود مَند ہے، جیسا کہ مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا»[2] "سب کاموں میں میانہ رَوی (اعتدال) ہی بہتر ہے" لیکن خاص طور پر اپنے اِخراجات سے متعلق حد دَرجہ احتیاط برتنی چاہیے؛ کہ اس سے ہماری زندگی خوشحال ہو جاتی ہے۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اِفراط وتفریط سے بچنا میانہ رَوی کہلاتا ہے، جیسا کہ نبیٔ رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خبر دی کہ جو میانہ رَوی اختیار کرے، تو یہ چیز اُس کے لیے مُعاشی زندگی کی خوش گواری کا نصف حصہ ہے۔ یا میانہ رَوی اختیار کرنے والے کو ایسی برکت سے نوازا جاتا ہے، کہ گویا اسے خوش گواری کا نصف حصہ میسّر آگیا

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، ر: ٥٦، صـ١٣.
(٢) "العجالة في الأحاديث المسلسلة" للفاداني، المسلسل بالأشراف، صـ٧٣.

ہو[1]۔ لہذا اپنے گھریلو اخراجات سمیت تمام مُعاملات میں میانہ رَوِی اختیار کریں، فُضول خرچی سے اجتناب کریں، کفایت شِعاری سے کام لیں، اور اپنا مال حسبِ ضرورت خرچ کریں۔

دعا

اے اللہ! ہمیں اسلامی نظام معیشت اپنانے اور اسے رائج کرنے کی توفیق عطا فرما، ہم سب کو گزر بسر کی اعلی نعمتوں سے مالامال فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الہی ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، اور ہمیں تمام گناہوں سے بچا، آمین یا ربّ العالمین!۔

(١) "التنوير شرح الجامع الصغير" حرف الهمزة، تحت ر: ٣٠٥٦، ٤/ ٥٠٠.

خواجہ شمس الدّین سیالوی قدس سرّہ

(جمعۃ المبارک ۱۶ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ - ۲۶/۱۰/۲۰۱۸ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلِهِ وصحبِهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! اللہ تعالی نے اس دنیائے آب وگِل میں بے شمار مخلوقات پیدا کیں، ان میں انسان کو اَشرف المخلوقات کے مَنصب پر فائز فرما کر، اِنہی میں اپنے مقرّبین اولیائے کاملین کو پوشیدہ رکھا، ان مقرّبینِ بارگاہ کی نشانی وپہچان سے متعلق حضرت سیّدنا عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان ﷺ نے ارشاد فرمایا: «خِيَارُ عِبَادِ اللهِ الَّذِينَ إِذَا رُءُوا، ذُكِرَ اللهُ»[1] "اللہ تعالی کے بہترین بندے وہ ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے"۔

مفسرِ قرآن، شارحِ "مشکاۃ" حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "ان کے چہروں پر اَنوار وآثارِ عبادت ایسے ہوں کہ انہیں دیکھتے ہی رب عزّوجلّ یاد آجائے، ان کے چہرے آئینۂ خدا نُما ہوتے ہیں"[2]۔

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند الشاميّين، ر: ۱۸۰۲۰، ٦/ ۲۹۱.

(۲) "مرآۃ المناجیح" کتاب الآداب، باب حفظ اللسان ...الخ، تحت ر: ۴۸۷۱، ۴۸۷۲، ۶/۳۸۳۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی

نام ونسَب

برادرانِ ملّتِ اسلامیہ! شمس العارفین، برہان العاشقین، پیر سیال لجپال کا سلسلۂ نَسب کچھ یُوں ہے: حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، ابن حضرت خواجہ محمد یار، ابن میاں محمد شریف، ابن میاں بر خوردار، ابن میاں تاج محمود، ابن میاں شیر کرم علی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے آباء واَجداد کئی پُشتوں سے دنیاوی عزّ وجاہ اور علم وتقویٰ میں مُمتاز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی کے جدِّ اعلیٰ حضرت موسیٰ پاک شہید مُلتانی قدس سرہٗ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ آپ کا سلسلۂ نَسب پچاس ۵۰ واسطوں سے حضرت عبّاس علمدار شہیدِ کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملتا ہے (۱)۔

تاریخِ ولادت

میرے محترم بھائیو! آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۴ھ/ مطابق ۱۷۹۹ء کو "سیال شریف" ضلع سرگودھا، پنجاب پاکستان میں ہوئی۔

تحصیلِ علم

حضراتِ ذی وقار! حضور سیالوی قدس سرہٗ ساڑھے چار سال کی عمر میں حفظِ قرآنِ کریم کے لیے مکتب میں بٹھائے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی نے سات ۷ سال کی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کرلیا، علمِ دین کی تحصیل کے لیے علاقہ پنڈی گھیپ (پنجاب) کے ایک گاؤں "میکی ڈھوک" پہنچے، ابھی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں کہ استاذ گرامی کا وصال ہوگیا، وہاں سے آپ مکھڈ شریف تشریف لے گئے، وہاں مولانا محمد علی مکھڈی

---

(۱) "تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنّت" شمس العارفین حضرت خواجہ ...الخ، ص۱۷۵، ملتقطاً۔

سے تکمیل فرمائی، اسی طرح مولانا حافظ دَراز پشاوری سے بھی علم حاصل کیا۔ آپ قدّس سرّہٗ اپنے وقت کے جیّد عالمِ دین تھے[1]۔

بیعت وخلافت

حضراتِ گرامی قدر! حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ غوثِ زماں، حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تَونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے، "پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" آپ قدّس سرّہٗ کے فیض یافتہ تھے، آپ ملکوت صفات اور قدسی اَخلاق کے پیکر تھے، آپ علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ لنگر سے ہر مسافر مُفلِس اور مسکین بہرہ وَر ہوتا، آپ ہر دردمند کی دُکھ بھری داستان سنتے، اور حسبِ حال اس کا مداوا فرماتے۔

شریعتِ مقدّسہ کی اتّباع وپیَروی میں اپنی مثال آپ تھے، نماز باجماعت ادا کرتے، مریدین کو بھی اتّباعِ سنّتِ مطہّرہ کا سختی سے حکم دیتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رُشد وہدایت کا پیغام اعلیٰ پیمانے پر عوام وخواص تک پہنچایا، اور بے شمار مریدین کو سُلوک میں درجۂ کمال تک پہنچایا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر ومرشد کی خدمت کا حق ادا کر دیا، آپ کو اپنے پیر ومرِشد سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا، بلکہ آخری عمر میں تو فنا فی الشیخ کے درجے پر فائز ہوئے۔ جب آپ نے سیال شریف میں قیام کا ارادہ فرمایا، تو ارشادِ مرِشد کے مطابق تمام اَوراد واَذکار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ، درس وتدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ سال میں کئی بار پا پیادہ مرشدِ کامل کے دربار میں حاضری دیتے، اور کم وبیش چالیس ۴۰ دن تک وہاں قیام کرتے۔

---

(۱) ایضًا، ص۱۷۵، ۱۷۶، ملتقطاً۔

چودہ ۱۴ بار حضرت پیر پٹھان کی معیّت میں تَونسہ شریف سے مہار شریف کا سفر، اس شانِ نیاز سے کیا کہ مرشدِ کامل گھوڑی پر سوار ہوتے، اور آپ حضور کا قرآن مجید، رِحل اور دیگر وظائف سر پر رکھے، پانی کا کوزہ دائیں ہاتھ میں، عصا اور مصلّیٰ بغل میں دبائے ساتھ ساتھ دوڑتے جاتے تھے، دیکھنے والے اس پیکرِ حُسن وجمال کی جفاکشی اور عقیدت کشی کو دیکھ کر محوِ حیرت رہ جاتے، جبکہ اہلِ نظر اس شہبازِ معرفت کی قوّتِ پرواز کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے۔

۳۶ سال کی عمر میں جب آپ کا قلبِ انور عبادت وریاضت، اور پیرِ کامل کی نگاہِ کیمیا اثر کی برکت سے رشکِ شمس وقمر بن چکا تھا۔ تو حضرت پیر پٹھان سلیمانِ زماں حضرت خواجہ محمد سیلمان تَونسوی قدس سرہٗ نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا اور فرمایا: "جو شخص بیعت کی تمنّا لے کر حاضر ہو اس کی مراد بَرلائی جائے، اور اپنے اَشغال میں مصروف ہو کر اسے نظر انداز مت کردینا"۔

مرشد سے عقیدت ومحبت کا عالَم

میرے محترم بھائیو! مرشدِ اکمل سے عقیدت ومحبت کا یہ عالَم تھا، کہ ایک بار ایک نورانی پیکر بزرگ حضرت پیر پٹھان قدس سرہٗ کے پاس تشریف لائے، اور کچھ دیر محوِ گفتگو ہو کر رخصت ہو لیے، ان کے جانے کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "یہ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، جو شخص ان کی زیارت کرنا چاہتا ہے جائے اور زیارت کرے" تمام حاضرین دیوانہ وار ان کے پیچھے چلے گئے، مگر حضرت خواجہ شمس العارفین وہیں بیٹھے رہے، حضرت خواجہ شاہ سلیمان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "مَولوی! تمہیں حضرت سیّدنا خضر کی زیارت کا اشتیاق نہیں؟!" عرض کی: میرے

لیے اسی کی زیارت کافی ہے جس کی ملاقات کے لیے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام چل کر تشریف لائے ہیں۔ اس خُلوص و محبت پر حضرت پیر پٹھان رحمۃ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے اور دعا کی کہ "اللہ سائیں میرے سیال کو رنگ لائیں" اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ چہار دانگ عالَم سے جامِ عرفان کے مُتَلاشی پروانہ وار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، اور تسکینِ دل وجاں اور منزلِ مراد حاصل کرتے۔

تاریخِ وصال

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! حضرت خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کا وِصال ۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ / مطابق جنوری ۱۸۸۳ء میں ہوا۔ آپ قدس سرہٗ کا مزار "سیال شریف" ضلع سرگودھا، پنجاب پاکستان میں مرجعِ خلائق ہے [۱]۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو بزرگانِ دین کے فُیوض وبرکات سے مالامال فرما، ان کا ادب واحترام بجالانے اور عقیدت ومحبت رکھنے کی سوچ عنایت فرما، ہمیں ظاہری وباطنی طہارت کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) ایضاً، ص۱۷۶- ۱۷۹، ملتقطاً۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(جمعۃ المبارک ۳۰ صفر المظفر ۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۸/۱۱/۰۹ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

ولادت وابتدائی زندگی

علّامہ اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء/ مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۲۹۴ھ کو سیالکوٹ میں شیخ نور محمد کے گھر پیدا ہوئے، ماں باپ نے آپ کا نام محمد اقبال رکھا۔ اقبال کے آباء واَجداد کشمیر سے ہجرت کرکے سیالکوٹ آئے اور محلّہ کھیتیاں میں آباد ہوئے۔

شیخ نور محمد ایک دیندار شخص تھے اور بیٹے کے لیے دینی تعلیم ہی کافی سمجھتے تھے، سیالکوٹ کے اکثر مقامی علماء کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھتے تھے۔ اقبال جب سنِ شُعور کو پہنچے، تو انہیں مولانا غلام حسن کے پاس لے گئے، جو محلّہ شوالہ کی مسجد میں درس دیا کرتے تھے اور شیخ نور محمد کا وہاں آنا جانا تھا۔ یہاں سے اقبال کی تعلیم کا آغاز ہوتا ہے، حسبِ دستور قرآن شریف سے ابتداء ہوئی۔

تقریبًا سال بھر تک یہ سلسلہ چلتا رہا، ایک روز شہر کے ایک نامورعالم مولانا

سیّد میر حسن اس طرف آ نکلے، ایک بچے کو بیٹھے دیکھا کہ صورت سے عظمت اور سعادت چمکتی نظر آ رہی تھی، پوچھا: کس کا بچہ ہے؟ معلوم ہوا تو وہاں سے اُٹھ کر شیخ نور محمد کی طرف چل پڑے، دونوں آپس میں قریبی واقف تھے۔ مولانا نے زور دے کر سمجھایا کہ اپنے بیٹے کو مدرسے تک محدود نہ رکھو، اس کے لیے جدید تعلیم بھی بہت ضروری ہے، انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ اقبال کو ان کی تربیت میں دے دیا جائے۔ کچھ دن تک تو شیخ نور محمد کو پس و پیش رہا، مگر جب اِصرار بڑھتا چلا گیا، تو اقبال کو مولانا میر حسن صاحب کے سپرد کر دیا۔ ان کا مکتب شیخ نور محمد کے گھر کے قریب ہی کوچہ میر حسام الدین میں تھا، یہاں اقبال نے اردو، فارسی اور عربی ادب پڑھنا شروع کیا، تین ۳ سال گزر گئے، اسی دَوران سیّد میر حسن نے اسکاچ مشن اسکول (Scotch Mission School) میں پڑھانا شروع کر دیا، اقبال بھی وہیں داخل ہو گئے مگر پُرانے معمولات اپنی جگہ رہے، اسکول سے آکر استاد کی خدمت میں پہنچ جاتے۔

مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ تو اقبال کے گھر کی چیز تھی، مگر مولانا میر حسن صاحب کی تربیت نے اس جذبے کو ایک علمی اور عملی سَمت دے دی۔ اقبال سمجھ بوجھ اور ذہانت میں اپنے ہم عمر بچوں سے کہیں آگے تھے، بچپن ہی سے ان کے اندر وہ اِنہماک اور استغراق موجود تھا، جو بڑے لوگوں میں پایا جاتا ہے، انہیں کھیل کود کا بھی شَوق تھا اور دیگر بچوں کی طرح شَوخیاں بھی کرتے تھے، حاضر جواب بھی بہت تھے، شیخ نور محمد یہ سب دیکھتے مگر منع نہ کرتے، وہ جانتے تھے کہ اس طرح چیزوں کے ساتھ اپنائیت اور بے تکلفی پیدا ہو جاتی ہے، جو بے حد ضروری اور مُفید ہے۔

غرض اقبال کا بچپن ایک فطری کشادگی اور بے ساختگی کے ساتھ گزرا، قدرت نے انہیں صُوفی باپ اور عالم استاد عطا کیا، جس سے ان کا دل اور عقل یکسو ہوگئے، دونوں کا ہدف (Target) ایک ہوگیا۔ یہ جو اقبال کے یہاں حِس اور فکر کی نادِر یکجائی نظر آتی ہے، اس کے پیچھے یہی چیز کارفرما ہے، باپ کے قلبی فیضان نے جن حقائق کو اجمالاً محسوس کروایا تھا، استاد کی تعلیم سے تفصیلاً معلوم بھی ہوگئے۔ سولہ ۱۶ برس کی عمر میں اقبال نے میٹرک (Matric) کا امتحان پاس کیا، فرسٹ ڈویژن آئی، تمغہ اور وظیفہ بھی ملا۔

اسی اَثنا میں اسکاچ مشن اسکول(Scotch Mission School) میں انٹر میڈیٹ (Intermediate) کی کلاسیں بھی شروع ہوچکی تھیں، لہٰذا اقبال کو ایف اے (F.A) کے لیے کہیں اَور نہیں جانا پڑا، یہ وہ زمانہ ہے جب ان کی شاعری کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یوں تو شعر و شاعری سے ان کی مُناسبت بچپن ہی سے ظاہر تھی، کبھی کبھی خود بھی مَوزوں شعر کہہ لیا کرتے تھے، مگر اس بارے میں سنجیدہ نہیں تھے، نہ کسی کو سناتے نہ محفوظ رکھتے، لکھتے اور پھاڑ کر پھینک دیتے، لیکن اب شعر گوئی ان کے لیے فقط ایک مشغلہ نہ رہی تھی، بلکہ رُوح کا تقاضا بن چکی تھی۔

اس وقت پورا برصغیر داغ دہلوی کے نام سے گونج رہا تھا، خصوصًا اردو زبان پر ان کی گرفت کا ہر کسی کو اعتراف تھا، اقبال کو یہی گرفت درکار تھی، شاگردی کی درخواست لکھ بھیجی جو قبول کرلی گئی، مگر یہ سلسلہ زیادہ دیر جاری نہ رہ سکا، گو اس وقت تک اقبال کے کلام کی امتیازی خصوصیت ظاہر نہ ہوئی تھی، مگر داغ اپنی بے مثال بصیرت سے بھانپ گئے کہ اس ہیرے کو تراشا نہیں جاسکتا، لہٰذا داغ نے یہ کہہ کر

فارغ کر دیا کہ "اصلاح کی گنجائش نہ ہونے کے برابر ہے" مگر اقبال اس مختصر سی شاگردی پر بھی ہمیشہ نازاں رہے، اور ایسا ہی کچھ حال داغ کا بھی رہا۔

مزید تعلیم

۶ مئی ۱۸۹۳ء میں اقبال نے میٹرک کے بعد ۱۸۹۵ء میں "ایف-اے" کیا، اور مزید تعلیم کے لیے لاہور آگئے، یہاں "گورنمنٹ کالج" میں "بی-اے" میں داخلہ لیا اور ہاسٹل (Hostel) میں رہنے لگے۔ اپنے لیے انگریزی، فلسفہ اور عربی کے مضامین منتخب کیے، انگریزی اور فلسفہ گورنمنٹ کالج (Government College) میں پڑھتے، اور عربی پڑھنے اُورینٹل کالج (Oriental College) جاتے، جہاں سنّی عالم مولانا فیض الحسن سہارنپوری جیسے بے مثال استاد تشریف رکھتے تھے۔ دونوں کالجوں کے درمیان بعض مضامین کے سلسلے میں باہمی تعاوُن اور اشتراک کا سلسلہ جاری تھا۔ ۱۸۹۸ء میں اقبال نے "بی-اے" پاس کیا اور "ایم-اے" (فلسفہ) میں داخلہ لے لیا، یہاں پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ (Professor T. W. Arnold) کا تعلق میسّر آیا، جنہوں نے آگے چل کر اقبال کی علمی اور فکری زندگی کا ایک حتمی رُخ متعیّن کر دیا۔

مارچ ۱۸۹۹ء میں "ایم-اے" کا امتحان دیا اور پنجاب بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی، اس دَوران شاعری کا سلسلہ بھی چلتا رہا، مگر مُشاعروں میں نہیں جاتے تھے۔ نومبر ۱۸۹۹ء کی ایک شام کچھ بے تکلُّف ہم جماعت انہیں حکیم امین الدین کے مکان پر ایک محفلِ مُشاعرہ میں کھینچ لے گئے، بڑے بڑے سکّہ بند اساتذہ اپنے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد سمیت شریک تھے، سننے والوں کا بھی ایک ہُجوم تھا، اقبال

چونکہ بالکل نئے تھے اس لیے ان کا نام مُبتدیوں کے طور پر پُکارا گیا، غزل پڑھنی شروع کی، جب اس شعر پر پہنچے کہ ؏

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چُن لیے   قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

تو اچھے اچھے استاد اُچھل پَڑے اور بے اختیار داد دینے لگے!۔

یہاں سے بحیثیت شاعر اقبال کی شہرت کا آغاز ہوا، مُشاعروں میں بہ اِصرار بُلائے جانے لگے۔ اسی زمانے میں "انجمن حمایتِ اسلام" سے تعلق پیدا ہوا جو آخر دم تک قائم رہا، اس کے ملّی اور رفاہی جلسوں میں اپنا کلام سناتے تو ایک سماں باندھ دیتے۔ اقبال کی مقبولیت نے انجمن کے بہت سارے کاموں کو آسان کر دیا، کم از کم پنجاب کے مسلمانوں میں سماجی سطح پر دینی وَحدت کا شُعور پیدا ہونا شروع ہو گیا، جس میں اقبال کی شاعری نے بنیادی کردار ادا کیا!۔

"ایم-اے" پاس کرنے کے بعد اقبال ۱۳ مئی ۱۸۹۹ء کو "اُورینٹل کالج" میں میکلوڈ عربک ریڈر (McLeod Arabic Reader) کی حیثیت سے متعیّن ہو گئے، اسی سال آرنلڈ (Arnold) بھی عارضِی طور پر کالج کے قائم مقام پرنسپل مقرّر ہوئے، اقبال تقریبًا چار ۴ سال تک "اُورینٹل کالج" میں رہے، البتہ بیچ میں چھ ۶ ماہ کی رخصت لے کر "گورنمنٹ کالج" میں انگریزی پڑھائی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے کینیڈا یا امریکہ جانا چاہتے تھے، مگر آرنلڈ کے کہنے پر اس مقصد کے لیے انگلستان اور جرمنی کا انتخاب کیا۔

"اُورینٹل کالج" میں بطور عربک ریڈر مدّتِ ملازمت ختم ہو گئی، تو ۱۹۰۳ء میں اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی (Assistant Propessor of English) کی حیثیت سے اقبال کا "گورنمنٹ کالج" میں تقرر ہو گیا، بعد میں فلسفے کے شُعبے سے

وابستہ ہوکر وہاں پڑھاتے رہے، یہاں تک کہ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء کو یورپ جانے کے لیے تین ۳ سال کی رخصت لی۔

اعلیٰ تعلیم اور یورپ کا سفر

۲۵ دسمبر ۱۹۰۵ء کو علّامہ اقبال اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے، اور "کیمبرج یونیورسٹی ٹرنٹی کالج" (Cambridge University Trinity College) میں داخلہ لیا، چونکہ کالج میں ریسرچ اسکالر (Research Scholar) کی حیثیت سے لیے گئے تھے، اس لیے ان کے لیے عام طالب علموں کی طرح ہوسٹل میں رہنے کی پابندی نہ تھی، لہذا قیام کا بندوبست کالج سے باہر کیا۔

یہاں آئے ہوئے ابھی تقریباً ایک ماہ ہوا تھا کہ بیرسٹری (Barrister) کے لیے لنکنز ان (Lincoln's Inn) میں داخلہ لے لیا، اور پروفیسر براؤن سے رَہنمائی حاصل کی۔ بعد میں آپ جرمنی چلے گئے جہاں "میونخ یونیورسٹی" (University of Munich) سے آپ نے فلسفہ میں پی ایچ ڈی (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی۔

مئی ۱۹۰۸ء میں جب لندن میں "آل انڈیا مسلم لیگ" (All India Muslim League) کی برٹش کمیٹی (British Committee) کا افتتاح ہوا، تو ایک اجلاس میں سیّد امیر علی، کمیٹی کے صدر چُنے گئے اور اقبال کو مجلسِ عاملہ کا رکن نامزد کیا گیا۔

برطانیہ سے جولائی ۱۹۰۸ء میں وطن کے لیے روانہ ہوئے، بمبئی سے ہوتے ہوئے ۲۵ جولائی ۱۹۰۸ء کی رات دہلی پہنچے۔

تدریس، وکالت اور سماجی خدمات

ابتداء میں آپ نے "اُورینٹل کالج" لاہور میں تدریس کے فرائض انجام دیے، لیکن بعد میں آپ نے بیرسٹری کو مستقل طور پر اپنا لیا، وکالت کے ساتھ ساتھ

آپ شعر و شاعری بھی کرتے رہے اور سیاسی تحریکوں میں بھرپور انداز سے حصہ لیتے رہے، حکومت کی طرف سے آپ کو "سر" کا خطاب ملا۔ اقبال "انجمن حمایتِ اسلام" کے اِعزازی صدر بھی رہے۔

اگست ۱۹۰۸ء میں جب اقبال لاہور آگئے، تب ایک آدھ ماہ بعد چیف کورٹ پنجاب (Chief Court of Panjab) میں وکالت شروع کردی، اس پیشے میں کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آپ کو "ایم-اے-او کالج "علی گڑھ میں فلسفہ، اور "گورنمنٹ کالج "لاہور میں تاریخ کی پروفیسری کی پیشکش کی گئی، مگر اقبال نے اپنے لیے وکالت کو مُناسب جانا اور دونوں اداروں سے معذرت کرلی، البتہ بعد میں حکومتِ پنجاب کی درخواست اور اِصرار پر گورنمنٹ کالج لاہور میں عارضی طور پر فلسفہ پڑھانا شروع کیا، لیکن ساتھ ساتھ وکالت بھی جاری رکھی، مصروفیات بڑھتی چلی گئیں، اس دوران کئی اداروں اور انجمنوں سے تعلق پیدا ہوگیا۔

۱۸ مارچ ۱۹۱۰ء کو حیدرآباد دکن کا سفر پیش آیا، مارچ کی ۲۳ کو حیدرآباد سے واپس آئے، اورنگزیب عالمگیر کے مقبرے کی زیارت کے لیے راستے میں اُورنگ آباد اُتر گئے، دو ۲ دن وہاں ٹھہرے، ۲۸ مارچ ۱۹۱۰ء کو لاہور پہنچے اور پھر سے اپنے معمولات میں مشغول ہوگئے۔

اب معلّمی (Teaching) اور وکالت کو ساتھ ساتھ لے کر چلنا مشکل ہوتا جارہا تھا، آخر کار ۳۱ دسمبر ۱۹۱۰ء کو "گورنمنٹ کالج" سے مستعفی ہوگئے، مگر کسی نہ کسی حیثیت سے کالج کے ساتھ تعلق برقرار رکھا۔ ایک "گورنمنٹ کالج" ہی نہیں بلکہ پنجاب اور برصغیر کی کئی دوسری جامعات کے ساتھ بھی اقبال کا تعلق پیدا ہوگیا تھا۔

پنجاب، علی گڑھ، الہ آباد، ناگپور اور دہلی یونیورسٹی (Delhi University) کے ممتحن (Examiner) بھی رہے، اس کے علاوہ بیت العلوم حیدرآباد دَکن کے لیے بھی تاریخِ اسلام کے پرچے مرتَّب کرتے رہے، بعض اوقات زبانی امتحان لینے کے لیے علی گڑھ، الہ آباد اور ناگپور وغیرہ بھی جانا ہوتا۔ آپ نے ممتحن کی حیثیت سے ایک اٹل اُصول اپنا رکھا تھا کہ عزیز سے عزیز دوست پر بھی سفارش کا دروازہ بالکل بند کر رکھا تھا۔

اس دَوران "پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی" کے بھی رکن رہے، میٹرک کے طلبہ کے لیے فارسی کی ایک نصابی کتاب "آئینۂ عجم" مرتَّب کی، جو ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔ غرض "پنجاب یونیورسٹی" سے اقبال عملاً ۱۹۳۲ء تک تعلق میں رہے [۱]۔

کلامِ اقبال میں قرآنی آیات کے ترجمے

علّامہ اقبال کے کلام کا ایک بڑا حصہ قرآنی آیات کے تراجم یا ان کی تفسیر ہے، بسا اوقات آپ اپنے اَشعار میں بالکل واضح طور پر کسی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہیں، اور کئی بار آپ کسی آیت کا مرادی اور مفہومی ترجمہ کرتے دکھائی دیتے ہیں، کبھی آپ کسی آیتِ مبارکہ کے خاص حصے کو اپنے شعر کا حصہ بنالیا کرتے ہے، اردو شاعری میں اس کی نظیر دیگر شعراء کے یہاں کم ملتی ہے، جیسے اقبال کی نظم "بچے کی دعا" کا ایک شعر ہے ع

میرے اللہ بُرائی سے بچانا مجھ کو نیک جو رَاہ ہو اسی رَہ پہ چلانا مجھ کو [۲]

اس کا پہلا مصرعہ آیتِ مبارکہ: ﴿وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا﴾ [۳] کا ترجمہ ہے

(۱) "ماہنامہ دخترِ اسلام لاہور نومبر ۲۰۱۶ء "ڈاکٹر علّامہ محمد اقبال...الخ، ص۱۷-۲۴، ملتقطاً۔
(۲) "کُلیاتِ اقبال" "بانگِ درا، بچے کی دعا، ص۶۷۔
(۳) پ ٤، آل عمران: ۱۹۳ .

کہ "(ہمارے رب!) ہم سے بُرائیاں دور فرما" جبکہ دوسرا مصرعہ آیاتِ طیّبات:
﴿ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ﴾[۱] ...الآیۃ کا مفہومی ترجمہ ہے کہ "ہمیں سیدھا راستہ چلا، اُن کا راستہ جن پر تُو نے احسان کیا"۔

ڈاکٹر اقبال کی علمائے اہلِ سنّت سے عقیدت کی ایک مثال

علّامہ اقبال اور امیرِ ملّت

علّامہ اقبال کو دیگر علمائے اہلِ سنّت کی طرح حضرت امیرِ ملّت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی گہری عقیدت تھی، ایک بار امیرِ ملّت کی صدارت میں "انجمن حمایتِ اسلام" کا جلسہ جاری تھا، علّامہ اقبال کچھ تاخیر سے تشریف لائے، جبکہ جلسہ گاہ میں بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی، تب علّامہ اقبال نے حضرت امیرِ ملّت کے قدموں میں بیٹھ کر کہا کہ "اولیاء اللہ کے قدموں میں جگہ پانا بڑے فخر کی بات ہے" یہ سن کر امیرِ ملّت نے فرمایا کہ "جس کے قدموں میں اقبال آجائے، اس کے فخر کا کیا کہنا!"۔

علّامہ اقبال کے آخری اَیام کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں امیرِ ملّت نے فرمایا: "اقبال! آپ کا ایک شعر ہمیں بے حد پسند ہے" پھر وہ شعر پڑھا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے: ؏

نگاہِ مردِ مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اس وقت علّامہ اقبال کی خوشی دیدنی تھی، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ "ولی اللہ کی زبان سے ادا ہونے والا میرا یہ شعر، میری نَجات کے لیے کافی ہے!"[۲]۔

---

(۱) الفاتحۃ: ٦، ٧.

(۲) "سیرتِ امیرِ ملّت" انجمن حمایتِ اسلام، ۱۰۴۔

چند مشہور تصانیف

"بانگِ درا"، "بالِ جبریل" اور "ضربِ کلیم" آپ کی اردو تالیفات، اور "اَسرارِ خُودی"، "رُموزِ بے خودی"، "پیامِ مشرق" اور "زَبورِ عجم" فارسی شاعری کا مجموعہ ہیں۔

وفات

آپ نے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء میں وفات پائی اور لاہور میں بادشاہی مسجد کے دروازہ کے قریب دفن کیے گئے[1]۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو علّامہ اقبال قدّس سرّہٗ کی تعلیماتِ اسلامیہ کو سمجھ کر اس پر عمل اور اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرما، اقبال کی طرح جذبۂ ایمانی قائم و زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) "اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ" ۳/۷-۱۴، ملتقطاً۔

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ

(جمعۃ المبارک ۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۸/۱۱/۲۳ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

اَخلاقِ نبوّت

برادرانِ اسلام! آج تقریبًا چودہ سو برس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، مگر مخالفین میں سے بھی کبھی کسی کو مجال نہیں ہوسکی، کہ اَخلاقِ مصطفی ﷺ پر کسی طرح طعن کر سکے، اس وقت جب ہمارے آقا ومولا ﷺ اپنے دشمنوں اور مخالفین میں اپنے عملی کردار کا مظاہرہ فرمارہے تھے، خداوندِ قدّوس نے قرآنِ کریم میں اعلان فرمایا کہ ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾[1] "(اے حبیب!) خدا کی رحمت سے آپ لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں، اگر آپ کہیں بداَخلاق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے دُور ہٹ جاتے"۔ دشمنانِ رسول نے قرآنِ کریم کی زبان سے یہ خدائی اعلان

(١) پ٤، آل عمران: ١٥٩.

سن تو لیا، مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی بیان دیتا یا آفتاب سے زیادہ روشن تر اس حقیقت کو جھٹلا پاتا، بلکہ مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی اس بات کا اعتراف کیا کہ آپ ﷺ بہت ہی بلند اَخلاق، نرم خُو اور رحیم و کریم ہیں!۔

رسول اللہ ﷺ کی پیروی

عزیزانِ محترم! حضورِ اکرم ﷺ کی پیروی ہمارے لیے بہترین مشعلِ راہ اور ذریعۂ نَجات ہے، ربِّ کریم جلّ جلالہ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1] "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی ہی بہتر ہے" مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ سارے انسانوں کے لیے نمونۂ حیات ہے، زندگی کا کوئی بھی شعبہ اس سے باہر نہیں، رب تعالی نے حضورِ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیّبہ کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا ہے، لہذا کامیاب زندگی وہی ہے جو اُن کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا سب حضورِ اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو جائے، تو یہ سارے کام عبادت بن جاتے ہیں"[2]۔

آپ ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ کے بارے میں خَلقِ خدا سے کیا پوچھنا؟ جبکہ خود خالق کائنات نے فرما دیا کہ ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾[3] "اے حبیب! بلا شبہ آپ اَخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں" ۔

---

(۱) پ۲۱، الأحزاب: ۲۱.

(۲) "تفسیر نور العرفان" پ۲۱، الاَحزاب، زیرِ آیت: ۲۱، ص۶۷۱، ملتقطاً۔

(۳) پ۲۹، القلم: ٤.

لہٰذا ہمیں بھی سرورِ عالَم ﷺ کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کی کوشش کرنی ہے؛ کہ اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی ہے، محسنِ انس وجاں ﷺ اَخلاقیات کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز اور بہترین آئیڈیل (Ideal) ہیں، کسی نے جب حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے والیٔ کونین ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے جواب دیا: «كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ»[1] "خود قرآنِ کریم ہی آپ ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ ہیں" آپ ﷺ کے اَخلاقِ کریمہ کی گواہی قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ آپ کی اَزواجِ مطہّرات، صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالٰی عنہم، حتی کہ آپ کے بدترین مخالفین نے بھی دی، لہٰذا آج ہمیں بھی آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور سیرتِ طیّبہ کو اَپنانے کی شدید ضرورت ہے!!۔

حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے کہ میں حضورِ اکرم ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا اور آپ ﷺ ایک نجرانی چادر اُوڑھے ہوئے تھے، جس کے کنارے موٹے اور کُھردَرے تھے، یکایک ایک بدوی نے حضورِ اکرم ﷺ کو پکڑ لیا، اور اتنے زور سے چادر مبارک کو کھینچا کہ آپ ﷺ کی نرم ونازک گردن پر چادر کی کنار سے خراش آگئی، پھر اُس بدوی نے کہا کہ اللہ تعالی کا جو مال آپ کے پاس ہے، آپ حکم دیجیے کہ اس میں سے مجھے کچھ مل جائے! حضور رحمتِ عالَم ﷺ نے جب اس بدوی کی طرف توجہ فرمائی تو کمالِ حِلم اور عفو ودرگزر سے اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیے اور پھر «أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ»[2] "اُس کو کچھ مال عطا فرمانے کا حکم صادر فرمایا"۔

---

(۱) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رضي الله عنها، ر: ۲٤٦٥٥، ۹/ ۳۸۰.

(۲) "صحيح البخاري" كتاب فرض الخمس، ر: ۳۱٤۹، صـ۵۲۳، ۵۲٤.

آپ ﷺ نے کبھی کسی سے اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا

حضراتِ گرامی قدر! نبیٔ رحمت ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں ایسے کئی واقعات ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ حِلم وعفو، یعنی اِیذاؤں کا برداشت کرنا، اور اختیار وقدرت کے باوُجود مجرِموں کو بنا انتقام چھوڑ دینا، مُعاف کر دینا، آپ ﷺ کی عادتِ کریمہ رہی، جو آپ ﷺ کے اَخلاقِ حسَنہ کا عظیم شاہکار اور ساری کائنات میں عدیم المثال ہے! حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: «وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ الله ﷺ لِنَفْسِه إِلَّا أَنْ تُنْتَهكَ حُرْمَةُ الله، فَيَنْتَقِمَ لله بِهَا»[۱] "اپنی ذات کے لَیے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ نے کسی سے اَنتقام نہیں لیا، البتہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزوں کا اگر کوئی مرتکب ہوتا، توضرور اس سے مُؤاخذہ فرماتے"۔

اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

عزیزانِ مَن! اپنے اہل وعِیال کے ساتھ بھی آپ ﷺ ہمیشہ حسنِ سُلوک، ادب واحترام اور اچھی گفتگو کے ساتھ پیش آتے، دوسروں کو بھی ارشاد فرمایا: «خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ»[۲] "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اچھا ہے، اور میں اپنے اہل وعِیال کے ساتھ تم سب سے اچھا ہوں"۔ اس کے علاوہ عدل وانصاف، شکر واِحسان، رَواداری، خَلقِ خدا کی حاجت رَوائی، آدابِ مُعاشرت، نرمی وآسانی، اعتدال ومیانہ رَوی، اتفاق واتحاد

---

(۱) المرجع نفسه، كتاب المناقب، ر: ۳۵٦۰، صـ۵۹۷.

(۲) "سنن الترمذي" أبواب المناقب، باب فضل أزواج النّبي ﷺ، ر: ۳۸۹۵، صـ۸۷۸.

وغیرہ، الغرض رحمتِ عالمیان ﷺ نے ہر جگہ ہماری مکمل رہنمائی فرمائی، زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا!۔

حِلم اور عفو ودرگزر

جانِ برادر! حضرت سیّدنا زَید بن سُعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے ایک یہودی عالم تھے، انہوں نے حضور نبیٔ کریم ﷺ سے کھجوریں خریدی تھیں، کھجوریں دینے کی مدّت میں ابھی دو تین دن باقی تھے، کہ انہوں نے بھرے مجمع میں حضور رحمتِ عالَم ﷺ سے انتہائی تلخ لہجے میں تقاضا کرتے ہوئے، آپ ﷺ کا دامن اور چادر پکڑ کر نہایت تند وتیز نظروں سے آپ کی طرف دیکھا، اور چِلاّ کر کہا کہ اے محمد! تم سب عبد المطّلب کی اَولاد کا یہی طریقہ ہے، کہ ہمیشہ لوگوں کے حُقوق ادا کرنے میں دیر کرتے ہو! اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے! یہ منظر دیکھ کر حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپے سے باہر ہوگئے اور نہایت غضب ناک نظروں سے گھور کر کہا، کہ اے خدا کے دشمن! تو خدا کے رسول ﷺ سے ایسی گستاخی کر رہا ہے! خدا کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کا ادب مانع نہ ہوتا، تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر قلم کر دیتا! یہ سن کر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «يَا عُمَرُ! أَنَا وَهُوَ كُنَّا أَحْوَجَ إِلَى غَيْرِ هَذَا! أَنْ تَأْمُرَنِي بِحُسْنِ الْأَدَاءِ، وَتَأْمُرَهُ بِحُسْنِ التَّبَاعَةِ! اذْهَبْ بِهِ يَا عُمَرُ! فَأَعْطِهِ حَقَّهُ وَزِدْهُ عِشْرِينَ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ مَكَانَ مَا رُعْتَهُ» "اے عمر! تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں تو چاہیے تھا کہ مجھ کو اَدائے حق کی ترغیب دے کر، اسے نرمی سے تقاضا کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے ہم دونوں کی مدد کرتے! (پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ) اے عمر! اسے اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو، اور بیس ۲۰

صاع زیادہ بھی دے دو" حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حق سے زیادہ کھجوریں دیں تو حضرت سیّدنا زَید بن سُعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے عمر! میرے حق سے زیادہ کیوں دے رہے ہو؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے ٹیڑھی تِرچھی نظروں سے دیکھ کر تمہیں خوفزدہ کیا تھا، اس لیے حضورِ اکرم ﷺ نے تمہاری دِلجوئی اور دِلداری کی خاطر تمہارے حق سے کچھ زیادہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔

یہ سن کر حضرت سیّدنا زَید بن سُعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے عمر! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں زَید بن سُعنہ ہوں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم وہی زَید بن سُعنہ ہو جو یہودیوں کا بہت بڑا عالم ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، یہ سن کر حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے حضور ﷺ کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ حضرت سیّدنا زَید بن سُعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے تورات میں نبیٔ آخر الزمان کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں، ان سب کو میں نے حضور کی ذات میں دیکھ لیا ہے، مگر دو ۲ نشانیوں کے بارے میں مجھے ان کا امتحان کرنا باقی تھا: (۱) ایک یہ کہ ان کا حِلم (برداشت) جہل پر غالب رہے گا، (۲) اور جس قدر زیادہ ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا جائے گا، اُسی قدر ان کی نرمی بڑھتی جائے گی، چنانچہ میں نے اس طرح ان دو ۲ نشانیوں کو بھی دیکھ لیا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً یہ نبیٔ برحق ہیں، اور اے عمر میں بہت مالدار آدمی ہوں! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال حضورِ اکرم ﷺ کی امّت پر صدقہ کیا، پھر یہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام میں پناہ گزیں ہو گئے "[1]۔

---

(۱) "دلائل النبوّة" باب استبراء ...إلخ، ٦/ ٢٧٩، ٢٨٠، ملتقطاً.

اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے!

میرے محترم بھائیو! جنگِ اُحد میں عُتبہ بن ابی وقاص نے مصطفی جانِ رحمت ﷺ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا، اور عبداللہ بن قمیئہ نے چہرۂ انور کو زخمی اور خون آلُود کر دیا، مگر سرورِ کائنات ﷺ نے ان لوگوں کے لیے اس کے سوا کچھ بھی نہ فرمایا: «اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِيْ؛ فَإِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ!»[۱] "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے؛ کیونکہ یہ لوگ ناسمجھ ہیں"۔

تمام انسانوں میں سب سے بہتر

حضراتِ ذی وقار! غَورث بن الحارث نے آپ ﷺ کے قتل کے ارادے سے آپ کی تلوار نیام سے کھینچ لی، جب حضور اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو غَورث کہنے لگا کہ کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «اللہُ» "اللہ بچائے گا" نبوّت کی ہیبت سے تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضورِ اکرم ﷺ نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا: «مَنْ یَمْنَعُكَ مِنِّي؟» "اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟" غَورث کہنے لگا کہ خدارا آپ ہی میری جان بخش دیں! رحمتِ عالَم ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور مُعاف فرمادیا؛ چنانچہ غَورث اپنی قوم میں آکر کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں، جو تمام انسانوں میں سب سے بہترین ہے[۲]۔

جانی دشمنوں سے حسنِ اَخلاق

رفیقانِ ملّت اِسلامیہ! خیبر میں زینب نامی یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر دیا، مگر مصطفی جانِ رحمت ﷺ نے اس سے کوئی انتقام نہیں لیا، لَبید بن

---

(۱) "الشفا" القسم ۱، الباب ۲، فصل: وأما الحلم ...إلخ، الجزء۱، صـ۷۲، ۷۳.
(۲) المرجع نفسه، صـ۷۳.

اَعصَم نے سرورِ کائنات ﷺ پر جادُو کیا، اگرچہ بذریعۂ وحی اس کا سارا حال معلوم ہو چکا تھا، مگر اس کے باوُجود آپ ﷺ نے اس سے کچھ مُؤاخذہ نہیں فرمایا"[1]۔

حضراتِ گرامی قدر! وہ کونسا ظالمانہ برتاؤ تھا جو کفّارِ مکّہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نہ کیا ہو؟! مگر فتحِ مکہ کے دن جب یہ سب جابرانِ قریش، انصار ومہاجرین کے لشکروں کے مُحاصرہ میں خَوف ودہشت سے کانپ رہے تھے، اُس وقت رسولِ اکرم ﷺ نے ان مجرِموں کو مُعاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: «لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ! فَاذْهَبُوْا أَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ»[2] "آج تم سے کوئی مُؤاخذہ نہیں ہو گا! جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

رسول اللہ ﷺ غلاموں کی دعوت بھی قبول فرمایا کرتے

سیرتِ مصطفی ﷺ کے بارے میں حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ ...وَكَانَ يُدْعَى إِلَى خُبْزِ الشَّعِيرِ وَالإِهَالَةِ السَّنِخَةِ، فَيُجِيبُ» "رسول اللہ ﷺ غلاموں کی دعوت بھی قبول فرماتے تھے... اور اگر جَو کی روٹی اور چربی کھانے کی دعوت دی جاتی، تو آپ ﷺ اسے بھی قبول فرمالیتے تھے"۔

حضرت سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ حضورِ اکرم ﷺ اپنے گھریلو کام خود اپنے دستِ مبارک سے کرلیا کرتے تھے، اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناوُل فرماتے، اور گھر کے کاموں میں آپ ﷺ اپنے خادموں کا ہاتھ بھی بٹایا کرتے"[3]۔

---

(١) المرجع السابق، صـ٧٤.

(٢) المرجع السابق، صـ٧٥.

(٣) المرجع السابق، فصل وأمّا تواضعه ...إلخ، الجزء١، صـ٨٧، ٨٨، ملتقطاً.

حُسنِ عشیرت

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! حضورِ اقدس ﷺ اپنی اَزواجِ مطہَّرات -رضی اللہ تعالی عنہن- اپنے احباب واصحاب رضی اللہ عنہم، اپنے رشتے داروں، اور پڑوسیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اَخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے، کہ ان میں سے ہر ایک آپ ﷺ کے اَخلاقِ حسَنہ کا گرویدہ اور مدّاح تھا، خادمِ خاص حضرت سیّدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے، کہ میں نے دس ۱۰ برس تک سفر وحضر میں حضور ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے، مگر کبھی حضور ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ جھڑکا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تُو نے فُلاں کام کیوں کیا؟ اور فُلاں کام کیوں نہیں کیا؟[1]۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ سیرتِ مصطفی ﷺ کا مُطالعہ کریں، حضور نبئ کریم ﷺ کے نقشِ قدم کی پیروی کریں، حُسنِ اَخلاق کے پیکر بنیں، اور اپنے رشتہ داروں، ہمسایوں اور اہل وعِیال کے ساتھ حسنِ سُلوک سے پیش آئیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت وسنّت اور تعلیمات پر خوب عمل کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ فرما، ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

(۱) "شرح الزرقاني" الفصل ۲ فيما أكرمه الله ...إلخ، ٦/ ٤٢، ٤٣، ملتقطاً.

قرآنِ کریم کتابِ ہدایت

(جمعۃ المبارک ۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۸/۱۱/۳۰ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافِعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبِهِ أجمعين.

قرآنِ کریم کن لوگوں کے لیے ہدایت ہے؟

برادرانِ اسلام! جو لوگ اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہیں، اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، اَحکامِ شریعت پر عمل کرتے ہیں، اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، قرآنِ کریم ان لوگوں کے لیے کتابِ ہدایت اور نصیحت کا باعث ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الٓمّٓ * ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ * الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ * وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ * اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[1] "الٓمّٓ، وہ بلندرُتبہ کتاب (قرآنِ کریم) اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں، خوفِ خدا والوں کے لیے ہدایت ہے، وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں، اور نماز قائم

(۱) پ۱، البقرة: ۱-۵.

رکھیں، اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کریں، اور اے حبیب! وہ جو کہ تمہاری طرف اُترا، اور جو تم سے پہلے اُترا، اس پر ایمان لائیں، اور آخرت پر یقین رکھیں، وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور وہی لوگ فلاح (کامیابی) پانے والے ہیں"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾[1] "اے حبیب! آپ فرمادیجیے کہ جو کوئی جبریل کا دشمن ہو، تو اُس نے تو تمہارے دل پر اللہ تعالی کے حکم سے یہ قرآن اُتارا، اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور مسلمانوں کے لیے ہدایت وبِشارت ہے"۔

میرے محترم بھائیو! قرآنِ کریم کی ہدایت ہر دیکھنے والے کے لیے عام ہے، مؤمن ہو یا کافر، جیسا کہ فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾[2] "رمضان کا مہینہ جس میں قرآنِ کریم اُترا، لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور رَہنمائی اور فیصلے کی روشن باتیں" لیکن اصل فائدہ اس قرآن سے اہلِ تقوی ہی کو ہوتا ہے۔

تمام انسانوں کے لیے ہدایت ونصیحت

حضراتِ گرامی قدر! قرآنِ کریم سے نصیحت حاصل کرنے میں ہی انسانی زندگی کی کامیابی کا راز ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ

(۱) پ۱، البقرة: ۹۷.
(۲) پ۲، البقرة: ۱۸۵.

﴿لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾[1] "اللہ تعالی اپنی آیتیں لوگوں کے لیے کھول کر بیان فرماتا ہے؛ تاکہ وہ نصیحت مانیں!"۔

روشن کتاب

حضراتِ محترم! جو شخص اللہ تعالی کے حکم اور مرضی کے مطابق زندگی گزارتا، اور اَحکامِ شریعت پر عمل کرتا ہے، یہ روشن کتاب (قرآنِ کریم) اس کے لیے ہدایت ورَہنمائی کا ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۞ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾[2] "تمہارے پاس اللہ تعالی کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب، اللہ اس سے اُسے ہدایت دیتا ہے جو اللہ کی مرضی پر سلامتی کے راستے چلا، اور اپنے حکم سے انہیں اندھیریوں سے رَوشنی کی طرف لے جاتا ہے، اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے"۔

تمام عالَم کے لیے نصیحت

جانِ برادر! یہی قرآنِ کریم بینَ الاَقوامی مُعاشرت، امن وامان، اور عدل وانصاف کے لیے بھی ہدایت ونَصیحت ہے: ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ﴾[3] "یہ قرآن تمام عالَم کے لیے نصیحت ہے"۔

ارشادِ خداوندی ہے: ﴿فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ

---

(۱) پ۲، البقرة: ۲۲۱.

(۲) پ٦، المائدة: ۱۵، ۱٦.

(۳) پ۷، الأنعام: ۹۰.

﴿...اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ﴾[1] "تو تمہارے پاس تمہارے رب کی رَوشن دلیل اور ہدایت اور رَحمت آئی، تو اس سے زیادہ ظالم کون؟ جو اللہ تعالی کی آیتوں کو جھٹلائے، اور ان سے منہ پھیرے! وہ جو ہماری آیتوں سے منہ پھیرتے ہیں، عنقریب ہم انہیں برے عذاب کی سزا دیں گے، ان کے منہ پھیرنے کا بدلہ!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾[2] "یقیناً ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے، جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصَّل کیا، وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے"۔

وعظ ونصیحت کا سب سے بڑا ذریعہ

عزیزانِ مَن! وعظ ونصیحت کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن کریم ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾[3] "اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب تعالی کی طرف سے نصیحت آئی، اور دِلوں کی صحت وہدایت، اور ایمان والوں کے لیے رحمت"۔

مزید ارشاد ربّانی ہے: ﴿وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾[4] "لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے، اور ہر چیز کا مفصَّل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے"۔

---

(١) پ٨، الأنعام: ١٥٧.

(٢) پ٨، الأعراف: ٥٢.

(٣) پ١١، یونس: ٥٧.

(٤) پ١٣، یوسف: ١١١.

عقل والے ہی نصیحت مانتے ہیں

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! قرآنِ مجید خود اپنے مقصدِ نُزول کی تعبیر ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[1] "یہ (قرآنِ کریم) لوگوں کو پہنچانا ہے؛ اور اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں؛ اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے؛ اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت مانیں!"۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ١ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾[2] "ہم نے تم پر یہ کتاب اسی لیے اُتاری؛ تاکہ تم لوگوں پر وہ بات رَوشن کردو جس میں وہ اختلاف کریں، اور ایمان والوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے"۔

ہر چیز کا رَوشن بیان

حضراتِ ذی وقار! دینِ اسلام ایک کامل اور اکمل دین ہے، یہی وہ واحد مذہب ہے جس نے ہر چیز کو واضح طور پر بیان کردیا، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾[3] "ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا رَوشن بیان ہے، اور ہدایت ورحمت اور مسلمانوں کو خوشخبری ہے"۔

---

(۱) پ۱۳، إبراهيم: ۵۲.

(۲) پ۱٤، النحل: ٦٤.

(۳) پ۱٤، النحل: ۸۹.

رَہنمائے صراطِ مستقیم

برادرانِ اسلام! قرآنِ کریم ایک روشن کتاب اور رَہنمائے صراطِ مستقیم ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا﴾[1] "یقیناً یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے، اور ایمان والوں کو خوشی سناتا ہے جو اچھے کام کریں، کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۞ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ﴾[2] "یہ قرآن بنی اسرائیل سے متعلق اکثر وہ باتیں ذکر فرماتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، اور یقیناً وہ مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت ہے"۔

عقل والوں کو نصیحت

عزیزانِ محترم! قرآنِ مجید حیاتِ انسانی کی ہر شعبہ میں رَہنمائی فرماتا ہے، چاہے اس کا تعلق جسمانی صحت سے ہو یا تزکیہ نفس (باطنی پاکیزگی) سے، یہ کلام دلوں کو تازگی، رُوحوں کو فرحت، اور ایمان کو جِلا بخشتا ہے، فکر کو اُجاگر کرتا ہے؛ تاکہ اس کے عظیم مَعانی اور ہمیشہ باقی رہنے والے علم و معرفت تک پہنچنے کا راستہ آسان ہو، اسی لیے اللہ تعالی نے ہمیں قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے، اس کے مَطالب ومَعانی سمجھنے، اور اس میں غور وفکر کرکے اس سے قیمتی موتی چننے کا حکم فرمایا ہے؛ تاکہ ہم اس عظمت

(١) پ١٥، الإسراء: ٩.

(٢) پ٢٠، النمل: ٧٦، ٧٧.

والی کتاب کے نُزول کا مقصد حاصل کرسکیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[1] "یہ ایک برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اُتاری؛ تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں!" یہی وہ چیز ہے کہ قرآنِ مجید پڑھنے والے کو جس کی ضرورت ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾[2] "اللہ تعالی نے سب سے اچھی کتاب اُتاری کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے، دوہرے بیان والی، اس سے ان کے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے رب تعالی سے ڈرتے ہیں، پھر یادِ خدا کی طرف رغبت میں ان کی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں، یہ اللہ کی ہدایت ہے، اس سے جسے چاہے راہ دکھائے، اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں!"۔

قرآنِ کریم نے ہر قسم کی مثال بیان فرمائی

حضراتِ گرامی قدر! کلام اللہ شریف میں مختلف مثالوں کے ذریعے بھی انسان کو سمجھانے اور غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، تمام لوگوں سے بالعموم، اور اہلِ اسلام سے بالخصوص اللہ تعالی یوں خطاب فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾[3] "ہم نے لوگوں کے لیے اس

(۱) پ۲۳، ص: ۲۹.
(۲) پ۲۳، الزمر: ۲۳.
(۳) پ۲۳، الزمر: ۲۷.

قرآن میں ہر قسم کی مثال بیان فرمائی؛ کہ کسی طرح انہیں دھیان (تنبیہ) ہو" اور وہ نصیحت قبول کریں!۔

قرآن کریم کے ذریعے ہدایت و نصیحت

میرے محترم بھائیو! جو شخص ہدایت ورَہنمائی کا طلبگار ہے یہ قرآن کریم اس کے لیے نصیحت کا ذریعہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ﴾[1] "یقیناً اس قرآن میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو، یا کان لگائے اور متوجہ ہو!"۔

ہمارا پروَردگار اپنے بندوں کی ہدایت ورَہنمائی اپنے حبیب ﷺ کی مبارک زبان سے، بذریعہ قرآن کریم کرنا چاہتا ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ ان پر قرآن کی تلاوت اس طرح کریں: ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾[2] "تو قرآن کے ذریعے اسے نصیحت فرمایئے جو میری وعید سے ڈرتا ہے!"۔

قرآنِ کریم کی سب سے بہترین تفسیر

حضراتِ گرامی قدر! قرآنِ کریم کی سب سے عمدہ وبہترین تفسیر وتشریح حدیثِ نبوی ہے، جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے ذریعہ ساری اُمت تک پہنچی؛ کیونکہ سرکار ابد قرار ﷺ جو کچھ گفتگو فرماتے ہیں وہ اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى * اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾[3] "یہ نبی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ صرف وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے"۔

---

(۱) پ۲٦، ق: ۳۷.

(۲) پ۲٦، ق: ٤٥.

(۳) پ۲۷، النجم: ۳، ٤.

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وحی کی دو ۲ قسمیں ہیں: (ا) وحئ مَتلو: وہ جس کی تلاوت کی جاتی ہے یعنی قرآن کریم، کہ اس کا ایک ایک حرف کلامِ الٰہی ہے، (۲) وحئ غیر مَتلو: وہ جس کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے یعنی حدیثِ رسول ﷺ، جس میں اللہ تعالی کی بات نبئ کریم ﷺ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

دو اہم چیزیں

جانِ برادر! قرآنِ کریم کو سمجھنے کا سب سے بڑا ذریعہ حدیثِ رسول ہے، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا: «تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: (١) كِتَابَ الله (٢) وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ»[1] "میں تمہارے درمیان دو ۲ چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم انہیں تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہوگے: (ا) اللہ تعالی کی کتاب، (۲) اور اس کے نبی کی سنّت"۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اس سے معلوم ہوا کہ قرآنِ کریم کو سمجھنے اور اس کے فُیوض وبرکات سے مکمل طور پر مستفید ہونے کے لیے حدیثِ نبوی ﷺ کی اشدّ ضرورت ہے، حدیث رسول ﷺ کے بغیر قرآن کریم کے حقیقی مَعانی ومَطالب تک رَسائی کسی صورت ممکن ہی نہیں، بلکہ سراسر گمراہی ہے، لہذا قرآنِ کریم کو سمجھ کر پڑھیں، اس کے اَحکام پر عمل کریں، اس کے مَطالب ومَعانی پر غور کریں، اور اپنے طرزِ حیات کو اس کو مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں!!۔

---

(١) "المَوطّأ" كتاب القدر، باب النهي عن القول بالقدر، ر: ١٦٦٢، صـ٥٠٢.

دعا

اے اللہ ! ہمیں قرآنِ کریم کی بکثرت تلاوت،اور اس کے مَطالب و مَعانی سمجھنے کی توفیق عطا فرما، اپنی اور خَلقِ خدا کی خیر، بہتری اور بھلائی کا سامان کرنے کی سوچ اور جذبہ عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کردے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمیں دنیاوآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین !۔

اسلام اور انسانی حُقوق

(جمعۃ المبارک ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۴۰ھ - ۲۰۱۸/۱۲/۰۷ء)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

اللہ تعالی کا پسندیدہ دین

عزیزانِ محترم! اسلام ایک آفاقی مذہب اور فطرتِ انسانی کے مطابق اللہ تعالی کا پسندیدہ دین ہے، حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے جنابِ رسالت مآب ﷺ تک تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اسی دین کی تبلیغ واِشاعت کے لیے بھیجے گئے، اللہ تعالی اس دینِ متین سے اپنی پسندیدگی کا اظہار قرآنِ کریم میں یوں فرماتا ہے: ﴿وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾[1] "تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کیا" کہ اس کے سوا کوئی اَور دین قبول نہیں، لہذا سب کو چاہیے کہ دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جائیں، اور اپنے پروَردگار کی رِضا وخوشنودی پاکر آخرت کی خیر وبھلائی کا سامان کریں! اور پھر اسی مبارک دین کی کامل، اکمل اور خوبصورت تعلیمات کی رَوشنی میں رَہنمائی حاصل

---

(١) پ٦، المائدة: ٣.

کریں؛ کیونکہ یہ دین ہمیں انفرادی زندگی سے لے کر، اجتماعی اور مُعاشرتی حُقوق تک کے اُصول وقوانین وضوابط سکھاتا ہے۔

رشتوں کا لحاظ رکھو

برادرانِ اسلام! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ کا شکر ہے کہ اُس نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے اُلفت و محبت پیدا فرمائی، اور انہیں ایک دوسرے کے حُقوق کی ادائیگی کا حکم فرمایا، کروڑوں دُرود وسلام ہوں مصطفی جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر، جنہوں نے اللہ تعالی کے اَحکام کو بحُسن وخُوبی لوگوں تک پہنچایا، اور ساری اُمّت کو محبت واُلفت، ہمدردی وبھائی چارگی، اتفاق واتحاد اور ایک دوسرے کے حُقوق کی ادائیگی کا قولاً فعلاً حکم فرمایا، ربِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ کا ارشاد ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾[1] "اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو، اور رشتوں کا لحاظ رکھو، یقیناً اللہ تعالی ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے!"۔

جان بُوجھ کر مسلمان کا قتل

اِسی طرح ہر مسلمان کی جان ومال، عزّت وآبرُو کی حرمت کے مُعاملے میں بھی انتہائی احتیاط کا حکم ہے، اِس حوالے سے کسی بھی طرح کی زیادتی ناجائز وحرام ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا﴾[2] "جو کسی مسلمان کو جان بُوجھ کر قتل کرے، اُس کا بدلہ طویل مدّت جہنّم میں رہنا ہے، اور اُس پر اللہ تعالی کا غضب اور اُس کی لعنت ہے، اور اللہ تعالی نے اُس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے!"۔

---

(١) پ٤، النساء: ١.
(٢) پ٥، النساء: ٩٣.

بھلائی کے کاموں میں باہم تعاوُن

حضراتِ گرامی قدر! تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب کسی ایک کا دوسرے پر کوئی حق آتا ہو، تو اُسے حق دلانے میں اُس کی مدد کریں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[1] "نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو، اور بُرائی اور گناہ میں ایک دوسرے کا ساتھ مت دو"۔

نیکی کی تلقین اور بُرائی سے منع کرنا

عزیزانِ مَن! نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے منع کرنے کے مُعاملے میں بھی، اسلام نے تمام انسانوں کے حُقوق کی رعایت فرمائی کہ فرد وجماعت، رِعایا اور حُکّام اِس مُعاملہ میں سب سے خطاب ہے، کہ ہر ایک اپنے منصب واختیار کے اعتبار سے نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے، اور یہ اُن سب پر لازم ہے! ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[2] "مسلمان مرد اور مسلمان خواتین ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں"۔

بدکاری کے پاس مت جاؤ!

میرے محترم بھائیو! دینِ اسلام نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانیت کی جان ومال، عزّت وآبرُو کی حفاظت کے اُصول وقوانین بیان کیے، ہم پر اپنے قول وعمل سے ان حُقوق کی بجاآوری انتہائی ضروری ہے، اس مُعاملے میں بھی کسی کے ساتھ زیادتی جائز نہیں، اسی ضمن میں اسلام نے زِنا وبدکاری کو بھی حرام اور گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے،

---

(۱) پ۶، المآئدة: ۲.

(۲) پ۱۰، التوبة: ۷۱.

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا﴾[1] "بدکاری (زِنا) کے قریب مت جاؤ، یقیناً وہ بے حیائی اور بہت ہی بُرا راستہ ہے"۔

مظلوم کی حمایت میں ظالم سے لڑو!

جانِ برادر! دینِ اسلام مظلوم کی حمایت میں ظالم سے لڑنے اور اس کا ہاتھ روکنے کا حکم دیتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ﴾[2] "پھر اگر ایک شخص دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس زیادتی والے سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے"۔

دو بھائیوں میں صلح کرادو

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! مسلمان کے لازم حُقوق میں سے یہ بھی ہے کہ جب دو۲ مسلمانوں میں کوئی اختلاف یا لڑائی جھگڑا ہو، تو دیگر مسلمان اُن دونوں کے درمیان صلح کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں، ربّ ذو الجلال ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ﴾[3] "مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے دو۲ بھائیوں میں صلح کراؤ"۔

ناحق کسی مسلمان کا مال لے لینا

حضراتِ ذی وقار! دینِ اسلام ہمیں جن حُقوق عامّہ کا لحاظ رکھنے کا حکم فرماتا ہے، اُن میں سے ایک اہم ترین چیز یہ بھی ہے کہ کسی کے محنت ومشقّت سے کمائے ہوئے جائز مال ودَولت میں، ناجائز طَور پر تصرُّف وزیادتی نہ کی جائے؛ کہ ایسا

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۳۲.

(۲) پ۲٦، الحُجرات: ۹.

(۳) پ۲٦، الحُجرات: ۱۰.

کرنا شدید حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ نے فرمایا: «مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ، لَقِيَ اللهَ ﷻ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ»[1] "جس نے ناحق کسی مسلمان کا مال لیا، اللہ تعالی سے اِس حال میں ملے گا کہ وہ اُس پر غضب ناک ہو گا!"۔

رشتوں کا انتخاب

حضراتِ محترم! اسلام نے انسان کی جائز دلی رغبت اور پسند وناپسند کے حق کی بھی رعایت کی ہے، جن میں سے ایک اہم ترین مُعاملہ شادی کا ہے، اسلام نے مرد وعورت میں سے ہر ایک کو حق دیا ہے کہ جب والدین اُس کے لیے شریکِ حیات کا انتخاب کر رہے ہوں، تو وہ ادب واحترام کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی پسند یا ناپسندیدگی کا اظہار کر سکتے ہیں، خصوصًا عورت کو کسی ایسے رشتے پر مجبور نہ کیا جائے جو خود اسے کسی معقول وجہ سے ناپسند ہو، اور یہ اس لیے ہے کہ دینِ اسلام امن، سُکون واِستقرار کو، ہمارے گھروں اور اِزدِواجی زندگی میں بھی دیکھنا چاہتا ہے، لہذا رشتہ طے کرتے وقت لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے رِضامندی، دائمی اُلفت ومحبت، سُکون واطمینان پر مددگار ثابت ہوتی ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا سے روایت ہے: «جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ!، إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ يَرْفَعُ بِي خَسِيسَتَهُ، فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا، قَالَتْ: فَإِنِّي قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي، وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ لِلْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ»[2].

---

(۱) "مُسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن مسعود، ر: ۳۹۴۶، ۲/ ۹۲.

(۲) "مسند الإمام أحمد" مسند السيّدة عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا، ر: ۲۵۰۹۷، ۹/ ٤٦٢.

"ایک لڑکی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: یارسولَ اللہ! میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے سے کر دی، جو میرے ذریعے اپنی فقیری دُور کرنا چاہتا ہے! آپ ﷺ نے اس مُعاملہ میں اُس لڑکی کو اختیار دے دیا، چاہے اس نکاح کو برقرار رکھے یا ختم کر دے، لڑکی نے کہا: میں اپنے والد کے کیے ہوئے رشتے کو برقرار رکھتی ہوں، لیکن میں صرف یہ چاہتی تھی کہ خواتین کو یہ علم ہو جائے کہ اِن کی شادی کے مُعاملے میں والد کو زبردستی کا کوئی اختیار نہیں!"۔

میرے محترم بھائیو! نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے کے تین ۳ مَراتب ہیں: ایک یہ کہ اِس مُعاملے میں ہر اصلاح کرنے والا باعتبار عہدہ ومنصب اپنا حکم نافذ کروائے، دوسرا یہ کہ اپنے قلم اور زبان سے لوگوں کو نیکی کا حکم دے اور بُرائیوں سے روکے، اور تیسرا یہ کہ بُرائی کو اپنے دل میں بُرا جانے اور خاموشی اختیار کرے۔ اور نیکی کی تلقین اور بُرائی سے روکنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے، کہ فطرتِ انسانی کا بالعموم اور جذبۂ ایمانی کا بالخصوص تقاضا ہے، کہ جو چیز اپنے لیے پسند ہو وہی اپنے پیاروں کے لیے بھی پسند کی جاتی ہے، اور اس عمل کو حدیثِ پاک میں ہمارے تکمیلِ ایمان کا باعث قرار دیا گیا ہے، سرکارِ ابد قرار ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: «لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»[1] "تم میں سے کوئی اُس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے"۔

مُردوں کو بُرا مَت کہو

حضراتِ گرامی قدر! دینِ اسلام انسانی حُقوق کی پاسداری کا اہتمام، صرف

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الإيمان، باب من الإيمان ...إلخ، ر: ١٣، صـ٥.

انسان کی زندگی میں نہیں کرتا، بلکہ بعدِ انتقال بھی اس کی عزّت و ناموس اور احترام کا لحاظ رکھتا ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «لَا تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ؛ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلى مَا قَدَّمُوْا»[1] "مُردوں کو بُرا مت کہو؛ اس لیے کہ انہوں نے جو اعمال آگے بھیجے، وہ خود اُن اعمال کی جزا کو پہنچ چکے"۔

خودکشی کرنے والا

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! انسانی حُقوق میں سے ایک اہم ترین حق انسان پر اپنی جان کا بھی ہے، اور وہ یہ کہ انسان شریعتِ مطہّرہ کے مطابق ایسی مُتوازن زندگی گزارے، جو اَمن، استقرار اور اطمینان سے بھرپور ہو، یہاں تک کہ انسان کو خود اپنی جان پر زیادتی کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا﴾[2] "اپنی جانیں قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تم پر مہربان ہے! اور جو ظلم وزیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اُسے آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ کے لیے آسان ہے!"۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[3] "اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو، اور بھلائی والے ہو جاؤ، یقیناً بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں!"۔

---

(۱) المرجع نفسه، كتاب الجنائز، باب ما يُنهى من سبّ الأموات، ر: ۱۳۹۳، صـ۲۲٤.

(۲) پ٥، النساء: ۲۹، ۳۰.

(۳) پ۲، البقرة: ۱۹٥.

خواتین کے حُقوق بھی مَردوں کی طرح ہیں

حضراتِ گرامی قدر! دینِ اسلام نے اگرچہ مرد کو عورت پر ایک درجہ فَوقیت دی اور اسے گھر کا حاکم بنایا ہے، مگر اِس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت صرف ایک مظلوم ومسکین محکوم نوکرانی ہے، بلکہ دینِ اسلام نے جو حقوق خواتین کو دیے، ہرگز کبھی کسی اَور دِین نے نہیں دیے، جہاں اُسے اِس بات کا پابند کیا کہ وہ ادب واحترام کے ساتھ شوہر کے حقوق ادا کرے، وہیں شَوہر کو بھی اس بات کا مکمل پابند کیا ہے، کہ وہ بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں ہرگز کوتاہی نہ کرے، اُسے اپنے گھر میں شریکِ حیات کا درجہ ومقام دے؛ کیونکہ یہی وہ محترم شخصیت ہے کہ جو تمہارے بچوں کی ماں اور اُن کی پہلی تربیت گاہ ہے، لہذا حدیثِ پاک میں فرمایا: «إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ»[۱] "یقیناً خواتین کے حُقوق بھی مَردوں ہی کی طرح ہیں"۔

تمہارا خون، مال اور عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں

عزیزانِ محترم! آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنی تعلیمات میں اُن بنیادی اُصول کی پاسداری پر بطور خاص زور دیا ہے، جن پر حقوق العباد کی بنیاد ہے، آپ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوَداع میں فرمایا: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ؛ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هذا، فِي شَهْرِكُمْ هذا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا» "یقیناً تمہارا خون، مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اِسی طرح حرام ہیں، جیسے تمہارے اِس مبارک دن یومِ عرفہ، تمہارے اِس مہینے ذی الحجّہ اور تمہارے اِس شہرِ مکہ کی حرمت ہے" نیز فرمایا: «لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيْبِ نَفْسِه مِنْهُ»[۲]

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الطهارة، ر: ۱۱۳، صـ۳۰.

(۲) "معرفة الصحابة" لأبي نعيم، ذكر من روى عن عمّه، ولم يسمه، حنيفة الرقاشي: =

"کسی کا مال اُس کی مرضی کے بغیر دوسرے کے لیے حلال نہیں"۔

خلاصۂ کلام

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! اَقوامِ متحدہ کے جس "منشور برائے انسانی حُقوق" (Charter of Human Rights) پر آج پورا یورپ اور امریکہ پھولے نہیں سماتا، جبکہ دینِ اسلام میں انسانی حقوق سے متعلق یہی تصوُر "حقوق العباد" کے نام سے معروف ہے، جس وقت مغربی دنیا (Western world) جہالت کے اندھیروں میں ڈُوبی ہوئی تھی، اُس وقت اسلام کا سورج فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہو کر سارے جہاں کو روشن ومنوّر کر رہا تھا! اُس وقت ظلم وستم اور مَصائب وآلام کی ماری اور سسکتی اِنسانیت کو دینِ اسلام اپنی آغوشِ رحمت میں لے رہا تھا! اور حُقوق العباد کے نام پر سب کو حقوق عطا کیے جا رہے تھے! لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ دجّالی الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media) کے پروپیگنڈہ (Propaganda) میں آکر احساسِ محرومی کا شکار نہ ہوں، اور اسلام کے رحمت والے نظام کا مُطالعہ کریں، اس سے متعلق علمائے دین سے آگاہی حاصل کریں، حقوق العباد سے متعلق اسلام کی بیان کی ہوئی درجہ بندی کا خیال رکھیں، سب کے حقوق ادا کریں، اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ بَرتیں!!۔

=

عمّ أبي حرّة، ر: ۷۱۱۹، ۶/ ۳۰۸۱.

دعا
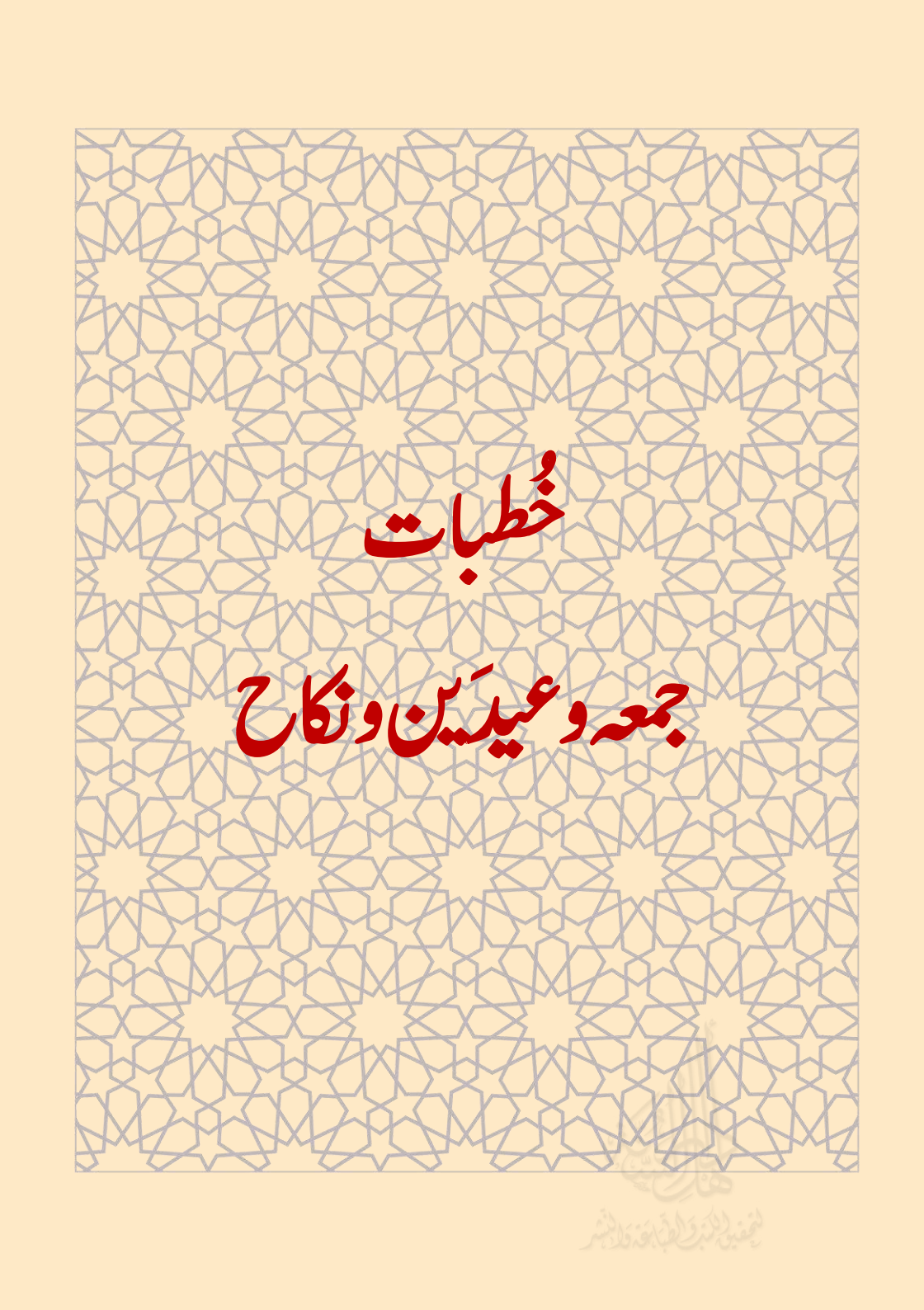
اے اللہ! ہمیں قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں مذکور اَحکام کی روشنی میں اپنے، اور ہم سے متعلق لوگوں کے حقوق کو کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اور تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

خُطبات
جمعہ و عیدَین و نکاح

خطبۂ جمعہ

پہلا خطبہ

(۱)اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ جَمِیْعاً، وَاَقَامَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعاً، فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ، وَعَلٰی کُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّمَرْضِیٌّ لَّدَیْہِ، صَلَاۃً تَبْقٰی وَتَدُوْم، بِدَوَامِ الْمَلِکِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ، صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ، اَمَّا بَعْدُ:

فَیَا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ! رَحِمَنَا وَرَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اُوْصِیْکُمْ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانِ، فَاِنَّ التَّقْوٰی سَنَامُ ذُرَی الْاِیْمَانِ! وَاذْکُرُوْا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ، وَّاعْلَمُوْا

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زَبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیْرٌ! وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ! فَاِنَّ السُّنَنَ هِيَ الاَنْوارُ، وَزَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ هٰذَا النَّبِيِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ والتَّسْلِیْمِ؛ فَاِنَّ الحُبَّ هُوَ الْاِیْمَانُ کُلُّهُ، اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ. اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ، اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَهُ. رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ حُبَّ حَبِیْبِهِ هٰذَا النَّبِيِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ اَکْرَمُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِیْمِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ، وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ!﴾ بَارَكَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ، وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْآیَاتِ وَالذِّکْرِ الحَکِیْمِ. اِنَّهُ تَعَالَی مَلِكٌ کَرِیْمٌ جَوّادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ. اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ! لِيْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِینَ والْمُؤْمِنَاتِ. اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ[1].

---

(۱) یہ خطبہ پڑھ کر اندازاً قرآن مجید کی تین ۳ آیات کی مقدار بیٹھے، پھر اُٹھ کر دوسرا خطبۂ جمعہ شروع کرے۔

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ اَرْسَلَهٗ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَداً، لاسِيَّمَا عَلٰى اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْق، وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْق، اَلْمَوْلٰى الاِمَامِ الصِّدّيْق، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَامِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْق رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه وَعَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَاب، مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَاب، اَلْمُوَافِقِ رَاْيُهٗ بِالْوَحْىِ وَالْكِتَاب، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْن، وَاِمَامِ الْمُجَاهِدِيْن فِىْ رَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآن، كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَان، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَاِمَامِ الْمُتَصَدِّقِيْن لِرَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِب، اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِب، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَاِمَامِ الْوَاصِلِيْن اِلَى رَبِّ

الْعَالَمِيْن، اَبِيْ الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِب كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم وَعَلَى ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ، الْقَمَرَيْنِ الْمُنِيْرَيْن، الْنَيِّرَيْنِ الزَّاهِرَيْن، الطَّيِّبَيْنِ الطَاهِرَيْن، سَيِّدَيْنَا اَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَن، وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْن، وَعَلٰى اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاء، الْبَتُوْلِ الزَّهْرَآء، فِلْذَةِ كَبِدِ خَيْرِ الْاَنْبِيَاء صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسَلَامُهُ عَلٰى اَبِيْهَا الْكَرِيْم، وَعَلَيْهَا وَعَلٰى بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا وَعَلٰى عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْنِ الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْاَدْنَاس، سَيِّدَيْنَا اَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ، وَاَبِيْ الْفَضْلِ الْعَبَّاس، وَعَلٰى سَائِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَهْلَ التَّقْوٰى وَاَهْلَ الْمَغْفِرَةِ.

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ! وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ! عِبَادَ اللّٰه! رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰى، وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ! وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى، وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ، وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ!.

خطبۂ عید الفطر

پہلا خطبہ

[1]اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدَ الشَّاكِرِيْن، اَلْحَمْدُ لِلّٰه كَمَا نَقُوْلُ وَخَيْراً مِمَّا نَقُوْل، اَلْحَمْدُ لِلّٰه قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه مَعَ كُلِّ شَيْءٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه كَمَا يَنْبَغِيْ بِجَلَالِ وَجْهِهِ الْكَرِيْم. اَلْحَمْدُ لِلّٰه كَمَا حَمِدَهُ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمُرْسَلُوْن، وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْن، وَعِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحُوْن، اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْد، وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰهِ، وَاَزْكٰى تَحِيَّاتِ اللّٰهِ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰه، وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰه، وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰه، وَاِمَامِ حَضْرَةِ اللّٰه، وَزِيْنَةِ عَرْشِ اللّٰهِ، وَعَرُوْسِ مَمْلَكَةِ اللّٰهِ، نَبِيِّ الْاَنْبِيَاء، عَظِيْمِ الرَّجَاء، عَمِيْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاء، مَاحِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَاءِ، حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاء، الَّذِيْ كَانَ نَبِيّاً وَّآدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاء، نَبِيِّ الْحَرَمَيْن، اِمَامِ الْقِبْلَتَيْن، سَيِّدِ الْكَوْنَيْن، وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْن، صَاحِبِ قَابَ

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

قَوْسَیْن، الْمُزَیَّنِ بِکُلِّ زَیْن، الْمُنَزَّہِ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ وَشَیْن، جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْن، دُرِّ اللّٰہِ الْمَکْنُوْن، سِرِّ اللّٰہِ الْمَخْزُوْن، نُوْرِ الْاَفْئِدَۃِ وَالْعُیُوْن، سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن، عَالِمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن، سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن، خَاتَمِ النَّبِیِّیْن، اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْن، قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْن، مَعْدَنِ اَنْوَارِ اللّٰہ، وَمَخْزَنِ اَسْرَارِ اللّٰہ، وَخَزَائِنِ رَحْمَۃِ اللّٰہ، نَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا، وَغَیْثِنَا وَغِیَاثِنَا وَمُغِیْثِنَا، وَعَوْنِنَا وَمُعِیْنِنَا، وَوَکِیْلِنَا وَکَفِیْلِنَا، سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَمَلْجَأَنَا وَمَأْوَانَا، مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْن، وَاَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْن، وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَعِتْرَتِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْن، وَاَوْلِیَاءِ مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الْعَارِفِیْن، وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُرْشِدِیْن، وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَر، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، اِلٰھاً وَّاحِداً اَحَداً صَمَداً، فَرْداً قَیُّوْماً، مَلِکاً جَبَّاراً، لِلذُّنُوْبِ غَفَّاراً، وَّلِلْعُیُوْبِ سَتَّاراً، وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ، اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہ،

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْداً. اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. واللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ. وَلِلّٰهِ الْحَمْد. اَمَّا بَعْد:

فَيَا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُون! رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيم. اَلَا وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: (۱) فَرْحَةٌ عِنْدَ الإِفْطَار (۲) وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰن. اَلَا وَاِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ بَاباً يُقَالُ لَهُ: "اَلرَّيَّانُ" لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ. اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. واللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر. وَلِلّٰهِ الْحَمْد! بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ. وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. اِنَّهُ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ. اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَات، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَات. اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ! اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه. واللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر. وَلِلّٰهِ الْحَمْد![1].

---

(۱) دوسرا خطبہ شروع کرنے سے پہلے سات ۷ بار، اور ختم کرنے پر ۱۴ بار، امام منبر پر کھڑے کھڑے "اللہ اکبر" آہستہ کہے، یہی سنّت ہے۔["بہارِ شریعت" حصہ چہارُم، عیدین کا بیان، ۱/۷۸۳]

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَه، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ اَرْسَلَهٗ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَداً، لَاسِيَّمَا عَلٰى اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْقِ، وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْقِ، اَلْمَوْلَى الْاِمَامِ الصِّدِّيْقِ، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَاِمَامِ الْمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه وَعَلٰى اَعْدَلِ الْاَصْحَاب، مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَاب، الْمُوَافِقِ رَأْيُهٗ بِالْوَحْيِ وَالْكِتَاب، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْن، اِمَامِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ رَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآن، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَان، مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِيْ رِضَى الرَّحْمٰن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، اِمَامِ الْمُتَصَدِّقِيْنَ

لِرَبِّ الْعَالَمِیْن، اَبِيْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِب، اِمَامِ الْمَشَارِقِ والْمَغَارِب، حَلَّالِ الْمُشْكِلَاتِ وَالنَّوَائِب، دَفَّاعِ الْمُعْضَلَاتِ وَالْمَصَائِب، اَخِی الرَّسُوْل، وَزَوْجِ الْبَتُوْل، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَاِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ اِلٰی رَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم وَعَلٰی ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْن، الْقَمَرَيْنِ الْمُنِيْرَيْن، النَّيِّرَيْنِ الزَّاهِرَيْنِ الْبَاهِرَيْن، الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْن، سَيِّدَيْنَا اَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَن، وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْن رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاءِ، الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاء صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهُ عَلٰی اَبِيْهَا الْكَرِيْم، وَعَلَيْهَا وَعَلٰی بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا وَعَلٰی عَمَّيْهِ الشَّرِيْفَيْن، الْمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْاَدْنَاس، سَيِّدَيْنَا اَبِيْ عُمَارَةَ حَمْزَةَ، وَاَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ، وَعَلٰی سَائِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَر، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّم رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ! وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ رَبَّنَا يَا مَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ! اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا الله، وَاللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَر، وَلِلّٰهِ الْحَمْد. اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ، وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى، وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْـمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْن! وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى، وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ، وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ، وَاَعْظَمُ وَاَكْبَر!.

خطبۂ عید الاضحیٰ

پہلا خطبہ

[1]اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْن، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِمَّا نَقُوْل، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَبْلَ کُلِّ شَیْئٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَعْدَ کُلِّ شَیْئٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَعَ کُلِّ شَیْئٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہ یَبْقٰی رَبُّنَا وَیَفْنٰی کُلُّ شَیْئٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِہِ الْکَرِیْم، وَعَظِیْمِ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْم، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَہُ الْاَنْبِیَاءُ وَالْمُرْسَلُوْن، وَالْمَلَائِکَۃُ وَالْمُقَرَّبُوْن، وَعِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحُوْن، وَخَیْرًا مِّنْ کُلِّ ذٰلِکَ کَمَا حَمِدَ نَفْسَہُ فِیْ کِتَابِہِ الْمَکْنُوْن، اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، واللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَر، وللّٰہِ الْحَمْد، وَاَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللّٰہ، وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِ اللّٰہ، عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہ، وَسِرَاجِ اُفُقِ اللّٰہ، وَقَاسِمِ رِزْقِ اللّٰہ، وَاِمَامِ حَضَرَۃِ اللّٰہ، وَزِیْنَۃِ عَرْشِ اللّٰہ، وَعَرُوْسِ مَمْلَکَۃِ اللّٰہ، نَبِیِّ الْاَنْبِیَاء، عَظِیْمِ الرَّجَاءِ، عَمِیْمِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاء، مَاحِیِ الذُّنُوْبِ

---

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

وَالْخَطَاءِ، حَبِيْبِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، الَّذِىْ كَانَ نَبِيّاً وَّآدَمُ بَيْنَ الطِّيْنِ وَالْمَاءِ، نَبِيِّ الْحَرَمَيْن، اِمَامِ الْقِبْلَتَيْن، سَيِّدِ الْكَوْنَيْن، وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْن، صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْن، الْمُزَيَّنِ بِكُلِّ زَيْن، الْمُنَزَّهِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ وَّشَيْن، جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْن، دُرِّ اللهِ الْمَكْنُوْن، سِرِّ اللهِ الْمَخْزُوْن، نُوْرِ الْاَفْئِدَةِ وَالْعُيُوْن، سُرُوْرِ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن، عَالِمِ مَا كَانَ وَمَايَكُوْن، سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْن، خَاتَمِ النَّبِيِّيْن، اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْن، قَائِدِ الْغُرِّ الْمُحَجِّلِيْن، مَعْدَنِ اَنْوَارِ الله، ومَخْزَنِ اَسْرَارِ الله، وَخَزَائِنِ رَحْمَةِ الله، وَمَوَائِدِ نِعْمَةِ الله، نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا، وَشَفِيْعِنَا وَمَلِيْكِنَا، وَغَوْثِنَا وَغَيْثِنَا وَغِيَاثِنَا وَمُغِيْثِنَا، وَعَوْنِنَا وَمُعِيْنِنَا، وَوَكِيْلِنَا وَكَفِيْلِنَا، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا، ومَلْجَأْنَا وَمَأْوَانَا، مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْن، وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْن، وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْن، وَعِتْرَتِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْن، وَاَوْلِيَاءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْن، وَعُلَمَاءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْن، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن، اَللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا الله، والله اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، ولِلّٰهِ الْحَمْد.

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، اِلٰهاً وَّاحِداً، اَحَداً صَمَداً، فَرْداً وِتْراً، حَيّاً قَيُّوماً، مَلِكاً جَبَّاراً، لِلذُّنُوْبِ غَفَّاراً، وَّلِلْعُيُوْبِ سَتَّاراً، شَهَادَةً يَرْضٰى بِهَا وَجْهُ الرَّحْمٰنِ. وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه. اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، واللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، ولِلّٰهِ الْحَمْد. اَمَّا بَعْد:

فَيَا اَيُّهَا الْـمُؤْمِنُون! رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيم، قَالَ شَفِيْعُ الْـمُذْنِبِيْن، رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَـمِيْن، مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ»[1]. وَقَالَ: «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ، وَاِنَّهُ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا، وَاَشْعَارِهَا، وَاَظْلَافِهَا، وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ، فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْساً»[2].

---

(۱) "سنن الترمذي" أبواب الصوم، باب ما جاء في العمل أيّام العشر، ر: ۷۵۷، صـ۱۹۱.

(۲) المرجع نفسه، أبواب الأضاحي، باب ما جاء في فضل الأضحية، ر: ۱٤۹۳، صـ۳٦۳.

اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا الله، واللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، وللهِ الْحَمْد، اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ * وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ!﴾ [الزُلزلة: ٧، ٨].

اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا الله، واللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، ولِلّٰهِ الْحَمْد! بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْم، وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْم، اِنَّهٗ تَعَالٰى مَلِكٌ كَرِيْم، جَوَادٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْم![1].

(١) دوسرا خطبہ شروع کرنے سے پہلے سات ٧ بار، اور ختم کرنے پر ١٤ بار، امام منبر پر کھڑے کھڑے "اللہ اکبر" آہستہ کہے، یہی سنّت ہے۔ ["بہارِ شریعت" حصہ چہارُم، عیدین کا بیان، ١/٧٨٣]

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَه، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَه، وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه، بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الحَقِّ اَرْسَلَه، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَداً لَاسِيَّمَا عَلٰى اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِيْق، وَاَفْضَلِهِمْ بِالتَّحْقِيْق، الْمَوْلٰى الْاِمَامِ الصِّدِّيْق، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَاِمَامِ الْمُشَاهِدِيْنَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه وَعَلٰى اَعْدَلِ الاَصْحَاب، مُزَيِّنِ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَاب، الْمُوَافِقِ رَاْيُهٗ بِالْوَحْيِ وَالْكِتَابِ، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، وَغَيْظِ الْمُنَافِقِيْن، اِمَامِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ رَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْآن، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْاِيْمَان، مُجَهِّزِ جَيْشِ الْعُسْرَةِ فِيْ رِضَى الرَّحْمٰن، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْن، اِمَامِ

الْـمُتَصَدِّقِيْنِ لِرَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِیْ عَمْرٍو عُثْمَانَ بْنِ عَفَّان رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه وَعَلٰی اَسَدِاللهِ الْغَالِب، اِمَامِ الْـمَشَارِقِ وَالْـمَغَارِب، حَلَّالِ الْـمُشْكِلَاتِ وَالنَّوَائِب، دَفَّاعِ الْمُعْضَلَاتِ وَالْـمَصَائِب، اَخِی الرَّسُوْل، وَزَوْجِ الْبَتُوْل، سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْاِمَام، اَمِيْرِ الْـمُؤْمِنِيْن، وَاِمَامِ الْوَاصِلِيْنَ اِلَى رَبِّ الْعَالَمِيْن، اَبِی الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ وَعَلٰی ابْنَيْهِ الْكَرِيْمَيْن، السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْن، الْقَمَرَيْنِ الْـمُنِيْرَيْن، النَّيِّرَيْنِ الزَّاهِرَيْنِ الْبَاهِرَيْن، الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْن، سَيِّدَيْنَا اَبِیْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی اُمِّهِمَا سَيِّدَةِ النِّسَاء، الْبَتُوْلِ الزَّهْرَاء، فِلْذَةِ كَبِدِ خَيْرِ الْاَنْبِيَاء صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهُ عَلَى اَبِيْهَا الْكَرِيْمِ، وَعَلَيْهَا وَعَلٰی بَعْلِهَا وَابْنَيْهَا وَعَلٰی عَمِّيْهِ الشَّرِيْفَيْن، الْـمُطَهَّرَيْنِ مِنَ الْاَدْنَاس، سَيِّدَيْنَا اَبِیْ عُمَارَةَ حَمْزَة، وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی سَائِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَالْـمُهَاجِرَةِ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا اَهْلَ التَّقْوٰی وَاَهْلِ الْـمَغْفِرَة! اللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، واللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكْبَر، وللهِ الْحَمْد.

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ رَبَّنَا يَامَوْلَانَا وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ! وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ رَبَّنَا يَامَوْلَانَا وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ!.

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر، وَلِلّٰهِ الْحَمْد، عِبَادَ اللّٰه رَحِمَكُمُ اللّٰهُ! اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَان، وَاِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْن! وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَر!.

خطبۂ نکاح

(۱)اَلْحَمْدُ للهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَه، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه.

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم: ﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴾ [النساء: ۱]، ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ [آل عمران: ۱۰۲]، ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴾ [الأحزاب: ۷۰، ۷۱].

---

(۱) عربی عبارت میں اگر حرکت تشدید کے اُوپر ہو تو اسے زبر پڑھا جاتا ہے، اور اگر حرکت تشدید کے نیچے ہو تو اسے زیر پڑھا جائے گا۔

عن النَّبِيِّ ﷺ: «تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: (١) لِمَالِهَا (٢) وَلِحَسَبِهَا (٣) وَلِجَمَالِهَا (٤) وَلِدِيْنِهَا. فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ»[1]. وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ»[2]. وَقَالَ عليه الصلاة والسلام: «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ، فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ، فَلَيْسَ مِنِّيْ»[3].

(١) "صحيح مسلم" كتاب الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ر: ٣٦٣٥، صـ٦٢٤.

(٢) المرجع نفسه، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة، ر: ٣٦٤٩، صـ٦٢٧.

(٣) "سنن ابن ماجه" كتاب النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح، ر: ١٨٤٦، صـ٣١٠.

مآخذو مَراجع

ماٰخِذومَراجع

عربی کتب

- القرآن الكريم، كلام الله تعالى.

- إحياء علوم الدِّين، الغزالي (ت٥٠٥هـ) بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٠٦هـ، ط١.

- الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ابن عبد البَرّ (ت٤٦٣هـ) تحقيق: علي محمد البجاوي، بيروت: دار الجِيل ١٤١٢هـ، ط١.

- تاريخ الخلفاء، السُّيوطي (ت٩١١هـ) تحقيق: حمدي الدمرداش، القاهرة: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤٢٥هـ، ط١.

- تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الزَيلعي (ت٧٤٣هـ) مصر: المطبعة الأميريّة ١٣١٥هـ، ط٣.

- تفسير القرآن العظيم، ابن كثير (ت٧٧٤هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢١هـ.

- التفسير الكبير، فخر الدّين الرازي (ت٦٠٦هـ) بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤١٧هـ، ط٢.

- تفسير المَظهري، القاضي محمّد ثناء الله المَظهري (ت١٢٢٥هـ) تحقيق: أحمد عزو عناية، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٥هـ، ط١.

- التنوير شرح الجامع الصغير، الصَّنعاني (ت١١٨٢هـ) تحقيق: د. محمّد إسحاق محمّد إبراهيم، الرياض: مكتبة دار السلام ١٤٣٢هـ، ط١.

- جامع البيان في تأويل القرآن، ابن جرير الطَبَري (ت٣١٠هـ) تحقيق: صدقي جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤١٥هـ.

- الجامع لأحكام القرآن، القُرطُبي (ت٦٧١هـ) تحقيق: عبد الرزّاق المَهدي، كوئتَه: المكتبة الرشيديّة.

- جَمهرة الأمثال، أبو هلال الحسن بن عبد الله العسكري (ت:٣٩٥هـ) بيروت: دار الفكر.

- الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار، الحَصكفي (ت١٠٨٨هـ) تحقيق: د. حُسام الدين فَرفور، دِمشق: دار الثقافة والتراث ١٤٢١هـ، ط١.

- دلائل النُبوّة، البَيهقي (ت٤٥٨هـ) تحقيق عبد المعطي قَلَعْجِي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٣٣هـ، ط٢.

- ديوان المَعاني، ابن رُومي (ت٣٩٥ هـ) بيروت: دار الجيل.

- الذخيرة في مَحاسن أهل الجزيرة، ابن بسّام الشنتريني (ت٥٤٢هـ) تحقيق: إحسان عباس، ليبيا: الدار العربية للكتاب ١٩٨١ء، ط١.

- ذمُّ الكذب = من الصمت وآداب اللسان، ابن أبي الدُنيا (ت٢٨١هـ) تحقيق: محمّد غسّان نَصوح عزقول، دِمشق: دار السَنابِل ١٩٩٣ء.

- ردّ المحتار على الدرّ المختار، ابن عابدين (ت١٢٥٢هـ) تحقيق: د. حُسام الدِين بن محمد صالح فَرفور، دِمشق: دار الثقافة والتراث ١٤٢١هـ، ط١.

- سنن ابن ماجه، محمد بن يزيد (ت٢٧٥هـ) بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢١هـ، ط١.

- سنن أبي داود، سليمان بن الأشعَث (ت٢٧٥هـ) الرياض: دار السّلام ١٤٢٠هـ، ط١.

- سنن الترمذي، محمد بن عيسى (ت٢٧٩هـ) الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ، ط١.

- السنن الكبرى، البَيهقي (ت٤٥٨هـ) تحقيق: محمد عبد القادر

عطا، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٤هـ، ط٣.

- سنن النَّسائي، أحمد بن شعَيب (ت٣٠٣هـ) تحقيق: صدقي جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤٢٥هـ.

- سِير أعلام النُبلاء، الذَهَبي (ت ٧٤٨هـ) تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤٢٥هـ، ط١.

- شرح الزرقاني على المواهب اللدُنية بالمِنَح المحمدية، الزرقاني (ت١١٢٢هـ) بيروت: دار الكتب العلمية، ١٤١٧هـ، ط١.

- شرح السُنّة، البَغَوي (ت٥١٦هـ) تحقيق: سعيد محمّد اللحَّام، بيروت: دار الفكر ١٤١٩هـ.

- شُعب الإيمان، البَيهقي (ت٤٥٨هـ) تحقيق: حمدي الدمرداش محمّد العدل، بيروت: دار الفكر ١٤٢٤هـ، ط١.

- الشفا بتعريف حقوق المصطفى، قاضي عياض (ت٥٤٤هـ) تحقيق: عبد السّلام محمد أمين، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٢هـ، ط٢.

- صحيح ابن حِبّان، أبو حاتم محمد بن حِبّان (ت٣٥٤هـ) بيروت: بيت الأفكار الدوليّة ٢٠٠٤م.

- صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري (ت٢٥٦هـ)

الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط٢.

- صحيح مسلم، مسلم بن الحَجّاج (ت٢٦١هـ) الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط١.

- العجالة في الأحاديث المسلسلة، علم الدين محمّد ياسين بن محمّد عيسى الفاداني (ت١٤١١هـ) دِمشق: دار البصائر ١٩٨٥ء، ط٢.

- غمز عيون البصائر، الحَمَوي (١٠٩٨هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٥هـ، ط١.

- الفتاوى الهنديّة، الشيخ نظام (ت١١٦١هـ) وجماعة من علماء الهند الأعلام، بشاوَر: المكتبة الحقّانية.

- فتح الباري بشرح صحيح البخاري، العَسقلاني (ت٨٥٢هـ) القاهرة: دار الحديث ١٤٢٤هـ.

- كتاب السُنّة، ابن أبي عاصم (ت٢٨٧هـ) تحقيق: محمد ناصر الألباني، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٠هـ، ط١.

- الكشف والبيان عن تفسير القرآن، أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي (ت٤٢٧هـ) تحقيق: الإمام أبي محمد بن عاشُور، الأستاذ نظير الساعدي، بيروت: دار إحياء التراث العربي، ١٤٢٢ هـ، ط١.

- كنز العمّال، علاء الدين علي بن حُسام الدين (ت٩٧٥هـ) تحقيق: محمود عمر الدّمياطي، ملتان: إدارة تأليفات أشرفية ١٤٢٤هـ.

- مُثير العَزْم الساكن إلى أشرف الأماكن، ابن جَوزي (ت٥٩٧هـ) تحقيق: مَرزوق علي إبراهيم، الرياض: دار الرّايَة ١٤١٥هـ، ط١.

- المُجالسة وجواهر العلم، الدينوري (ت٣٣٣هـ) تحقيق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، بيروت: دار ابن حَزم ١٤١٩هـ، ط١.

- مجمع الزوائد ومَنبع الفوائد، الهيثمي (ت٨٠٧هـ) تحقيق محمّد عبد القادر أحمد عطا، بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٢٢هـ، ط١.

- مدارك التنزيل وحقائق التأويل، النَّسَفي (ت٧١٠هـ) تحقيق: الشيخ زكريّا عميرات، بشاوَر: مكتبة القرآن والسُنّة.

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، علي القاري (ت١٠١٤هـ) بيروت: دار الفكر ١٤٢٢هـ، ط١.

- المستدرَك على الصحيحَين، الحاكم (ت٤٠٥هـ) تحقيق: حمدي الدمرداش محمد، مكّة المكرّمة: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤٢٠هـ، ط١.

- المُسند، أحمد بن حنبل (ت٢٤١هـ) تحقيق: صدقي محمد جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤١٤هـ، ط٢.

- مُسند الشاميين، أبو القاسم الطَبَراني (ت:٣٦٠هـ) تحقيق: حمدي

بن عبد المجيد السلفي، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤٠٥هـ، ط١.

- المصنَّف، ابن أبي شَيبة (ت٢٣٥هـ) تحقيق: محمّد عوّامة، جدّة: دار القبلة للثقافة الإسلاميّة ١٤٢٧هـ، ط١.

- المعجم الأوسط، الطَبَراني (ت٣٦٠هـ) تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي، بيروت: دار الفكر ١٤٢٠هـ، ط١.

- المعجم الكبير، الطَبَراني (ت٣٦٠هـ) تحقيق: حمدي عبد المجيد السلَفي، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٢هـ، ط٢.

- معرفة الصحابة، أبو نعَيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (ت:٤٣٠هـ) تحقيق: عادل بن يوسف العزازي، الرياض: دار الوطن للنشر ١٤١٩ هـ، ط١.

- مَكارم الأخلاق ومَعاليها ومحمود طرائقها، أبو بكر محمد بن جعفر الخرائطي (ت: ٣٢٧ هـ) تقديم وتحقيق: أيمن عبد الجابر البحيري، القاهرة: دار الآفاق العربية، ١٤١٩ هـ، ط١.

- المنهاج لشرح صحيح مسلم بن الحَجّاج، النَّوَوي (ت٦٧٦هـ) بيروت: دار إحياء التراث العربي، ط٤.

- المَوَطّأ، الإمام مالك (ت١٧٩هـ) تحقيق نجيب ماجدي، بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٣هـ.

فارسی کتب

- اَشِعۃ اللمعات فی شرح المشکاۃ، شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی (ت ۱۰۵۲ھ) نَوَلکِشَور: مطبع نامی۔

- مدارج النُبوّت، شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی (ت ۱۰۵۲ھ) لاہور: نوریّہ رضویہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۹۷م، ط۲۔

اردو کتب

- اَزواج مطہَّرات، شکیل الرحمن نظامی مصباحی، مبارکپور: الجامعۃ الاشرفیہ، ۱۴۲۱ھ، ط۱۔

- بہارِ شریعت، مفتی امجد علی اعظمی (ت ۱۳۶۷ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۹ھ۔

- تحسینِ خطابت ۲۰۲۱ء، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: ادارہ اہل سنّت، پشاور: المکتبہ النظامیہ ۱۴۴۴ھ، ط۱۔

- تذکرۂ اکابرِ اہل سنّت، محمد عبد الحکیم شرف قادری (ت ۲۰۰۷ء) لاہور: نوری کتب خانہ، ۲۰۰۵ء۔

- تذکرۂ مشایخِ قادریہ رضویہ، عبد المجتبی رضوی، لاہور: اکبر بُک سیلرز ۲۰۰۸ء۔

- تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی (ت ۱۳۹۱ھ) لاہور: پیر بھائی کمپنی۔

- خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، نعیم الدین مُرادآبادی (ت ۱۳۶۷ھ) کراچی: ادارہ اہل سنّت، ۲۰۲۰ء، ط۲۔

- سوانحِ کربلا، علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی (ت ۱۳۶۷ھ) تخریج: المدینۃ العلمیہ، کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۹ھ۔

- سیرتِ امیرِ ملّت، پیر سید اختر حسین شاہ، کراچی: اے اینڈ ایس پرنٹرز ۱۴۱۰ھ، ط۳۔
- کُلیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان ۱۹۹۰ء، ط۱۔
- ماہنامہ دخترِ اسلام، جلد ۲۳، شمارہ ۱۱، لاہور: تحریک منہاج القرآن نومبر ۲۰۱۶ء۔
- مرآۃ المناجیح، مفتی احمد یار خان نعیمی (۱۳۹۱ھ) گجرات: نعیمی کتب خانہ۔
- وکی پیڈیا، آزاد دائرۃ المعارف۔

ادارۂ اہل سنّت کی مطبوعات

عربی کتب

١. كنز الإيمان في ترجمة القرآن: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، مع تفسير خزائن العرفان: لصدر الأفاضل السيّد محمد نعيم الدّين المرادآبادي (ت١٣٦٧هـ) طبعت ثانياً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٤٢هـ/ ٢٠٢٠م.

٢. العطايا النبويّة في الفتاوى الرضوية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، (٢٢ مجلّداً بالأرديّة) محقَّقة، طبعت ١٤٣٨هـ / ٢٠١٧م.

٣. جدّ الممتار على ردّ المحتار: له (ت١٣٤٠هـ) (سبع مجلّدات) محقَّقة، طبعت من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٣م.

٤. المعتقَد المنتقَد: للعلّامة فضل الرّسول القادري البَدَايُوني (ت١٢٨٩هـ) مع حاشية قيّمة مسمّاة: المعتمَد المستنَد بناء نجاة الأبد: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، طُبع ثانياً ١٤٤٠هـ / ٢٠١٨م. نشر إلكتروني أوّلاً ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٥. الدَّولة المكّية بالمادّة الغَيبيّة: له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٦. إنباء الحي أنّ كلامَه المصونَ تبيانٌ لكلِّ شيء (مجلّدان): له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٧. شرح عقود رسم المفتي: للإمام ابن عابدين الشّامي (ت١٢٥٢هـ) محقَّقة، طبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٨. أجلى الإعلام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٩. الفضل الموهبي في معنى إذا صحّ الحديث فهو مذهبي: له (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

١٠. جليُّ الصَّوْت لنَهي الدَّعْوة أمَامَ موت (بالأرديّة): له، ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م.

١١. رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومُؤاساة الفقراء: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام
أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٢. أعجب الإمداد في مكفَّرات حقوق العباد: له، محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٣. صفائح اللُجَين في كون تصافُح بكفَّي اليدَين: له، محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٤. الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ / ٢٠١٨م. نشر إلكتروني أوّلاً ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

١٥. الظَفر لقول زُفر: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٦. شمائم العنبر في أدب النداء أمام المنبر: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٧. صَيقل الرَّين عن أحكام مجاوَرة الحرمَين: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٨. الجبل الثانوي على كلية التهانوي: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٩. كفل الفقيه الفاهِم في أحكام قرطاس الدراهم: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٠. هاديُ الأُضحِية بالشاء الهنديّة: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ / ٢٠١٨م.

٢١. الصافية الموحية لحكم جلد الأُضحِية: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٢. الكشفُ شافيا حكم فونوجرافيا: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ / ٢٠١٨م.

٢٣. الزُّلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى (في أفضلية سيّدنا أبي بكر ﵁): له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٤. "القول النَّجيح لإحقاق الحقّ الصّريح" مع حاشية "السعي المشكور في إبداء الحقّ المهجور": له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ / ٢٠١٨م.

٢٥. قَوارع القَهّار على المجسِّمة الفُجّار: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مترجمة بالعربية، محقَّقة، طبعت من "دار المقطَّم" القاهرة ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.

٢٦. أنوار المنّان في توحيد القرآن: له، مترجمة بالأردية، محقَّقة، ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

٢٧. الأمن والعُلى لناعتِي المصطفى بدافع البلاء مترجَم بالعربيّة: له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٢٨. منير العين في حكم تقبيل الإبهامَين، للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مترجمة بالعربية، ١٤٤٤هـ/ ٢٠٢٢م (نشر إلكتروني).
٢٩. إقامة القيامة على طاعِن القيام لنبي تهامة (بالأرديّة): للإمام أحمد رضا خانْ ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.
٣٠. حُسام الحرمَين على منحر الكفر والمَين: له (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، أوّلاً طبعت من "مؤسّسة الرضا" لاهور ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م. وثانياً (نشر إلكتروني) بتحقيق وترتيب جديد ٢٠١٩م.
٣١. فتاوى الحرمَين برَجفِ ندوةِ المَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م (نشر إلكتروني).
٣٢. إذاقة الأثام لمانعِي عملِ المَولد والقيام (بالأردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ) محقَّقة، طبعت ١٤٢٩هـ / ٢٠٠٨م.
٣٣. أصول الرَّشاد لقَمع مَباني الفساد (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالأردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ)، محقَّقة، ١٤٣٠هـ / ٢٠٠٩م. وثانياً (بالعربية) من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.
٣٤. قواعد أصوليّة لفهم الآيات القرآنيّة والأحاديث النبويّة (ضوابط لمعرفة البدَع والمنكَرات) (بالعربية): للدكتور المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، محقَّقة، طبعت ثانياً ١٤٤٠هـ / ٢٠١٩م. و(بالأردية): له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.
٣٥. مقدّمة الجامع الرّضوي (ضوابط في الحديث الضعيف): لمِلك العلماء المحدِّث المفتي ظفر الدّين البِهاري، محقَّقة، طبعت ثانياً نسخة معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

٣٦. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، محقَّقة (بالأرديّة)، طبعت ثالثاً ١٤٤٠ه/ ٢٠١٩م.

٣٧. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، محقَّقة (بالعربية) طبعت رابعاً ١٤٤٠ه/ ٢٠١٩م.

٣٨. حياة الإمام أحمد رضا: للدكتور المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، رسالة مختصرة في سيرة الإمام، محقَّقة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٧ه/ ٢٠٠٦م.

٣٩. نظم العقائد النَّسَفية، (النّظم العربي): المفتي الشيخ إبراهيم علي الحمدُو العمر الحلَبي، طبع ثانياً ١٤٣٩ه/ ٢٠١٨م.

٤٠. نظم العقائد النَّسَفية (النّظم الأردو): للشّيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي الهندي، طبع ١٤٣٩ه/ ٢٠١٨م.

٤١. متن الآجُروميّة في النحو: ترتيب جديد: د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، ١٤٤٣ه/ ٢٠٢١م (نشر إلكتروني).

٤٢. مختصر الآجُروميّة في النحو: ترتيب جديد: د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، ١٤٤٣ه/ ٢٠٢١م (نشر إلكتروني).

٤٣. الدعوة إلى الفكر، للشيخ منشا تابِش القصوري، ترجمتها بالعربية: الأستاذ العلّامة محمد عبد الحكيم شرف القادري (ت١٤٢٨ه) محقَّق، ١٤٤٣ه/ ٢٠٢٢م (نشر إلكتروني).

٤٤. "معارف رضا" المجلّة السَّنَوية العربيّة ١٤٢٩ه/ ٢٠٠٨م (العدد السّادس) طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي.

اردو کتابیں

٤٥. اسلامی عقائد ومسائل (اردو): ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ثانیاً ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء۔

٤٦. عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اردو): ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۰ء، الغنی پبلیشرز ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء۔

٤٧. قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیات، خدمات اور سیاسی جدوجہد (اردو): مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء (آن لائن)۔

٤٨. تحقیقاتِ امام علم وفن (اردو): حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء، الغنی پبلیشرز ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء۔

٤٩. تعارف حضرت علّامہ مفتی محمد ابوبکر صدیق قادری شاذلی (اردو): مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء (آن لائن)۔

٥٠. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۱۸ء) (اردو) ۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء، عدد صفحات: ۳۲۰ (آن لائن)۔

٥١. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۰ء) (اردو) (۲ جلدیں)، عدد صفحات: ۹۸۲۔ الغنی پبلیشرز ۱۴۴۳ھ/۲۰۲۲ء۔

٥٢. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۱ء) (اردو) (۲ جلدیں)، عدد صفحات: ۸۷۲، المکتبۃ النظامیہ پشاور، ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء۔

٥٣. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۲ء) (اردو) ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء، (۲ جلدیں)، عدد صفحات: ۹۶۰ (آن لائن)۔

٥٤. امام احمد رضا ایک فقیہِ مجتہد (اردو) ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۲ء (آن لائن)۔

انگریزی کتابیں

55. 20 FUNDAMENTAL PRINCIPLES TO IDENTIFY SHIRK & BID`AH: By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini
56. Tahsin al-Wusul – By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini.
57. The Hereafter (On the Muslim belief of life after death), By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini.

عنقریب شائع ہونے والی کتب

١. عقائدوکلام (اردو): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ).

٢. تلخيص الفتاوى الرضوية (اردو): له، (ستّ مجلّدات).